علوم مصطفےٰ ﷺ پر مکہ مکرمہ میں آٹھ گھنٹے
میں لکھی جانے والی بے مثال تاریخی کتاب

الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں
آٹھ گھنٹے میں لکھی جانے والی بے مثال تاریخی کتاب

الدولۃ المکیۃ

اردو ایڈیشن

www.alahazratnetwork.org

تصنیف و تالیف عربی

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

تعلیق و ترجمہ اردو
حجۃ الاسلام
حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ

ترتیب و تزئین نو
پیرزادہ
علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ — لاہور

اَلدَّولَةُ المَکِّیَّۃُ بالمادّۃ الغیبیۃ (عربی)

نام مصنف —— اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

موضوع —— علوم مصطفیٰ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سال تصنیف —— ۱۹۰۵ء / ۱۳۲۳ھ بمکہ مکرمہ

ترجمہ اُردو —— حضرت حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت نقش اول —— ۱۹۱۰ء / ۱۳۲۸ھ بریلی شریف

اشاعت نقش ثانی —— ۱۹۸۸ء / ۱۴۰۸ھ لاہور

ترتیب و تزئین ترجمہ نو —— علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی (ایم اے)

افتتاحیہ —— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (ایم اے۔ پی ایچ ڈی)

تلخیص و ترجمہ تقاریظ —— حضرت مولانا عبدالحکیم اختری

طابع —— کمبائن پرنٹرز

ناشر —— مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

صفحات —— ۱۹۶

قیمت —— ۱۸ روپے

عنوانات کتاب پر ایک نظر

۱۔ ابتدائیہ	علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب	۹
۲۔ افتتاحیہ	ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالیہ	۱۷
۳۔ آغاز کتاب		۳۵
۴۔ نظر اوّل		۳۹
۵۔ دین کا دار و مدار		۳۹
۶۔ علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں		۴۱
۷۔ علم کی تقسیم		۴۲
۸۔ غیب پر ایمان لانا		۴۸
۹۔ حضرت خضر و موسیٰ کے علوم		۴۸
۱۰۔ نظر دوم		۵۳
۱۱۔ ذاتی اور عطائی علم میں فرق		۵۳
۱۲۔ نظر سوم		۵۵
۱۳۔ ایک کج مغز ہندی		۵۵
۱۴۔ دنیا میری ہتھیلی پر روشن ہے		۵۶
۱۵۔ بادشاہ کا ایک ناشکر گزار گداگر		۶۰
۱۶۔ نظر چہارم		۶۵
۱۷۔ دیوبندی کی غلط بیانیوں کا تعاقب		۶۵

www.alahazratnetwork.org

۱۸۔ میری گزارش سنیے ۶۸
۱۹۔ لوح وقلم کا علم ۶۹
۲۰۔ نظر پنجم ۷۱
۲۱۔ قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ میں حضور کے علوم ۷۱
۲۲۔ زمین وآسمان کا علم ۷۳
۲۳۔ احوال امت پر نگاہ ۷۶
۲۴۔ اوّل وآخر ظاہر وباطن کا علم ۷۷
۲۵۔ مقاماتِ علوم مصطفیٰ ۷۹
۲۶۔ قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی ۸۰
۲۷۔ براہین قاطعہ اور تقدیس الوکیل ۸۳

www.alahazratnetwork.org

۲۸۔ علمائے دیوبند ۸۴
۲۹۔ علمائے مکہ مکرمہ دیوبندیوں کی نظر میں ۸۶
۳۰۔ نظر پنجم ۸۹
۳۱۔ پانچ چیزوں کا علم ۸۹
۳۲۔ پانچ چیزوں سے اختصاص کی حکمت ۹۱
۳۳۔ میری گزارش ۹۸
۳۴۔ موت وحیات کا علم ۱۰۱
۳۵۔ آخری گزارش ۱۰۲
۳۶۔ حضور کے امتیوں پر غیب کے انعامات ۱۰۳
۳۷۔ حضرت امّ الفضل کے پیٹ میں کیا ہے ؟ ۱۰۵
۳۸۔ حضرت صدیق اکبر نے بیٹی کی پیدائش سے پہلے خبر دی ۱۰۶

۳۹۔ مخبر کا جھنڈا	۱۰۷
۴۰۔ مقام وصال کی خبر	۱۰۸
۴۱۔ بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف علام	۱۰۹
۴۲۔ حضرت غوث اعظم اور غیب کی باتیں	۱۱۰
۴۳۔ کس زمین پر انتقال ہوگا؟	۱۱۲
۴۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو غیب سے مطلع کر دیا۔	۱۱۴
۴۵۔ لوح مبین ہے	۱۱۵
۴۶۔ یعنی فی اللوح المحفوظ	۱۱۹
۴۷۔ دوسرا حصہ	۱۲۳
۴۸۔ ایک سوال اور اس کا جواب	۱۲۵
۴۹۔ دوسرا جواب	۱۲۸
۵۰۔ حضور نبی کریم نعمت الٰہیہ ہیں	۱۲۹
۵۱۔ حضور کے اسمائے مبارکہ	۱۲۹
۵۲۔ محمد اور محمود	۱۳۱
۵۳۔ جواب چہارم	۱۳۱
۵۴۔ جواب پنجم	۱۳۵
۵۵۔ حضور کی علی رفعت	۱۳۶
۵۶۔ مزید تشریح	۱۳۷
۵۷۔ آیۃ الکرسی حضور کی نعت ہے	۱۳۹
۵۸۔ میرے تاثرات	۳۹
۵۹۔ حضور کی شفاعت کی وسعتیں	۱۴۰

www.alahazratnetwork.org

۶۰۔ دوسرا سوال ۱۴۵

۶۱۔ ازل سے ابد تک ۱۴۵

۶۲۔ ابد کے معانی ۱۴۶

۶۳۔ جواب دوم ۱۴۸

۶۴۔ جواب سوم ۱۴۸

۶۵۔ سوال سوم ۱۴۹

۶۶۔ سوال چہارم ۱۵۰

۶۷۔ سوال پنجم ۱۵۰

۶۸۔ حرف آخر ۱۵۲

۶۹۔ تلخیص ترجمہ و تقاریظ از۔ مولانا عبدالرحمٰن تتری ۱۵۲

۷۰۔ احمد الجزائری بن السید احمد مدنی مفتی مالکیہ مکہ معظمہ ۱۵۴

۷۱۔ شیخ اسمٰعیل بن خلیل حافظ کتب الحرم ۱۵۵

۷۲۔ حسین بن محمد مدرس حرم نبوی ۱۵۶

۷۳۔ محمد یحییٰ مدینہ منوّرہ ۱۵۸

۷۴۔ احمد بن محمد بن محمد خیر النساری۔ مدینہ منوّرہ ۱۵۹

۷۵۔ سید عمر بن سید مصطفیٰ غیثہ۔ مدینہ منوّرہ ۱۶۰

۷۶۔ عبدالقادر علی خطیب مدینہ منوّرہ ۱۶۱

۷۷۔ عبدالکریم بن الناذری تیونسی مدرس حرم نبوی مدینہ منوّرہ ۱۶۲

۷۸۔ عبداللہ احمد اسعد گیلانی الحموی۔ ۱۶۳

۷۹۔ علی بن علی الرجانی مدرس حرم نبوی مدینہ منوّرہ ۱۶۵

۸۰۔ محمد بن سید الواسع حسینی الادریسی مدینہ منوّرہ ۱۶۶

www.alahazratnetwork.org

۸۱ - محمد توفیق الایوبی انصاری مدینہ منورہ ۱۶۶

۸۲ - یعقوب بن رجب مدرس حرم نبوی مدینہ منورہ ۱۶۸

۸۳ - محمد یٰسین بن سعید مدرس حرم نبوی مدینہ منورہ ۱۷۰

۸۴ - محمود بن صبغۃ اللہ مدینہ منورہ ۱۷۱

۸۵ - محمود بن علی عبد الرحمن الشوبلی - مدرس حرم نبوی ۱۷۲

۸۶ - مصطفیٰ ابن التارزی التونسی مدرس حرم نبوی ۱۷۳

۸۷ - موسیٰ علی شامی الازہری مدینہ منورہ ۱۷۵

۸۸ - ہدایۃ اللہ بن محمود السندی البکری مدینہ منورہ ۱۷۶

۸۹ - یٰسین احمد الخیاری مدرس حرم نبوی ۱۷۹

۹۰ - یوسف بن اسمٰعیل نبہانی - مدینہ منورہ ۱۸۰

۹۱ - محمد رمضان - شام ۱۸۱

۹۲ - عبد الحمید بکری شافعی - شام ۱۸۲

۹۳ - محمد آفندی الحکیم دمشق ۱۸۳

۹۴ - محمد ابن سعید دمشق ۱۸۴

۹۵ - محمد ابن السفرجلانی ۱۸۵

۹۶ - محمود بن سید القطار - دمشق ۱۸۶

۹۷ - محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین دمشق ۱۸۷

۹۸ - محمد عارف بن محی الدین دمشق ۱۸۸

۹۹ - محمد عطاء اللہ القسم - دمشق ۱۸۹

۱۰۰ - محمد القاسمی - دمشق ۱۹۰

۱۰۱ - محمد یحیٰی القلعی النقشبندی - دمشق ۱۹۱

www.alahazratnetwork.org

۱۰۲- محمد یحییٰ الملکی الحسینی - دمشق ۱۹۱

۱۰۳- مصطفیٰ بن آفندی - دمشق ۱۹۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

www.alahazratnetwork.org

زیرِ نظر کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری البریلوی (۱۲۷۲ھ — ۱۳۴۰ھ) کا وہ مایۂ ناز معرکہ ہے جسے آپ نے مکہ مکرمہ میں ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کو صرف آٹھ گھنٹوں میں فصیح و بلیغ عربی میں سپردِ قلم کیا تھا۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو برصغیر کے چند علماء نے ایک مفصل سوالنامہ تیار کیا اور شریف مکہ (سیدنا) کے دربار میں پیش کیا۔ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق استفسار کیا گیا تھا۔ معترضین کا خیال تھا کہ فاضل علام اس مختصر وقت میں نہ تو جواب لکھ سکیں گے اور نہ شہرِ محبوب کی روانگی میں تاخیر برداشت کریں گے اور اس طرح انہیں شریف مکہ اور علماء مکہ کے سامنے خفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت نے سوالنامہ کا جواب کیا لکھا آٹھ گھنٹے میں ایک مدلل اور مکمل عربی کتاب لکھ کر معترضین اور علماء مکہ معظمہ کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس کتاب کو شریف مکہ نے خود سنا اور علماء حرمین الشریفین نے پڑھ کر بے پناہ خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور اپنی تقاریظ (جن میں سے چند ایک کتاب کے آخر میں ملحقہ

۱؎ : ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ جلد دوم صفحہ ۹۔ مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان مطبوعہ فضل نور اکیڈمی۔ پنجاب۔

پیش کی جا رہی ہیں) اور تقاریر میں کتاب کی افادیت اور فاضل مؤلف کی شخصیت کو دنیائے اسلام کے سامنے بھرپور انداز میں پیش کیا۔

○

کتاب کی تصنیف کے پس منظر پر غور کیا جائے تو ہمیں برصغیر کی نظریاتی تاریخ اور بعض مختلف علمائے کرام کے عقائد اور نظریات کی کشمکش کا ایک دلخراش منظر سامنے آتا ہے۔ انگریز اپنی سلطنت کی وسعت پذیری کی چالیں پورے ایشیا پر چلنے میں مصروف تھا۔ برصغیر کو زیر استبداد لانے کے بعد ممالک عرب کو ترکوں سے خالی کرانے کے درپے تھا۔ آل سعود کے مہروں کو آگے بڑھا کر حرمین الشریفین کی سرزمین پر اپنی شاطرانہ چالوں سے وار کر رہا تھا۔ آل سعود کے نظریاتی راہنما محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید لکھی۔ تو دنیائے علم کی آنکھیں تصویر حیرت بن گئیں۔ اسی کتاب کے مندرجات نے دہلی کے علمی خانوادے کے ایک فرزند مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کو اتنا متاثر کیا کہ انہوں نے اس کتاب کا چربہ تقویۃ الایمان کے نام سے ہندوستان میں شائع کیا۔ اس کتاب میں مسلمانوں کو شرک و بدعت کفر و گمراہی کے خطابات سے نوازا گیا۔ پھر پہلی بار فقہی مسائل میں اختلاف کی روش سے ہٹ کر ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ اس سے صدیوں پہلے اسلامی تاریخ میں مختلف فرقے اپنے علمی اور نظری اختلافات کی وجہ سے متعارف تو ہوئے مگر ان کے اختلافات کی بنیاد جبر و قدر۔ قدیم و حادث۔ شریعت و طریقت یا دوسرے فقہی اور فروعی مسائل پر ہوا کرتی تھی۔ مگر سب سے پہلے جس خانوادہ نے ذات مصطفیٰ، مقام مصطفیٰ اور علم مصطفیٰ پر اختلاف کی راہیں کھولیں وہ تقویۃ الایمان کی ذریت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر سوال اٹھائے گئے۔ بحث ہونے لگی۔ امکان نظیر پر گفتگو چل نکلی۔ آپ کے حالات پر لیت و لعل کے دروازے کھل گئے۔ آپ کی بشریت پر قیل و قال کا بازار گرم ہوا پھر بشریت اور علمیت کی تقسیم پر بے انداز سے لگائے جانے لگے کہ آیا

www.alahazratnetwork.org

حضور ہمارے جیسے ہی بشر تھے یا ہم سے ذرا بڑے ۔ ان کا علم ہمارے جیسا ہی تھا یا قدرے زیادہ تھا۔ پھر یہ نظریہ بھی دیا جانے لگا کہ آپ کو خاتم الانبیاء ماننے کے باوجود اللہ چاہے تو ہزاروں انبیاء پیدا کر سکتا ہے ! الغرض برصغیر میں حضور کی شخصیت کو پہلی بار نظریاتی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اس بات پر علماء اہلسنت نے سخت احتجاج کیا اور ان نظریات اور کتاب کا شدید نوٹس لیا۔ علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے اس کتاب کے خلاف تحریری اور تقریری آواز بلند کی جس کے اثرات سارے ہندوستان میں گونجے اور مختلف علماء کرام نے اس کتاب کی رد میں کتابیں لکھیں ۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ ان دنوں برصغیر میں ایک بااثر علمی اور روحانی شخصیت کی حیثیت سے موجود تھے۔ آپ کے معتقدین میں مختلف علماء شامل تھے۔ آپ کے ایک مرید مولانا عبدالسمیع رامپوری قدس سرہٗ نے ایک کتاب انوار ساطعہ لکھی جس میں عقائد اہلسنت کی وضاحت بھی کی گئی اور ساتھ ساتھ نجدی نظریات کا رد بھی کیا گیا۔ یہ کتاب سامنے آئی تو علماء دیوبند کا ایک مضبوط اور اعلیٰ سطح کا طبقہ سیخ پا ہو گیا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے انوار ساطعہ کے جواب میں ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۷ء میں براہین قاطعہ شائع کر کے عقائد دیوبند کو پہلی بار منظر عام پر لا رکھا۔ اس اختلافی فضا کو صاف کرنے کے لیے حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ لکھا مگر ان کی کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں اور علماء دین دو واضح گروپوں میں تقسیم ہوتے گئے ۔

www.alahazratnetwork.org

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ان دنوں دارالعلوم بہاولپور میں مدرس اعلیٰ تھے۔ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری نے براہین قاطعہ کو پڑھا اور اسے نظریاتی طور پر بڑی نقصان دہ کتاب تصور کیا۔ ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دستگیر قصوری نے انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا جسے قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ ہندوستان بھر سے دیوبند اور اہلسنت کے جید علماء بہاولپور میں

ہوئے۔ مناظرہ شوال ۱۳۰۶ھ میں نواب آف بہاولپور کے زیر اہتمام و انتظام منعقد ہوا۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ کو حکم مناظرہ بنایا گیا اور پنجاب اور ہندوستان کے تمام علاقوں سے علماء کا عظیم اجتماع ہوا۔ اس مناظرہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور دیوبندی علماء کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ نواب آف بہاولپور نے مولوی خلیل احمد کے عقائد و نظریات کی مفسدانہ حرکات پر انہیں ریاست بدر کرنے کے احکام جاری کیے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مناظرہ کی روئیداد عربی میں مرتب کی ۱۳۰۷ھ کو حج کو گئے۔ علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سامنے پیش کی۔ علماء حرمین نے کتاب پر تقاریظ لکھیں اور سترہ سے زیادہ علماء حرمین الشریفین نے عقائد دیوبند سے اظہار بیزاری کیا۔ ان آراء سے دیوبندی مکتب فکر کے علماء کا اعتقادی قلعہ منہدم ہوتا دکھائی دیا مگر ان گرتی ہوئی دیواروں کو سہارا دینے کے لیے علماء دیوبند کے ایک لیڈر نے

www.alahazratnetwork.org

ایک رسالہ المہند المفند (عقائد علماء دیوبند) شائع کر کے عوام کو یہ تاثر دیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلسنت کے ہیں۔

○

۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک رسالہ بنام حفظ الایمان لکھا جس میں بڑی دیدہ دلیری سے وہ رسوائے زمانہ عبارت سامنے آئی کہ حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

اس عبارت پر علماء اہلسنت نے تو برافروختہ ہونا ہی تھا۔ خود مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے بھی اپنی کتاب شہاب الثاقب میں برملا لکھا کہ ایسے الفاظ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی تمام عبارات پر گرفت کی۔ اور علماء دیوبند کا تعاقب کیا۔ ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ حضرت نے مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المعتقد المنتقد پر حواشی لکھے۔ جو المعتمد المستند کے نام سے چھپے

ان حواشی میں امام اہلسنت نے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند، مولوی عبدالرشید صاحب گنگوہی، مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کفریہ عبارات کو ہدف تنقید بنایا۔ آپ نے رسالہ حیات الناس کے رد میں ۱۳۰۸ھ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ اور پھر ۱۳۱۸ھ کو فتاوی لکھے۔ ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد کے مطبع تحفہ حنفیہ سے رد چھپا۔ پھر جمادی الآخر ۱۳۲۰ھ میں ایک فتوی شائع کیا[۱] اعلیٰ حضرت کی کتاب سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ پھر الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ ۱۳۱۲ھ میں عظیم آباد پٹنہ سے چھپی۔ ساتھ ہی ایک اور کتاب سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ صفر ۱۳۱۲ھ میں عظیم آباد میں چھاپی گئی[۲]

اعلیٰ حضرت کی نظریاتی اور تنقیدی تحریروں میں سے المعتمد المستند کو بنیادی حیثیت ملی۔ اسے علماء حرمین الشریفین نے بہت پسند کیا اور اس پر ان حضرات نے زیادہ علماء حرمین اور پاک و ہند نے اپنی آراء لکھیں۔ جو حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور الصوارم الہندیہ میں چھپ کر عام ہو چکی ہیں۔

○

آپ کے حواشی و تعلیقات المعتمد المستند شائع ہوئے۔ تو علماء دیوبند کو بڑے مضطرب ہوئے وہ ہندوستان تو کیا علمائے حجاز تک پہنچے۔ مگر جب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کے اثرات سامنے آئے۔ تو دم بخود رہ گئے۔ الدولۃ المکیۃ دراصل (جس کی تفصیل ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کے افتتاحیہ میں ملے گی) وہ معرکۃ الآراء کتاب ہے۔ جس

۱؎ ۔ تمہید الایمان صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ایڈیشن ۱۹۸۲ء

۲؎ ۔ تمہید الایمان صفحہ ۱۳۲

www.alahazratnetwork.org

پر عالم اسلام نے بھرپور داد تحسین پیش کی ۔ یہ کتاب حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسنیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ پر ایک شاندار مرقع ہے ۔ جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور حضور کے کمالات سے قلب و ذہن فروغ پاتے ہیں ۔

○

ہم سابقہ صفحات میں زیر نظر کتاب الدولۃ المکیہ کی وجۂ تالیف پر اظہار خیال کر چکے ہیں ۔ یہ کتاب ۱۳۲۳ھ کو لکھی گئی اور اس میں علم ذاتی ۔ علم عطائی ۔ علم ذاتی محیط اور علم عطائی غیر محیط علم متناہی ۔ علم واجب لذات اور علم عطائی ممکن ۔ ازلی ابدی مخلوق غیر مخلوق ۔ واجب البقا جائز الفنا ۔ علم کل ۔ علم بعض ۔ مخالفین کا بعض ۔ اور اہل محبت کا بعض ۔ لوح محفوظ کے علوم ۔ لوح مبین پر نگاہ ۔ جیسے سینکڑوں موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ کتاب کے آخری حصہ میں حضرت مولانا نعمت اللہ رامپوری قدس سرہٗ کے

www.alahazratnetwork.org

رسالہ اعلام الاذکیا میں حضور نبی کریم کو اول و آخر و ظاہر و باطن قرار دینے پر معاندین کے اعتراضات پر اظہار خیال کیا گیا ہے ۔ یہ کتاب ایک عرصہ تک حجاز کے معتدد علماء کرام کے مطالعہ میں رہی اس کی نقلیں مختلف علمی حلقوں میں جا پہنچیں ۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے شریف مکہ (استینا) کے دربار میں علماء حجاز کے سامنے لفظاً لفظاً سنائی ۔ حج بیت اللہ سے مؤلف علام ہندوستان واپس آئے ۔ تو کتاب پر نظر ثانی کرتے وقت ۱۳۲۸ھ میں اس پر مستقر حواشی لکھے ۔ جس کا نام الفیوض الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ رکھا گیا ؎ اور یہ کتاب احناف حرمین کے نام سے ۱۳۲۸ھ ۔ ۱۹۱۰ء میں سب سے پہلی بار بریلی سے شائع ہوئی ۔ یہ کتاب دراصل الدولۃ المکیہ کا خلاصہ تھا ۔ جس میں ذیلی تقاریظ

؎ ۔ کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کی تالیف کے تفصیل پس منظر کو جاننے کے لیے ملفوظات کی جلد دوم کا مطالعہ کریں ۔

علماء حرمین شامل کر دی گئی تھیں۔[2] پھر ایک عرصہ بعد الدولۃ المکیہ مکمل متن اور تقاریظ کے ساتھ دوبارہ بریلی سے شائع ہوئی۔ عربی زبان سے ناآشنا حضرات کے لیے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے صاحبزادہ حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی شائع کرایا۔

پاکستان میں پہلی بار ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء اصل متن ترجمہ اور ساتھ تقاریظ کے ساتھ شائع ہوئی۔ پھر یہی ایڈیشن سنہ ۱۳۸۸ھ میں لاہور سے بھی شائع ہوا مگر سنہ ۱۴۰۵ھ میں ایک اور ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا۔ جس میں ترجمہ اور متن تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں قدس سرہٗ کا اردو ترجمہ عالمانہ اور آج سے نصف صدی قبل کا بار بار شائع ہو رہا تھا۔ جس سے کتاب کی افادیت سے آج کا اُردو داں طبقہ پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہم نے اس علمی اور جامع ترجمہ کو آسان اور سلیس بنا کر عربی متن کے بغیر شائع کرنے کا عزم کیا۔ عنوانات قائم کیے پیرا بندی کی گئی۔ الحمد للہ ہم اپنی عامیانہ زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب یہ ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

الدولۃ المکیہ کا تازہ ایڈیشن اور تازہ ترجمہ لاتے وقت ہم نے عالی جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی کی ان تحریروں سے بھرپور استفادہ کیا جو آپ کے قلم سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر سامنے آتی رہی ہیں۔ پھر آپ کا "افتتاحیہ" قارئین

---

[1]۔ اس کتاب کے بعض صفحات کے عکس سید ریاست علی قادری گرامی کے ذخیرہ کتب کی وساطت سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ سندھ نے اپنی تالیف "امام رضا اور عالم اسلام" مطبوعہ ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۳ھ میں شائع کر دیئے ہیں۔

[2]۔ دیکھیں حاشیہ "امام احمد رضا اور عالم اسلام" صفحہ ۵۰ مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

کے لیے ایک گراں قدر مطالعہ ہے۔ جسے ہم ان کی اجازت سے بصد تشکر و امتنان شریک اشاعت کر رہے ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ ہماری قلمی کوتاہیوں کے باوجود تازہ ترجمہ قارئین قارئین کرام کو علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف کرانے میں مفید ثابت ہوگا اور علماء اہلسنت اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور ہماری یہ کوشش مشکور و ماجور ہوگی۔

ادارہ ریواز گارڈن
لاہور۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
یکم جنوری ۱۹۹۰ء

www.alahazratnetwork.org

فتـــاحیہ

عالم اسلام میں امام احمد رضا کا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب وہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے، اس موقع پر مفتی شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل مکی نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے امام احمد رضا کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ فرمایا :-

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین

"میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں"

اس کے ساتھ اور واقعات بھی پیش آئے جن کی تفصیل آگے آتی ہے —
عالم اسلام میں اس مجمل تعارف کے تقریباً ۲۲ سال بعد ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں قدرے تفصیلی تعارف اس وقت ہوا جب رد ندوہ میں امام احمد رضا کا فتویٰ تصدیق و توثیق کے لیے علمائے اسلام کے سامنے پیش ہوا اور انہوں نے اپنی تصدیقات عنایت فرمائیں، پھر چھ برس بعد ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں پہلے تعارف کی تکمیل ہوئی جب امام احمد رضا دوسری بار حج بیت اللہ کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور وہاں علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور آپ کی عربی تصانیف المعتمد المستند اور الدولۃ المکیہ پر تقاریظ لکھیں اور تصدیقات ثبت کیں، وہ ایک نہیں بلکہ ۰۰ ۰ علمائے اسلام نے اپنے تاثرات بڑی فراخدلی کے ساتھ تحریر فرمائے۔ تفصیلات آگے آتی ہیں۔

الغرض امام احمد رضا کی شخصیت وعلمیت جس کا تعارف ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

میں ہوا تھا۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء تک ۳۰ سال کے اندر اندر دور و نزدیک اس کا چرچا ہونے لگا۔ علمائے اسلام نے امام احمد رضا سے جس وابستگی و شیفتگی کا ثبوت دیا وہ باعث حیرت ہے ـــــــ چند تاثرات ملاحظہ ہوں :-

حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل بن خلیل مکی جو مکہ معظمہ کے ایک متبحر عالم تھے، ایک مکتوب میں امام احمد رضا کو لکھتے ہیں :-

لکن الفقیر اعد نفسی ثالث اولادکم[1]

"لیکن فقیر آپ کی اولاد میں خود کو تیسرا بیٹا شمار کرتا ہے۔"

یہی بزرگ امام احمد رضا کی تصنیف الدولۃ المکیہ پر تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

شیخنا العلامۃ المجدد[2]

اور امام احمد رضا کی دوسری تصنیف المستند المعتمد پر تقریظ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں

www.alahazratnetwork.org

بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا[3]

شیخ موسیٰ علی شامی الازہری احمدی دردیری الدولۃ المکیہ پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں :-

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ[4]

اور حسین بن علامہ سید عبد القادر طرابلسی الدولۃ المکیہ ہی پر تقریظ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

---

[1] مکتوب محررہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

[2] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۹ء، ص ۹

[3] احمد رضا خان : حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۵

[4] احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ، ص ۲۳۲

حامی ملة المحمدیة الطاهرة و مجدد المائة الحاضرة [1]

امام احمد رضا کے معاصرین میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا رحمٰن علی اپنی فارسی تصنیف تذکرہ علمائے ہند میں امام احمد رضا کے حالات یوں لکھتے ہیں :-

" در سال نود و پنجم صدی مذکور (۱۲۹۵ھ) بمعیت والد ماجد خود بہ زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً مشرف شدہ از اکابر علمائے آں دیار مثل سید احمد دحلان مفتی شافعیہ و عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر و دیگر علوم یافت ـــــ روزے نماز مغرب بمقام ابراہیم علیہ السلام خواند، بعد نماز امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بلا تعارف سابق، دست صاحب ترجمہ گرفتہ بخانہ خود برد و تا دیر پیشانی او گرفتہ فرمود

انی لاجد نور اللّٰہ من ہذا الجبین

پس سند صحاح ستہ و اجازت سلسلہ قادریہ بدستخط خاص دادہ فرمود کہ نام تو ضیاء الدین احمد است ـــــ و سند مذکور تا امام بخاری علیہ الرحمہ یازدہ واسطہ اند در مکہ معظمہ بایمائے شیخ جمل اللیل موصوف شرح رسالہ جوہرۂ مضیئہ در بیان مناسک حج مذہب شافعیہ کہ از تصانیف شیخ سابق الوصف است، آمدہ دو یوم نوشتہ و نام آں النیرة الوضیہ فی شرح الجوہرة المضیہ مقرر کردہ پیش شیخ برد، شیخ بہ تحسین و آفرین وے لب کشاد، و در مدینہ طیبہ مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد غریب ضیافت صاحب ترجمہ کردہ ـــــ

[1] احمد رضا خاں : الدولة المکیہ ، ص ۸۳

www.alahazratnetwork.org

بعد نماز عشاء رضا صاحب (مترجم) در مسجد خیف تنہا توقف نمود، در آں جا بشارت مغفرت یافتہ [1]

(ترجمہ) "۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے اور وہاں کے اکابر علماء مفتی شافعیہ سید احمد دحلان مفتی حنفیہ عبد الرحمٰن سراج سے حدیث و فقہ و اصول و تفسیر اور دوسرے علوم میں سند لی۔

ایک روز نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام پر ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل نے سابقہ تعارف کے بغیر مولانا احمد رضا خاں کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے، دیر تک آپ کی پیشانی تھامے رہے اور فرمایا:-

"میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں"

اس کے بعد امام شافعیہ نے آپ کو صحاح ستہ میں اور سلسلۂ قادریہ میں اپنے دستخط خاص سے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔ سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں۔

حرم میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایما پر مذہب شافعیہ میں مناسک حج پر ان کے رسالے جوہرۂ مضیئہ کی دو روز میں شرح لکھی اور اس کا نام النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ رکھا، جب یہ شرح شیخ موصوف کے پاس لے گئے تو شیخ نے تحسین و آفرین کہی۔

مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد عرب نے آپ کی دعوت کی، اسی روز نماز عشاء کے بعد مسجد خیف میں تنہا قیام کیا

---

[1] رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند (فارسی)، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۱۴ء، ص ۱۵، ۱۶

اور یہاں آپ کو مغفرت کی بشارت ملی :۔

خود امام احمد رضا نے یہ حالات اپنی تصنیف "النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ" میں اس طرح لکھے ہیں :۔

" ۱۲۹۵ھ میں فقیر سراپا تقصیر عبد المصطفیٰ احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ ------- بمراہی رکاب ------- حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی مد ظلہم العالی ------- خلف ------- حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قادری قدس سرہ العلی نعمت حاضری بلد معظم مکہ مکرمہ ------- ہاتھ آئی ۔ حسنِ اتفاق کہ ایک روز جناب مولانا سید حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی امام و خطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قریب کہ فقیر بکمال طوالت اور وہ جناب امامتِ نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تھے ، ملازمت حاصل ہوئی ۔ سبحان اللہ ! عجیب بزرگ خوش اوقات و برکات ہیں ۔ اکثر عرب ، جاوہ و داغستان وغیرہا بلاد نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور مشرف بیعت ، سلسلۂ تلمذ سے مستفید ہیں ۔

اول نیاز میں حد سے زیادہ تلطف فرمایا ، فقیر کا ہاتھ دستِ مبارک میں لئے دولت خانہ تک کہ نزدیک بابِ صفا واقع ہے ، لے گئے اور تا قیام مکہ معظمہ حاضری کا تقاضا فرمایا ، فقیر حسبِ وعدہ حاضر ہوا ، مسائلِ حج میں ایک ارجوزہ اپنا مسمی بالجوہرۃ المضیہ فقیر کو سنایا ، پھر فرمایا ، اکثر اہلِ ہند اس سے مستفید نہیں ہو سکتے ، ایک تو زبان عربی دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی ، میں چاہتا ہوں کہ تو اسکی بزبانِ اردو تشریح اور اس میں مذاہبِ حنفیہ کی توضیح کر دے ، فقیر نے

باعث اجرِ جزیل و ثوابِ جمیل سمجھ کر قبول کیا، اگرچہ وہاں نہ فرصت تھی نہ کتابیں پاس۔

روزِ اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیلِ مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے، جب بطور اثر فتح حاضر کیے، جناب مولانا نے فرمایا: میرا مقصد تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع و متمتع ہوتے ہیں، صرف ہمارے کلام کا ترجمہ و خلاصۂ مطلب اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو ان کا بیانِ مذہب ہو جائے ——— فقیر نے امتثالِ امر لازم اور یہی نامِ فرصت حاصلہ کے لائق دیکھ کر بتاریخ ہفتم ذی الحجہ (۱۳۰۵ھ) روزِ جاں افروز دوشنبہ یہ مختصر کلمے لکھ دیے اور النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ سے ملقب کیے۔ [1]

---

[1] احمد رضا: النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء، ص ۲-۳

(نوٹ) الجوہرۃ المضیہ عربی میں منظوم رسالہ ہے اور النیرۃ الوضیہ اس کی اردو شرح اور الطرۃ الرضیہ النیرۃ الوضیہ کے حواشی ہیں، اس کے حاشی بھی امام احمد رضا ہیں، یہ تینوں یکجا مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں ۱۳ رجمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ کو طبع ہوئے ——— راقم کو یہ مطبوعہ نسخہ محترم ریاست علی قادری کی عنایت سے ملا، اس کی تفصیل یہ ہے:

صفحہ ۱ تا صفحہ ۵ تک الجوہرۃ المضیہ مع شرح النیرۃ الوضیہ، پھر زیارتِ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا نے اپنے رسالے البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ کا خلاصہ شامل کیا ہے، یہ صفحہ ۵ سے ۲۳ تک پھیلا ہوا ہے، پھر امام احمد رضا کے حواشی الطرۃ الرضیہ صفحہ ۲۳ سے ۴۰ تک چھپے ہوئے ہیں۔

امام احمد رضا نے حواشی بانداز جدید آخر میں جمع کیے ہیں جیسا کہ آج کل تحقیقی مقالات میں درج کیے جاتے ہیں، امام احمد رضا کی طبع ایجاد پسند نے وہ طرز اپنایا جو آج کل رائج ہے ——— ان کی کتابیں دورِ جدید کے معیار سے بہت اونچی ہیں جبکہ محققین نے ہنوز کوئی خبر نہ لی۔ مسلسل

www.alahazratnetwork.org

الغرض حرمین شریفین میں امام احمد رضا کا جو ابتدائی شاندار تعارف ہوا اس نے مستقبل کے لئے راہ ہموار کردی اور پھر علماء جنوب امام احمد رضا کی نگارشات سے برابر مستفید ہوتے رہے اور اپنے تاثرات قلمبند کرتے رہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا کی مندرجہ ذیل تصانیف خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں:-

۱۔ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء)
۲۔ المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)
۳۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)
۴۔ الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)
۵۔ الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)
۶۔ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)
۷۔ الفیوض الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء)

www.alahazratnetwork.org

ان میں بعض تصانیف کے بارے میں مجملاً یہاں عرض کیا جاتا ہے تاکہ عالمِ اسلام سے امام احمد رضا کے تعلق پر روشنی پڑ سکے اور عالمِ اسلام کی طرف سے ان کے افکار کی پذیرائی کے متعلق حقائق معلوم ہو سکیں۔

۱۔ فتاویٰ الحرمین، ندوۃ العلماء (بعبارت) کے بارے میں امام احمد رضا کے ۲۸ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ جوابات بقول امام احمد رضا ۲۰ گھنٹے میں قلمبند کئے گئے یعنی ۱۶ شوال ۱۳۱۷ھ کو بعد نماز صبح سے ۱۷ شوال ۱۳۱۷ھ طلوع فجر سے پہلے مسودہ اور مبیضہ مکمل کر لیا گیا۔ امام احمد رضا اپنے عربی اشعار میں اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں ؎

فما هو الا شغل عشرين ساعة
وعنها الى سجدات ولا كل بفرد

فما کان ذا الا بتوفیق ربنا
للہ الحمد حمدا دائما ابدا [1]

یہ استفتاء و فتویٰ تقریباً ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جب یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو مکہ معظمہ کے ۱۹ اور مدینہ منورہ کے ۷ علمائے اسلام نے اس کی تصدیق و توثیق فرمائی۔ حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل بن خلیل مکی کی تصدیق ۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سوالات پر بحث اور جوابات کی تصدیق کے علاوہ امام احمد رضا کو ان کے علم و فضل کی بنا پر خراج عقیدت پیش کیا ہے اور بلند القاب و آداب سے نوازا ہے [2]

۲۔ شاہ فضل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کی عربی تصنیف المعتقد المنتقد (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) پر امام احمد رضا نے المعتمد المستند کے نام سے عربی میں تعلیقات حواشی کا اضافہ کیا ہے [3] ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا جس پر ۳۳ علماء نے اپنی اپنی تقاریظ اور تصدیقات ثبت کیں [4] ان تعلیقات میں امام احمد رضا نے اپنے بعض معاصرین کی قابل اعتراض نگارشات کا تعاقب کیا ہے اور اپنا مطمح نظر پیش کیا ہے۔ اسی پس منظر میں ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کو امام احمد رضا نے ایک کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن تصنیف فرمائی جس میں قرآنی آیات احادیث نبویہ کی روشنی میں شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دکھائی ہے۔

۳۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں ۱۳۲۳ھ کو پیش کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔

---

[1] عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری : رسائل رضویہ ، ج ۱ ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ، ص ۴۴

[2] فتاوی الحرمین : رسائل رضویہ ، ج ۱ ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں شامل ہے عربی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لئے اس طرف رجوع کریں۔

[3] یہ متن اور حواشی لاہور اور استانبول سے شائع ہو گئے ہیں۔ مسعود

[4] تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں: حسام الحرمین ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء۔ مسعود

پہلے حصے میں مسئلہ علم غیب پر فاضلانہ بحث کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہوئے بڑے معقول اور دل نشین انداز سے اپنا موقف بیان کیا ہے دوسرے حصے میں دیگر چار سوالات ہیں۔

جب یہ کتاب علمائے عرب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بڑی پذیرائی کی اور تقریباً ۶۰ علماء نے اس پر اپنی تصدیقات لکھیں[1] ——— پیش نظر کتاب انہیں تقاریظ کی تقریب رونمائی ہے ——— اس لئے ضروری ہوا کہ اس کتاب میں مندرج مسئلہ غیب سے متعلق امام احمد رضا کا خلاصہ پیش کر دیا جائے کیونکہ یہی مسئلہ وجہ نزاع و اختلاف ہے لیکن اگر حقیقۃً سمجھ لیا جائے تو کم از کم ایک معقول انسان اختلاف نہیں کر سکتا۔ امام احمد رضا کے افکار کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ علم ذاتی محیط اللہ کے لئے ہے، علم عطائی غیر محیط مخلوق کے لئے ہے۔

۲۔ علم مخلوقات متناہی، علم الٰہی غیر متناہی، دونوں میں نسبت ناممکن، کجا مساوات کا دعویٰ۔

۳۔ علم ذاتی واجب للذات اور علم عطائی ممکن۔

---

[1] سب سے پہلے الدولۃ المکیہ کا اردو خلاصہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء بریلی سے بعنوان خلاصہ الدولۃ المکیہ کا فوری شائع ہوا اور اس میں ۴۰ تقاریظ کا خلاصہ شامل کیا گیا ——— بعض مخالفین نے الدولۃ المکیہ کی عدم اشاعت کی وجہ سے عوام و خواص میں اس کے مندرجات کے متعلق غلط خیالات پھیلا دی تھیں اس لئے ضروری ہوا کہ فوری طور پر اس کا خلاصہ مع تقاریظ پیش کر دیا جائے چنانچہ مندرجہ بالا عنوان سے ۲۲ شعبان ۱۳۲۸ھ کو یہ خلاصہ مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام بریلی کے اجلاس میں تقسیم کیا گیا۔ الدولۃ المکیہ کا اصل متن اور تقاریظ بعد میں بریلی سے شائع ہوئے چنانچہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں بریلی اور کراچی (پاکستان) سے الدولۃ المکیہ کا جو متن شائع ہوا ہے اس میں علماء عرب کی ۴۰ تقاریظ اور امام احمد رضا کے حواشی شامل ہیں پھر ۱۹۷۶ء میں کراچی ہی سے دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، اس میں تقاریظ نہیں، صرف متن اور حواشی ہیں۔

مسعود

۴۔ وہ ازلی، یہ حادث ——— وہ غیر مخلوق، یہ مخلوق ——— وہ زیرِ قدرت
نہیں، یہ زیرِ قدرتِ الٰہی ——— وہ واجب البقاء، یہ جائز الفناء ———
اس کا تغیر محال، اس کا ممکن۔

۵۔ علم کل اللہ کو سزاوار ہے اور علم بعض رسول اللہ کو ——— مگر بعض بعض میں
فرق ہے ——— پانی کی بوند بھی بعض ہے اور سمندر کے مقابلے میں
دریا بھی بعض ہے ——— تو بعض بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۶۔ مخالفین کا بعض بعض ذلت و توہین کا ہے اور ہمارا بعض عزت و تمکین کا جس کی
قدر خدا ہی جانے اور جن کو عطا ہوا۔

۷۔ جس طرح علمِ ذاتی پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح علم عطائی پر ایمان لانا
ضروری ہے کہ قرآن کریم نے دونوں علوم کی خبر دی ہے ——— پورے
قرآن پر ایمان لانے والا دونوں علوم میں سے کسی علم کا منکر نہیں ہو سکتا
جو منکر ہے وہ پورے قرآن پر ایمان نہیں لایا اور جو پورے قرآن پر ایمان
نہیں لایا اس کا حکم معلوم۔

۸۔ کسی عالم کے علم کی اس لیے نفی کرنا کہ وہ استادوں کے پڑھانے سے
پڑھا ہے کسی صاحبِ عقل سے متوقع نہیں ——— صاحبِ عقل اس کے
علم کا اعتراف کرے گا اور کبھی یہ کہہ کر اس کے علم کو انکار نہ کرے گا کہ اس کے
علم میں کیا خوبی ہے، یہ تو پڑھانے سے پڑھا ہے اور سب اسی طرح
پڑھتے ہیں۔

الغرض امام احمد رضا خاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو
متناہی، غیر محیط، حادث، زیرِ قدرتِ الٰہی اور عطائی مانتے ہیں مگر اسی کے ساتھ
آپ کی وسعتِ علم کو وہی نسبت دیتے ہیں جو ایک سمندر کو پانی کی بوند سے
ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں کم۔

الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں تصنیف فرمائی۔ ہندوستان

www.alahazratnetwork.org

واپسی کے بعد ۱۳۲۵ھ میں اس پر حواشی تحریر فرمائے جس کا تاریخی عنوان یہ ہے :-

الفیوض الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ[۱] (۱۳۲۵ھ)

۵، ۴۔ الاجازات الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) اور الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) ان سندات پر مشتمل ہیں جو امام احمد رضا نے علماء اسلام کو عنایت فرمائیں، اس میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو علماء اسلام نے امام احمد رضا کو لکھے[۲]

۶۔ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کی تفصیل یہ ہے کہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام مسجد الحرام مولانا عبداللہ میرداد اور ان کے استاد مولانا حامد محمد جداوی نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء امام احمد رضا کے سامنے پیش کیا، امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ڈیڑھ دن سے کم مدت میں عربی میں رسالہ کفل الفقیہ الفاہم تحریر فرمایا۔ جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی نقلیں لیں، مثلاً شیخ الائمہ احمد ابوالخیر میرداد حنفی، قاضی مکہ شیخ صالح کمال حنفی، حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل بن خلیل حنفی، مفتی حنفیہ شیخ عبداللہ صدیق وغیرہم ——— امام احمد رضا سے قبل آپ کے استاذ الاساتذہ مفتی اعظم مکہ معظمہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر حنفی سے بھی نوٹ کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں لیکن انہوں نے جواب سے اعراض فرمایا مگر امام احمد رضا نے شافی جواب دیا جس پر مفتی حنفیہ عبداللہ بن صدیق پھڑک اٹھے۔

الغرض امام احمد رضا کی شخصیت حرمین شریفین اور عالم اسلام میں جانی پہچانی تھی اور ان کے علم و فضل کا عوام و خواص میں چرچا تھا جس کا اندازہ

www.alahazratnetwork.org

---

۱ الفیوض الملکیہ کا ایک قلمی نسخہ سید ریاست علی قادری (کراچی) اور مولانا خالد علی خاں (بریلی) کی عنایت سے راقم کو ملا، اس کے بعض صفحات کا عکس اس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ مسعود

۲ یہ دونوں مجموعے، رسائل رضویہ، ج ۲، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء میں شائع ہو گئے ہیں۔ مسعود

عالمِ عرب اور اسلامی ممالک میں ہوا۔ ہم علمائے عرب کی تقاریظ کا خلاصہ آخر میں ہدیہ قارئین کریں گے۔

بلاشبہ علم و فضل میں امام احمد رضا کا ان کے معاصرین میں کوئی ہم پلہ نہ تھا، اگر کوئی محقق بغیر کسی تعصب و تنگدلی کے معاصرین کے آثارِ علمیہ اور امام احمد رضا کے آثارِ علمیہ کا تقابلی مطالعہ کریں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ امام احمد رضا کا ان کے عہد میں کوئی ثانی نہ تھا اور پھر کثرتِ علوم پر امام احمد رضا کو جو عبور اور مہارت حاصل تھی اس کی نظیر ان کے عہد میں کیا، ابھی تک بھی شاذ ہی نظر آتی ہے۔

علماء حرمین شریفین میں حضرت علمی حیثیت سے بلکہ شخصی حیثیت سے بھی امام احمد رضا کا پایہ بہت بلند تھا جس کا اندازہ اُن سنداتِ اجازتِ حدیث[۱] و بیعت سے ہوتا ہے جو امام احمد رضا نے علماء حرمین کو جاری کیں اور ان مکتوبات سے جو علمائے حرمین نے آپ کو بھیجے نیز خود امام احمد رضا کے ملفوظات[۲] ان کے

www.alahazratnetwork.org

— اس میں شک نہیں کہ یہ مقالہ نہایت ہی وقیع ہے اور قابلِ مطالعہ، خصوصاً ان حضرات کے لیے جو امام احمد رضا کی فقاہت اور علمیت سے باخبر نہیں۔ مسعود

مفتی سید شجاعت علی قادری (دارالعلوم نعیمیہ کراچی) نے "مجدد الامۃ" کے نام سے امام احمد رضا کے عنوان سے ایک نہایت ہی وقیع مقالہ عربی زبان میں لکھا ہے جو ۱۹۸۲ء میں کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ اس مقالے میں امام احمد رضا کی زندگی اور فکر سے متعلق تقریباً تمام پہلوؤں پر جامعیت کے ساتھ بحث کی گئی ہے، بلاشبہ عربی زبان میں امام احمد رضا پر یہ پہلی کامیاب تصنیف ہے لیکن اس کے بعد ضرورت ہے کہ امام احمد رضا کے ہر پہلو [illegible] پر مستقل تصانیف پیش کی جائیں، ان کی زندگی ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ مسعود

[۱] حامد رضا خاں: الاجازات المتینہ (مشمولہ رسائل رضویہ، ج ۲)، ص ۲۵۱-۲۶۷

[۲] احمد رضا خاں: الملفوظ، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۲ تا ۱۴

صاحبزادے کی نگارشات[1] اور علمائے عرب کی تصدیقات کے مطالعے سے بھی ہوتا ہے[2]
حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل بن سید خلیل نے تو یہاں تک کہہ دیا :-

(ا) بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھٰذا القرن لکان حقاً وصدقاً[3]

" بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بیشک یہ بات بھی صحیح ہو۔"

اور شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی دردیری مدنی فرماتے ہیں :-

(ب) امام الائمۃ المجدد لھٰذہ الامۃ[4]

" اماموں کے امام اور اس امت مسلمہ کے مجدد"

مجدد مست شخصی اور علمی دونوں خوبیوں کا جامع ہوتا ہے تو مذکورہ بالا اقتباسات امام احمد رضا کی جامعیت کا طرف کے آئینہ دار ہیں ——— مجدد وقت اپنے عصر کی اصلاح کے لئے آتا ہے اور چار دانگ عالم میں اس کا شہرہ ہوتا ہے ——— آئیے دیکھیں مولانا سید مامون البری مدنی کیا فرماتے ہیں :-

(ج) فھو الحقیق بان یقال انہ فی عصرہ اوحد کیف و فضلہ اشھر من نار علی علم[5]

" وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا ان کے زمانے میں کوئی نہیں کیونکہ ان کا فضل و کمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے"

---

۱ حامد رضا خان : کفل الفقیہ الفاہم ، مطبوعہ لاہور ، ص ۳ تا ۸
۲ احمد رضا خان : رسائل رضویہ ، ج ۱ (۱۹۷۶ء) ، ج ۲ (۱۹۷۶ء) ، مطبوعہ لاہور
۳ احمد رضا خان : حسام الحرمین ، مطبوعہ لاہور ، ص ۵۱
۴ احمد رضا خان : الدولۃ المکیہ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۳۶۲
۵ مکتوب سید مامون البری مدنی ، رسائل رضویہ ، ج ۱ ، ص ۱۳۱

چو بیاں کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے"
اور مولانا فضل الحق مکی، امام احمد رضا کے تعمق و تفکر اور دلائل و براہین کو
دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں :-

(د) الدالة علی رسوخ علوم المؤلف العالم
العلامة الفہامة الذی ہو فی الاعیان بمنزلة
العین فی الانسان ۔[1]

" یہ دلائل بتا رہے ہیں کہ مؤلف عالم، علامہ، فاضل فہامہ ہے
اور معاصرین میں ایسا ہے جیسے بدن میں آنکھ "
واقعی مجدد عصر کی حیثیت اپنے اعیان و اقران میں ایسی ہی ہوتی ہے
جیسے جسم انسان میں آنکھ بلکہ انسان کی مناسبت سے یہ کہا جائے کہ آنکھ کی پتلی
تو زیادہ مناسب ہوگا ۔
علماء حرمین شریفین امام احمد رضا کی جو قدر و منزلت کرتے تھے اس کا
کچھ اندازہ ان واقعات سے لگایا جا سکتا ہے ۔

(ا) مکہ معظمہ میں شیخ الخطباء، کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابو الخیر میرداد ضعیفی کی وجہ
سے امام احمد رضا کے پاس نہ آسکے چنانچہ انہوں نے یاد فرمایا اور امام احمد رضا
کی زبانی رسالہ الدولۃ المکیہ سماعت فرمایا، رخصت ہوتے وقت امام احمد رضا
نے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو بے ساختہ ارشاد فرمایا :-

انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم ۔[2]

" ہم آپ کے پیروں کو بوسہ دیں، ہم آپکی جوتیوں کو چومیں "
(ب) ۱۳۲۴ھ میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی سے ایک روز قبل امام احمد رضا

---

[1] احمد رضا خاں : رسائل رضویہ ، ج ۱ ، ص ۱۳۶
[2] احمد رضا خاں : الملفوظ ، ج ۱ ، ص ۱۰

شوقِ زیارتِ روضۂ انور میں یہ جملہ ارشاد فرمایا :-

" روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑجائے پھر دم نکل آئے " [۱]

اس وقت سابق قاضی مکہ معظمہ شیخ صالح کمال موجود تھے، یہ سنتے ہی بے ساختہ انہوں نے فرمایا :-

نعود ثم تعود ثم تعود ثم تکون [۲]

" ہرگز نہیں، روضۂ انور حاضر ہو کر پھر حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو "

(ج) مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدنی اپنی عینی شہادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویاتیھا من الھند الوف من العٰلمین فیھم علماء وصلحاء واتقیاء رأیتھم یدورون فی سکک البلد لا یلتفت الیھم من اھلہ ورأیت العلماء والکبراء العظماء الیک مھرعین وبالاجلال مسرعین ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء [۳]

www.alahazratnetwork.org

" میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہتا ہوں، ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں، ان میں علماء، صلحاء، اتقیا، سب ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے ہیں، کوئی ان کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا لیکن ان کی مقبولیت کی عجب شان

---

[۱] مصطفیٰ رضا خاں : الملفوظ ، ج ۲ ، ص ۲۳

[۲] ایضاً : ص ۲۳

[۳] احمد رضا خاں : رسائل رضویہ ، ص ۲۵۴

دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علما و بزرگ آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں اور تعظیم بجا لانے میں جلدی کر رہے ہیں۔"

امام احمد رضا کی محبوبیت اور مرجعیت کا جو اس وقت عالم تھا اس کے کچھ آثار اب بھی نظر آتے ہیں ——— آیئے مولانا غلام مصطفٰے (مدرس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم، راجشاہی، بنگلہ دیش) کی زبانی سنیئے :-

(الف) ۱۹۶۱ء میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ساتھ مولانا سید محمد علوی (مکہ معظمہ) کے در دولت پر حاضر ہوئے جب اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا :-

نحن تلامیذ تلامیذ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان البریلوی رحمۃ اللہ علیہ [۱]

تو سید محمد علوی سروقد کھڑے ہو گئے اور ایک ایک سے معانقہ و مصافحہ کیا اور پھر فرمایا :-

نحن نعرفہ بتصنیفاتہ و تالیفاتہ حبہ علامۃ السنۃ و بغضہ علامۃ البدعۃ [۲]

"ہم امام احمد رضا کو ان کی تصانیف اور تالیفات کے ذریعہ جانتے ہیں، ان سے محبت سنت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدعت کی نشانی ہے۔"

(ب) اسی طرح مولانا غلام مصطفٰے اپنے رفقاء کے ساتھ عمر رسیدہ بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری سے ملے اور ان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ بھی اٹھ کر

۱ـ غلام مصطفٰے : سفرنامہ حرمین طیبین (بنگلہ دیش) مطبوعہ ۱۹۶۲ء، ص ۲۲

۲ـ بدر الدین احمد رضوی : سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۰

www.alahazratnetwork.org

ایک ایک سے بغلگیر ہوئے اور مصافحہ کیا اور فرمایا :-

" حضرت علامہ فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میرے مخدوم اور میرے دوست تھے، ہم آج بھی ان کے علم و فضل کے مداح ہیں اور ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں " ؎

(ج) ۸۰ سالہ بزرگ مولانا عبدالرحمن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام احمد رضا کے تبرکات دکھائے جو اُن کے پاس محفوظ تھے اور فرمایا:-

" میں اس وقت چھوٹا تھا اور ذی ہوش تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا "

ڈاکٹر محمد مسعود احمد

www.alahazratnetwork.org

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ

سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

۱۳۳۵ھ

الحمد للّٰہ علّام الغیوب۔ غفار الذنوب۔ ستّار العیوب۔ المظہر من ارتضٰی من رسول علٰی اسرار المحجوب وافضل الصلوٰت واکمل السلام علٰی ارضٰی من ارتضٰی واحب المحبوب سید المطلعین علی الغیوب الذی علّمہ ربّہ تعلیماً وکان فضل اللّٰہ علیہ عظیماً۔ فھو علٰی کل غیب امین وما ھو علی الغیب بضنین ولا ھو بنعمۃ ربّہ بمجنون مستور عنہ کان ومایکون فھو شاھد الملک والملکوت وشاھد الجبّار والجبروت۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم۔

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو اس انداز سے مشاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی چشم مبارک میں خیرگی پیدا ہوئی ہے اور نہ کوتاہی پیدا ہوئی ہے۔ آج لوگ اس بات پر شک کرتے اور جھگڑتے ہیں۔ جسے آپ کی نگاہ نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ قرآن ہر ایک چیز کو صاف صاف بیان کرتا ہے حضور نبی کریم عالم ماکان ومایکون تھے ماضی اور مستقبل کے تمام علوم پر نگاہ رکھتے تھے۔ وہ ایسے علوم تھے جن کی نہ حد ہے نہ حساب ہے ان علوم پر آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو عبور حاصل نہیں تھا

سیدنا آدم علیہ السلام کے علوم ۔ تمام دنیا علوم اور لوح محفوظ کے علوم کو ملا کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرۂ آب کی حیثیت سامنے آئیں گے ۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام علوم اللہ جل جلالہٗ کے غیر متناہی علوم کے سمندر کے مقابلہ میں ایک چھینٹا یا چلو ہیں ۔ حضور اپنے اللہ سے مدد لیتے ہیں اور ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتی ہے ۔ دنیا کے اہل علم کے پاس جتنے علوم ہیں ۔ وہ سب حضور کے علوم کا صدقہ ہیں اور حضور کے وسیلہ سے ملے ہیں۔ یہ تمام علوم حضور کی سرکار سے آئے اور حضور کے دربار سے ملے ۔

وکلہم من رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدہم من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم [1]

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم ۔ آمین ۔

www.alahazratnetwork.org

جن دنوں میں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا ۔ میرے سامنے ہندوستان کے رہنے والوں نے سید الانبیاء افضل الصلوٰۃ والسلام علی آلہٖ واصحابہٖ کے علوم کے متعلق ایک سوال سر پیش کیا ۔ یہ پیر کا دن تھا ۔ پچیس ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو عصر کا وقت تھا ۔ مجھے دیکھتے ہی گمان ہوا کہ یہ سوال ان وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے جنہوں نے ہندوستان میں اللہ اور اس کے رسول کے خلاف توہین آمیز گفتگو کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اور اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی تھیں ۔ چونکہ مکہ مکرمہ

---

[1] رسول اللہ تم سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا تیرے دریا سے چلو یا تیرے باراں سے اک چھینٹا

تیرے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علوں سے کوئی نقطہ ہی پہ ٹھہرا کوئی اعراب پہ ٹھٹکا !

صاحبزادہ حامد رضا خاں بریلوی ؒ

ایک پُرامن اور امان یافتہ شہر ہے۔ اور اس میں بے پناہ علماء دین موجود ہیں یہاں اگر کسی شخص کو مسئلہ درپیش ہو تو ان سے دریافت کر لیتا ہے۔ مکہ معظمہ کے علماء علوم دینیہ کے بحر ناپیدا کنار ہیں لوگ انہیں چھوڑ کر تنگ نہروں کے کناروں پر نہیں جاتے۔

مکہ مکرمہ کے علماء کرام (حفظہم اللہ تعالیٰ) ہمارے سردار ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور دوسرے مسائل پر وہابیہ کے اعتراضات کا جامع جواب دیتے ہیں۔ ایک دوبار ایسے مسائل کی تشریح کی جس سے تمام اہل ایمان کو اطمینان ہوگیا۔ دلوں کے زنگ دور ہوگئے۔ دماغ روشن ہوگئے اور عیب مٹ گئے۔ ان تشریحات سے وہابیہ پر موت کا عالم طاری ہوگیا۔ یہ بندۂ ضعیف (احمد رضا خاں بریلوی) بھی اپنے اللہ کے فضل و کرم سے اپنے باپ دادا کی درخشاں سنت پر گامزن رہتے ہوئے وہابیہ پر قیامت برپا کرتا رہتا ہے۔ میں نے اب تک دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں[1]۔ اور ان کا بڑو ہابیوں کو دو چار بار ہی نہیں کئی بار دعوت مناظرہ دی مگر یہ لوگ جواب دینے سے بھی عاری رہے اور مبہوت ہو کر رہ گئے۔

جو لوگ ہندوستان میں بیٹھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور سبّ و شتم سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ اور کذب کی نسبت قائم کرتے ہیں وہ میدان مناظرہ سے بھاگ اٹھتے ہیں۔ دم دبا

---

[1] : یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت مولف علام کی دو سو کتابیں شائع ہوئی تھیں۔ ایک وقت آیا جب آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار دو سو تک پہنچی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے:۔۔۔ مولفہ مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)

www.alahazratnetwork.org

کرغائب ہوجاتے ہیں پھر زندگی بھر سامنا نہیں کرپاتے۔ ان میں سے اکثر راہی ملک عدم ہوچکے ہیں مگر جو باقی رہ گئے ہیں وہ عنقریب اسی ذلت سے دُنیا سے چلے جائیں گے ان کی موت حیرانی۔ اور بدحواسی میں ہوگی۔

انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں مکّہ معظمہ میں چند دنوں کے لیے قیام پذیر ہوں۔ میرے پاس حوالے کی کتابیں نہیں ہیں۔ بیت اللہ کی زیارت میں معروف ہوں۔ اور اپنے مولا و آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) کی طرف جانے والا ہوں۔ ایسے موقعہ پر انہوں ایک سوال مرگھڑا اور سامنے لا رکھا۔ انہیں امید تھی کہ کتابوں کے بغیر۔ مدینہ پاک کی تیاری میں جواب نہیں دے سکوں گا اور وہ خوش ہوکر کہتے پھریں گے کہ احمد رضا خاں جواب نہ دے سکا اور اس طرح وہ اپنی خفت کا انتقام لے لیں گے۔ میں پہلے تو خاموش رہا حالانکہ اس سے پہلے میں ان کے بڑوں کو کئی بار چپ کراچکا تھا۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ میں دین متین کی امان میں ہوں۔ دین کی نصرت اور امداد کرنے والا خود منصور و محفوظ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی قوت ہے۔ جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے ہوجا۔ تو وہ ہوجاتی ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قوت بخشی : چنانچہ مجھے خیال آیا کہ میں اس سوال کے دو طرح کے جوابات تیار کروں ایک تو اہل حق اور سائل کے لیے تاکہ وہ راہ ہدایت پالیں اور دوسرا ان ہٹ دھرم غلط کرنے والوں کے لیے، چنانچہ میں نے قلم اٹھایا اور ہر ایک کے لیے ایسا جواب تیار کیا جس کے وہ قابل تھا۔

www.alahazratnetwork.org

نظرِ اوّل

دین کا دارو مدار

یاد رکھیں کہ دین کا دار و مدار اس بات پر ہے جس سے نجات اخروی میسر ہو۔ پورے قرآن پاک پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ دُنیا میں بہت سے گمراہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بعض آیات پر ایمان لے آتے تھے مگر بعض کو نظر انداز کردیتے تھے۔ ان میں قدریہ فرقہ مشہور ہے (یہ لوگ اپنے آپ کو اپنے افعال کا خالق جانتے تھے) وہ اس آیۃ کریمہ پر ایمان لائے۔

www.alahazratnetwork.org

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ — ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہ کیا، بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مگر وہ اس آیۃ کریمہ سے منکر رہے :۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ : — اللہ تعالیٰ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی۔

ایسے ہی ایک فرقہ جبریہ ہے یہ لوگ انسان کو پتھر کی طرح مجبور محض جانتے تھے۔ وہ اس آیۃ کریمہ پر ایمان لائے تھے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ — ترجمہ:۔ تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ جو مالک ہے سارے جہاں کا۔

جبریہ اس آیۃ کریمہ کے منکر ہیں :۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۔ — ترجمہ:۔ ہم نے انکی سرکشی کا بدلہ دیا بیشک

إنَّا لَصٰدِقُونَ۔ ہم ضرور سچے ہیں۔

خارجی لوگ گناہ کبیرہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہیں۔ وہ اس آیۃ کریمہ پہ ایمان رکھتے ہیں۔

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ط ترجمہ:۔ بے شک فاجر لوگ ضرور جہنم میں جائیں گے وہ قیامت کے دن اس میں جائیں گے۔

پھر یہ لوگ اس آیۃ کریمہ کا انکار کرتے ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا مگر اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں۔ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

فرقہ مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ مسلمان کوئی بھی گناہ کرلے اسے نقصان نہیں ہوتا۔ وہ اس آیۃ کریمہ پر ایمان لاتے ہیں۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ط ترجمہ:۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مگر یہ لوگ اس آیۃ کریمہ سے انکار کرتے ہیں۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ ترجمہ:۔ جو شخص برا کام کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔

اس قسم کی ہزاروں مثالیں ہیں جو مختلف مذاہب اور فرقوں کے بارے میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ علم کلام کی کتابوں میں ایسی دلیلیں کثرت سے ملتی ہیں۔

علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں

قرآن عظیم کی قطعی نص ہے۔ لَا یَعْلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ ترجمہ: زمین وآسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح ایک اور مقام پہ فرمایا۔

لَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِن رَّسُوْلٍ ؛ ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

پھر مزید فرمایا:

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ؕ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پہ بخیل نہیں ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

پھر فرمایا:

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ؕ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ؕ ترجمہ: اے نبی اللہ نے آپ کو سکھایا جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پہ بڑا فضل ہے۔

ایک اور آیۃ کریمہ میں فرمایا۔

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَھُمْ وَھُمْ یَمْکُرُوْنَ ؕ ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ انکے پاس نہ تھے جب ان بھائیوں نے دھوکا کیا ہے۔

ایک اور مقام پہ فرمایا:

تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ

ایک ۔ کی طرف رُجوع کرتے ہیں ۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کے علاوہ بہت سی اور آیات بھی ہیں ۔ جن میں غیب کے علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ ان آیات میں نفی اور اثبات دونوں قسم کے دلائل ملتے ہیں یہ دونوں ایمان کا حصہ ہیں ان سے انکار کفر ہے ۔ ایک مسلمان ان تمام آیات پر ایمان لاتا ہے وہ اختلافی راہوں پر نہیں چلتا ۔ نفی اور اثبات دونوں ایک نتیجہ پر وارد نہیں ہو سکتی ۔ ہمیں ان کے جدا جدا نتائج تلاش کرنا پڑیں گے ۔

میں اپنے اللہ کے فضل اور اس کی قوت سے میدان تحقیق میں قدم رکھتا ہوں اور جو شخص اس میدان میں دھوکا دے گا یا فریب دے گا ۔ اس پر وار کروں گا ۔

علم کی تقسیم علم کی ایک تقسیم تو اس کے مصدر کے اعتبار سے ہوتی ہے [1] ۔ یعنی جہاں سے وہ صادر ہو اور اس کی دوسری تقسیم اسکے متعلق کے اعتبار سے ہے ۔ یعنی جسکے متعلق وہ علم ہے ان سے ایک اور تقسیم ظاہر ہوتی ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ تعلق کس طرح کا ہے ۔ تقسیم کے اعتبار سے علم یا تو ذاتی ہوگا (جبکہ نفس ذات عالم سے صادر ہو ۔)

www.alahazratnetwork.org

---

[1] اس تقسیم کی روشنی میں کوئی غبار ۔ علم الہٰی اور علم عباد میں باقی نہیں رہتا ۔ کہ جنہوں نے علماء اہلسنت وجماعت کی عبارات اور تحقیقات سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر جو اعتراضات کیے ہیں وہ خود بخود رفع ہو جاتے ہیں ۔ حضور کے علم غیب کو اللہ کے علوم غیبیہ کے برابر جاننے والے اپنی کم فہمی پر بات کرتے ہیں ۔ یہ ایک روشن دلیل اور واضح تقسیم ہے ۔ اس لطیف استدلال کے بعد کسی کو شبہ باقی نہیں رہے گا ۔

(حمدان الونیسی المالکی مدرس حرم نبوی شریف)

مدینہ طیبہ کے علماء کرام میں سے حضرت علامہ محمد مغرب مولانا حمدان اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے ۔ کا پہلا حاشیہ ۔ جسے آپنے میری کتاب پر ثبت فرمایا تھا ۔

یا عطائی ہوگا۔ ذاتی ہونے کی بنا پر ان علوم میں غیر کی کوئی شرکت نہیں ہوگی نہ غیر کی عطا ہوگی ۔ نہ غیر اس کا سبب بنے گا مگر عطائی وہ علم ہے جو دوسرے کی عطا ہو۔ ذاتی تو صرف ذات باری تعالیٰ سے ہی مخصوص ہے کسی غیر اللہ کو اس علم میں حصہ نہیں ہے اور جہان میں ایسا علم کسی کے لیے ثابت نہیں کیا جاسکتا جو شخص کسی کو ایک ذرہ سے کمتر بھی ذاتی علم ثابت کرے گا۔ وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا اور تباہ و برباد ہوگا۔

دوسری قسم کا علم (عطائی) اللہ کے بندوں کو عطا کیا گیا ہے اور یہ صرف بندہ سے ہی مخصوص ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی۔ اللہ کے ساتھ علم عطائی کی نسبت قائم کرنے والا قطعی کافر ہوگا۔ اور مشرک اکبر کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ شرک وہ ہے جو کسی دوسرے کو اللہ کے برابر جانے مگر اس نے تو غیر اللہ کو اللہ سے بھی برتر بنا لیا۔ یا وہ اس جہالت میں ہے کہ اس نے اپنا علم و خیر خدا کو عطا کر دیا (نعوذ باللہ)

www.alahazratnetwork.org

دوسری قسم کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطلق العلم۔ یہ مطلق العلم وہی ہے جو علم اصول کی اصطلاح میں ہے۔ ایسا علم ثابت کرنے کے لیے کسی ایک فرد کا ـــــ ہونا ضروری ہے مگر نفی کرنے سے تمام افراد کی نفی ہو جاتی ہے۔ یہ مطلق یا تو فرد غیر معین ہے یا نفس ماہیت جو کسی فرد میں ہو کر پائی جاتی ہے۔ اس بحث اور تحقیق کو "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں قضیہ موجبہ کی بحث میں خاتم المحققین حضرت والد ماجد قدس سرہٗ نے نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔

دوسری قسم علم مطلق ہے جس سے میری مراد وہ ہے جو عموم و استغراق حقیقی کا مفاد ہے ایسی قسم کا ثبوت اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک تمام افراد موجود

نہ ہوں۔ یہ کسی ایک شخص کی نفی سے منتفی ہو جاتا ہے یہاں موجبہ کلیہ ہوگا اور سالبہ جزئیہ۔ ایسے علم کا تعلق دو درجوں پر ہوتا ہے۔ ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی۔ جس میں ہر علوم جدا اور ہر تفصیل اور مفہوم دوسرے سے ممتاز ہوتی ہے یعنی عالم کو جتنی معلومات ہوں۔ جزئی ہوں یا کلی۔ کل ہوں یا بعض۔

اس دوسری قسم کی بھی چار قسمیں ہیں۔ ایک تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی خاص ہے۔ اس کا نام علم مطلق تفصیلی ہے۔ جس پر یہ آیۂ کریمہ دلالت کرتی ہے۔

كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ؕ ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ ہر شے کا جاننے والا ہے۔"

ہمارا رب کریم اپنی ذات کریم اور اپنی غیر متناہی صفتوں کے ساتھ ان تمام حادثوں کو جو موجود ہیں یا کبھی تھے۔ یا ابدالآباد تک ہوتے رہیں گے۔ پھر وہ تمام ممکنات جو کبھی موجود نہ تھیں اور کبھی نہ ہوں گی۔ بلکہ تمام محالات کو جاننے والا ہے تمام مفہومات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو علم الٰہی کے دائرہ میں نہ ہو۔ وہ ان تمام کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے ازل سے ابد تک تمام کی تمام چیزیں اس کے علم میں ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر متناہی ہے۔ اس کی صفتیں بھی غیر متناہی ہیں اسکی ہر صفت غیر متناہی ہے اعداد میں غیر متناہی ہے۔ ایسے ہی ابد کے دن اور اس کے تمام لمحات اور گھڑیاں اس کے علم میں جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت دوزخ کے عذابوں میں سے ہر عذاب جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں یا پلکوں کا جھپکنا ان کی ادنیٰ سی جنبش اور ان کے سوا اور چیزیں اس کے علم میں ہیں اور غیر متناہی ہیں ــــ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں۔ اس لیے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گزرا یا آئندہ ہوگا یا ممکن ہے کہ ہو کوئی نہ کوئی نسبت قرب بعد اور جہت میں ہوگی۔ زمانوں میں بدلے گی اور زمان ومکان

کے بدلنے میں جو اثرات واقع ہوں گے یا ہوتے ہیں روز اوّل سے زمانہ نامحدود تک اللہ تعالیٰ کو بالفعل معلوم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی اور غیر متناہی ہے۔ اہل حساب کی اصطلاح میں یہ تیسری قوت ہے جسے مکعب کہا جاتا ہے۔

عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو مجذور بن جاتا ہے۔ مجذور کو جب اسی عدد سے ضرب دی جائے تو مکعب بن جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں صرف حساب والوں کے ذہنوں میں ہی نہیں بلکہ دین سے واقف علماء کرام پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ بات بلا شبہ تسلیم شدہ ہے کہ کسی مخلوق کا علم آنِ واحد میں غیر متناہی بالفعل کی پوری تفصیلات کے ساتھ ہر دوسرے فرد پر محیط نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ممتاز جب ہوگا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے۔ اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مخلوق کا علم خواہ کتنا ہی وسیع اور کثیر ہو۔ یہاں تک کہ عرش سے فرش تک اوّل سے آخر تک اور اس کے کروڑوں درجوں پر بھی ہو۔ تب بھی محدود ہوگا۔[۱] کیونکہ

---

[۱] کتاب کی تسوید کے وقت یہ بات میں نے قوت ایمانی سے لکھ دی تھی۔ مگر بعد میں امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر دیکھی تو اسکی تصریح وکذالک نری ابراہیم کی تفسیر میں مطالعہ کی۔ تو آپ نے لکھا کہ میں نے اپنے والد مکرم حضرت امام عمر ضیاءالدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا۔ انہوں نے حضرت ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام الحرمین کی روایت بیان فرماتے ہوئے سنا کہ معلومات الٰہیہ تمام غیر متناہی ہیں۔ اور ان معلومات میں ہر ہر فرد کے متعلق غیر متناہی معلومات ہیں۔ ہر فرد کا بدل بدل کر بے نہایت چیزوں میں پایا جانا ممکن ہے اور بدل بدل کر غیر متناہی صفات سے متصف ہونا بھی ممکن ہے۔

www.alahazratnetwork.org

سوش ورزش دوکتیں ہیں دوکنارے ہیں۔ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک بھی دو حدیں ہیں جو چیز دو چیز دل میں گھِر جائے وہ متناہی ہوگی۔ غیر متناہی تو نہ ہوئی البتہ حد کے بغیر کسی چیز کا ہونا غیر متناہی ہوسکتا ہے۔ بامعنی متناہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں محال ہے۔ اس واسطے کہ اسکی صفتیں اور اس کا علم تو پیدا ہونے سے بدتر ہے۔ ثابت ہوا کہ لامتناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ کے علوں سے خاص ہے اور علمِ متناہی اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے۔

مندرجہ بالا فلسفانہ خیالات اور منطقیانہ استدلال سے قطع نظر اللہ تعالیٰ کے علوم لامتناہیہ پر قرآن پاک کا یہ ارشاد کافی ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ط   ترجمہ:۔ اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔

ذاتِ الٰہی محدود نہیں۔ اس کی مخلوق سے کسی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ محدود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جیسا وہ ہے تمام وکمال ویسا ہی ہے۔ اسے مکمل پہچانا نہیں جاسکتا۔ ہاں اگر یہ کہہ لیا جائے کہ مجھے اللہ کی معرفت حاصل ہوگئی ہے۔ تو درست ہے مگر یہ کہنا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اتنی معرفت حاصل ہوگئی ہے کہ اب مزید کچھ باقی نہیں رہا۔ تو یہ نادرست ہے۔ حالانکہ اس طرح اللہ کی ذات محدود ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کی معرفت اور عقل کے احاطہ میں آجاتا ہے حالانکہ وہ برتر ہے۔ اسے کوئی چیز احاطہ نہیں کرسکتی۔ وہ تو سب پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اولیاء، صالحین اور مومنین اپنے اپنے مراتب و درجات کے مطابق اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں وہ اسی فرق کے اعتبار سے اپنے مراتب حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں ابدالآباد تک اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر بایں ہمہ وہ اللہ کے علوم کی تمام کمال معرفت پر قادر نہیں ہوسکیں گے ہاں انہیں قدرِ متناہی حاصل ہوتی رہے گی۔

www.alahazratnetwork.org

اس سے ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الٰہیہ پر کسی مخلوق کا محیط ہونا عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے۔ اگر تمام اوّلین و آخرین کے تمام علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہم سمجھنے کے لیے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر علوم الٰہیہ کے دس لاکھ سمندر رکھے جائیں تو تمام مخلوقات کے علوم کا مجموعہ ان کے سامنے ایک قطرہ کا حصہ بھی کم ہے اور محدود ہے۔ علوم مخلوقات کا دریائے زخار متناہی ہے۔ متناہی کو متناہی سے تو ایک نسبت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم بوند کے مقابلہ میں دس لاکھ سمندروں کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ سمندر ایک وقت پر فنا ہو جائیں گے کیونکہ یہ دس لاکھ سمندر بھی متناہی ہیں۔ اس کی جتنی بھی مثالیں پیش کرتے جائیں متناہی ہی ہوں گی۔ غیر متناہی تک ان کی رسائی نہیں ہو سکے گی۔ غیر متناہی ہمیشہ باقی رہے گا اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے اوصاف نامتناہیہ کے سامنے فانی علوم کی کوئی حیثیت و نسبت نہیں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

حضرت خضر و موسیٰ کے علوم

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہی ہوئی بات کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ چڑیا نے سمندر سے چونچ بھر کے پانی پی لیا۔ سابقہ علوم غیر متناہی اللہ کی ذات تک محدود ہیں۔

اب ہم علم کی ان تین قسموں پر گفتگو کریں گے۔ جن میں سے ایک پر اوپر بحث ہو چکی ہے۔ علم مطلق اجمالی اور مطلق علم اجمالی اور مطلق علم تفصیلی۔ یہ علوم اللہ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ "بشرط لا شئے" تو بندوں سے ہی خاص ہیں۔ علم مطلق اجمالی بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ عقلاً ثابت ہے اور ضروریات دین کا حصہ ہے۔ جس طرح ہم ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے، ہر شے،

بلکہ کہ ہم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا لحاظ کر لیا اور ان سب کو اجمالی طور پر جان لیا۔ جو اسے اپنے لیے نہ جانے وہ اپنے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ بکل شیئ علیم ط ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے۔ جب علم مطلق بندوں کے لیے ثابت ہو گیا۔ تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ ثابت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مطلق علم تفصیلی بھی بندوں کے لیے متحقق ہے۔ ہم قیامت۔ جنت۔ دوزخ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اسکی صفات کو ایمان کا حصہ بناتے ہیں۔ یہ ایمان کے اصول ہیں۔ حالانکہ یہ ساری چیزیں غیب ہیں اور ہر ایک، ایک دوسرے سے ممتاز پہچاننا تو ثابت ہوا کہ اس طرح غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ پھر انبیاء کرام کا تو مقام ہی بلند ہے۔

www.alahazratnetwork.org

غیب پر ایمان لانا

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے۔ جو غیب کو جانتا ہی نہیں وہ اس کی تصدیق کیسے کرے گا اور جو تصدیق نہیں کرے گا۔ وہ اس پر ایمان کیسے لائے گا تو ثابت ہوا کہ جو علم اللہ تعالیٰ سے خاص ہے۔ وہ ذاتی ہے لیکن علم مطلق تفصیلی جو جمیع علوم الٰہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہو۔ جن علوم میں اللہ تعالیٰ غیر خدا کو منع فرمایا ہے وہ علم ذاتی ہیں۔

مگر جن آیات میں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے عطا فرمایا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے وہ علم عطائی ہے۔ خواہ وہ علم مطلق اجمالی ہو۔ یا مطلق علم تفصیلی ہو۔ انہی علوم میں اپنے بندوں کی مدح فرماتا ہے اور اسی عطائی علم کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کو ممتاز قرار دیتا ہے۔

۱۔ وَبَشَّرُوہُ بِغُلَامٍ عَلِیْمٍ ط — ملائکہ نے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

۲۔ وَاِنَّہٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰہُ ط — بے شک حضرت یعقوب ہمارے علم دینے سے ضرور علم والے ہیں۔

۳۔ عَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ط — ہم نے خضر علیہ السلام کو علم لدنی عطا فرمایا۔

۴۔ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط — اے نبی اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم دیا جسے آپ نہ جانتے تھے۔

ان آیات کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو علم عطا کرنے کی تفصیل بیان فرماتا ہے مگر ہر آیت میں علم عطائی ہی مراد ہے۔ جن آیات میں بندوں کو علم غیب دینا فرمایا گیا ہے۔ وہ عطائی علم غیب ہے۔ یہ آیات قرآنیہ کے ایسے سچے معانی ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش نہیں اور نہ ان کے علاوہ کوئی دوسرے معانی بیان کیے جا سکتے ہیں۔

یہ عقیدہ ضروریات ایمان میں سے ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ معانی ہیں جسے علمائے اسلام نے نفی اور اثبات میں تطبیق کی ہے۔ امام اجل حضرت زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ امام ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں اور اہلسنت و جماعت کے دوسرے مستند علماء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں اسی نظریہ کو پیش کیا ہے۔

غیر خدا سے علم غیب کی نفی سے مراد ذاتی علم غیب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی مخلوق کا علم جمیع معلومات الٰہیہ پر محیط نہیں ہو سکتا۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور آفتاب عالم تاب کی طرح روشن ہے کہ جو شخص

www.alahazratnetwork.org

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ جسے آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے۔ سے انکار کرتا ہے۔ وہ خارج از ایمان ہے۔ ہمارے ملک میں وہابیہ تو اس حد تک گستاخ ہو گئے ہیں کہ وہ برملا کہتے پھرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا۔ نہ آپ کو اپنی امت کے خاتمے کا علم تھا۔

۱۳۱۸ھ میں ان لوگوں نے مجھے دہلی میں ایک ایسا ہی سوالنامہ بھیجا تھا۔ میں نے اس کے جواب میں ایک کتاب بنام إنباء المصطفیٰ بحالِ سِرٍّ و أخفیٰ لکھی۔ اس کتاب سے وہابیہ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ یہ لوگ اس چیز کی نفی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے حالانکہ یہ دعوے ان کے ایمان کی نفی کرتے تھے۔ اور انکی زباں کاری کا منہ بولتا ثبوت تھے وہ اپنے ان کفریہ کلمات کی وجہ سے کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔[1]

www.alahazratnetwork.org

[1] یہ فتویٰ ہمارے رب جلیل کا ہے اس نے فرمایا:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ۔ ترجمہ: اب تم حیلے بہانے نہ کرو۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر (مرتد) ہو گئے ہو۔

حضرت ابن ابی شیبہ و ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم ابو الشیخ نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہ ایک منافق نے کہا کہ محمد تو صرف یہ بات بتاتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے۔ وہ غائب کیا جانیں؟ یہی خیال انکار نبوت ہے۔ علامہ قسطلانی رضی اللہ عنہ نے مواہب شریف میں فرمایا نبوت غیب پر اطلاع ہے۔ پھر فرمایا نبوت مشتق ہے۔ نبأ سے۔ اور اس کا معنی خبر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبریں سنانے والا بنا کے بھیجا۔

پھر روایت نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بات کہہ کر کتنا بڑا کفر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اپنے خاتمے کا حال معلوم تھا۔ نہ امت کے خاتمے کا۔ یہ بھی بہت سی روشن آیات کا انکار ہے۔

۱۔ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ۔ بے شک آپ کی آخرت دُنیا سے بھی بہتر ہوگی۔

۲۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ بے شک عنقریب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

۳۔ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ط اس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو نہ ان ایمان والوں کو جو آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کا نور ان کے آگے پیچھے دوڑ رہا ہوگا۔

www.alahazratnetwork.org

۴۔ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ط عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

۵۔ إِنَّمَا يُرِيدُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ نبی کے گھر والو۔ تم سے ناپاکی دور رہے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

۶۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔ بے شک ہم نے آپ کے لیے فتح مبین عطا کی۔ آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دے گا اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے گا اور اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا۔ اللہ تمہاری مدد کرنے

(حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

والا اور عزت دینے والا ہے۔

۷۔ لیدخل المومنین والمومنات جنت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ویکفر عنهم سیاتهم۔

تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والے مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کرے جس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کے گناہ ان سے مٹا دیئے جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے ہاں بہت بڑی مراد پانا ہے۔

۸۔ الذی ان یشاء جعل لک خیرا من ذالک جنت تجری من تحتها الانهار ویجعل لک قصورا۔

وہ اگر چاہے تو اس سے بہتر کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور تمہارے لیے اونچے محلات بنائے

www.alahazratnetwork.org

ان آیات کی تشریح و تفسیر پر بے شمار احادیث معنی واحد پر تواتر سے آئی ہیں۔ وہ ایک بحرِ بے کراں ہے اور انہیں ازبر کرنا مشکل ہے مگر اللہ کے کلام اور حضور کی احادیث کے بعد کونسا کلام ہے جس پر ایمان لایا جائے۔

لہ لک، میں لام تعلیل ہے اور ذنب کی اضافت ملابست سے ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ معاف کر دے گا اللہ تمہارے سبب یا تمہاری وجاہت سے تمہارے گھر والوں کی خطائیں۔ گناہ یا لغزشیں۔ تمہارے آباؤ اجداد کی لغزشیں جن میں آباؤ اجداد شامل نہیں حضرت سیدنا عبد اللہ سیدہ آمنہ سے لے کر سیدنا آدم وحوا تک اور پچھلے ذنوب ان بیٹے بیٹیوں پوتوں نواسوں بلکہ ساری نسل معنوی جو تا قیام قیامت تک اہلسنت ہیں۔ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ تاویل ہمارے نزدیک بہتر اور غرض میں قریب ہے۔

نظر دوم

ذاتی اور عطائی علم میں فرق

سابقہ صفحات کے مطالعہ کے بعد ایک کرتاہ نظر انسان کی آنکھیں ان آیات کی روشنیوں سے چمک اٹھیں گی کہ تمام مخلوقات کے جملہ علوم ہمارے رب العالمین کے علوم کی برابری کا شمہ بھی نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان کے دل میں ذرہ بھر اس خدشہ کا احتمال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علوم اور اس کی مخلوقات کے علوم کا کوئی موازنہ یا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور مخلوق کا عطائی۔ اللہ کا علم اس کی ذات سے واجب اور خلق کا علم حادث (کیونکہ تمام مخلوقات حادث ہے) صفت موصوف سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اللہ کا علم مخلوق نہیں۔ خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ کا علم کسی کے زیر قدرت اور تابع نہیں ہے۔ علم الٰہی ہمیشہ واجب اور دائم ہے۔ مخلوق کا علم حادث اور عارضی ہے۔ علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔ خلق کا علم تغیر پذیر ہے۔ اس فرق اور امتیاز کے باوجود کوئی شخص برابری کا تصور کر سکتا ہے؟ ہاں صرف وہی بدبخت لوگ ایسی الجھن میں گرفتار ہوں گے جن پر اللہ کی لعنت ہے۔ وہ حق کی بات سے بہرہ ہو چکے ہیں۔ ان کی آنکھیں نور سے محروم ہو چکی ہیں۔ ہم پورے وثوق اور ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسا فرض کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اللہ تعالیٰ کے علوم پر محیط ہیں۔ یہی خیال باطل ہے علم الٰہی سے برابری پھر بھی نہیں ہو سکتی اور ان وسیع اور واضح فرقوں کے ہوتے

www.alahazratnetwork.org

نظر سوم

یا اللہ تیری رحمت ہو۔ تاریکیاں چھا گئیں۔ ظلمتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ بہت سے لوگ گمراہیوں کی سیاہیوں میں چلے جا رہے ہیں۔ ہم نے سابقہ صفحات پر اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور مطلق محیط پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ یہ علوم اللہ کی ذات سے ہی خاص ہیں۔ کسی بندے کو اس میں شرکت نہیں۔ ہاں مطلق علم عطائی میں ہر مسلمان کا حصہ ہے چہ جائے کہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگر علم عطائی کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایمان ٹھیک نہیں رہتا۔ اگر کوئی دہری کے وہم میں یہ بات گزرے کہ اس طرح ہم میں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا۔ اسی طرح انبیاء کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا امتیاز جیسا علم حضور کو ہے ویسا ہی تمام انبیاء کو ہوا۔ پھر ایسا علم (معاذ اللہ) ہم کو بھی ہے۔ جو علم ہمیں نہیں انہیں بھی نہیں۔ تو ہم برابر ہوئے۔ یہ بات عالم تو درکنار کسی جاہل کے دماغ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ مگر وہابیہ سے تعجب نہیں کیونکہ وہ بے عقل قوم اور کج نگاہ فرقہ ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا عالم نہیں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے بارے میں تسلیم کرنے کا ملکہ ہو۔

ایک کج مغز ہندی

امر واقعہ ہے کہ ان دنوں اس فرقہ کا ایک کج مغز بوڑھا جسے اپنے آپ کو صوفی کہلانے کا بھی خبط ہے۔ بڑے بلند بانگ دعوے کرتا رہتا ہے۔ وہ بڑا متکبر، مغرور اور ہٹ دھرم ہندوستانی ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک رسالہ لکھا ہے جو جنہ

اوراق پر پھیلا ہے۔ اس کی عبارت اتنی گری ہوئی اور گستاخانہ ہے کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑیں۔ اس نے اس کا نام حفظ الایمان رکھا ہے۔ حالانکہ اس کی عبارت خفض الایمان (ایمان کو پست کرنے والی) ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس سے ایک فرد بھی خارج نہیں تو اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔"

alahazratnetwork.org

اس ہٹ دھرم کو اتنا بھی معلوم نہیں مطلق علم عطائی اصالتاً انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اسی لیے رب جل وعلا نے فرمایا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ۔ ترجمہ: "اللہ غیب جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جسے چاہے مطلع کر دے۔"

اب اللہ کے سوا جسے بھی علم غیب حاصل ہو گا۔ وہ اسی کی عطا اور فیض سے حاصل ہو گا اور اسی کے راہ دکھانے سے ملے گا۔ تو برابری کس طرح ہو گی؟

دنیا میری ہتھیلی پر روشن ہے

علاوہ بریں انبیاء کرام کے علوم غیر نبی کو صرف اتنے ہی حاصل ہوتے ہیں جتنے انبیاء کرام انہیں سکھاتے ہیں۔ انبیاء کرام کے علوم کے جو سمندر چھلک رہے ہیں

ان کے سامنے دوسروں کے علوم کی کیا حیثیت ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو روز ازل سے آخر تک کے تمام علوم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کو جانتے ہیں۔ بلکہ دیکھتے ہیں ان کے مشاہدے کے سامنے ساری کائنات کھلی پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ترجمہ: اسی طرح ہم حضرت ابراہیم کو دکھاتے ہیں تاکہ وہ آسمان و زمین کی ساری سلطنت کا مشاہدہ کرلیں۔

طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلْیَانًا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَاہُ لِنَبِیِّہٖ کَمَا جَلَاہُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ ۔ ترجمہ: یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا یوں بچھا دی ہے۔ میں اسے اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کو یوں دیکھتا ہوں۔ جیسے اپنی ہتھیلی پر ایک روشنی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ روشنی اللہ کی طرف سے ہے جسے اس نے اپنے نبی کے لیے ضیا بار فرمائی ہے ایسی روشنی سابقہ انبیاء کے لیے بھی تھی۔

جس بڑھے کا ہم ذکر کر رہے تھے اس کے سامنے کل اور بعض کی دو شقیں تھیں۔ پہلی شق (کل) تو موجود نہیں۔ ہاں اس نے دوسری شق (بعض) میں سب کو شامل کر لیا اور نتیجہ یہ نکالا کہ آپ کے علم کے کیا کہنے ہیں ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا علم و حلم سارے جہان پہ چھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بےپناہ

علوم سے سرفراز فرمایا ہے اور اپنے بڑے فضل سے نوازا ہے۔ آپ کے ہاں اگلے پچھلوں کے تمام علوم دست بستہ کھڑے ہیں۔ جو کچھ گزرا ہے اور جو کچھ تا قیام قیامت آنے والے ہیں حضورؐ کے مشاہدہ میں ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے آپ کو از بر ہے۔ مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہونے والا ہے آپ اس سے خبردار ہیں۔ ہر چیز آپ پر روشن ہے۔ آپ ہر ایک چیز کو پہچانتے ہیں۔ آن پر قرآن اترا تو ذرہ ذرہ روشن ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ہر چیز کی حقیقت کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کج مغز نے آپ کا علم زید عمرو بچہ اور پاگل بلکہ جانور اور چوپایہ کے علم کے برابر کر دیا۔ (استغفراللہ) اسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس لفظ بعض کو تم نقص علم مصطفٰی کے لیے استعمال کر رہے ہو۔ اس میں اتنی وسعت ہے۔ جو ایک چھوٹی سی بوند بے مقدار سے لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے

www.alahazratnetwork.org

سمندروں پر حاوی ہے۔ اس بعض کی نہ کوئی گہرائی بیان ہو سکتی ہے نہ وسعت ان سمندروں کا ذکر کیا کنارہ ہے نہ انتہا۔ یہ سب کا سب آپ کے علوں کا بعض ہی تو ہے۔ اس بعض کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ علم مصطفٰی تو جتنا اللہ چاہے اتنا ہے۔ لفظ بعض سے برابری اور مماثلت اور نفی و نقص کے پیمانے تیار کرنا ایسے کج بیالوں کا ہی خاصا ہے۔ اب ایسے لوگ معاذ اللہ یوں بھی کہتے دکھائی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت زید عمر، ایک بچے اور پاگل بلکہ جانور اور چوپایہ کی قدرت کے برابر ہےلہ۔ (العیاذ باللہ)۔

لہ ہم اہلسنت کا نظریہ ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی حادثات رونما ہوتے ہیں وہ قدرت کے شاہکار ہیں مگر قدرت بذات خود کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتی ہے پیدا کرنا یا تخلیق کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم جہم بن صفوان کی طرح قدرت کے اختیارات

کیونکہ تمام حیوانات کسی نہ کسی فعل و حرکت پہ قدرت تو رکھتے ہاں اگرچہ ان کی قدرت پیدا کرنے والی نہیں ہے۔ مگر بعض تو صادق آ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔ اور اپنی ذات کریں ہی قدرت رکھتا ہے ورنہ تحتِ قدرت ہوگا۔

سابقہ حاشیہ

کی نفی بھی نہیں کرتے۔ مواقف اور اس کی شرح میں اس نظریہ کی خاص تشریح کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ ہے کہ انہوں نے صبح سویرے کو ملا دینے کی ٹھان لی۔ حالانکہ انہیں نفع اٹھانے یا نفع دینے کی قدرت تھی۔ علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل السلیم میں لکھا ہے کہ انہوں نے چاہا کہ مساکین پر سختی کریں اور انہیں دُنیا کی تمام سہولتوں سے محروم کر دیں حالانکہ وہ مساکین کو نفع پہنچانے پر بھی قادر رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ ہمارے نبی اور ان کے صحابہ کو کسی چیز پہ قدرت نہیں ہے۔ وہ اللہ کے فضل سے بہت اعمال پر قادر ہیں۔

تفسیر کبیر میں اس نکتہ پر بحث کی گئی ہے۔ لا زاید نہیں ہے۔ بلکہ لا یقدرون کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی طرف ہے اور تقدیر یہی ہے کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ نبی اور صحابہ قدرت نہیں رکھتے کسی چیز پہ۔ یہ اللہ کے فضل سے قدرت رکھتے ہیں۔ جب اہل کتاب کو انکا قادر ہونا یا نہ ہونا معلوم تو ان کا قادر ہونا جانا۔ اور جان لو یہی بات بہتر ہے۔

ہم مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ قدرت الٰہیہ ازلی ابدی واجبہ اور مؤثرہ ہے۔ اور عبد کی قدرت ایسی نہیں تو میں کہوں گا یہ امور کلیت یا جزئیت کے ماسوا ہیں مگر یہ جہنمی بوڑھا حضور نبی کریم کے علوم کو عام انسانوں، بچوں، چوپاؤں کی جز بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس کے کلام کا دوسرا شق اس کے کفریہ نظریہ کا مظہر ہے

www.alahazratnetwork.org

تو کیا یہ بھی ممکن نہ ہوگا کہ خدا ہے یا نہیں۔ جو چیز قدرت سے موجود ہوئی وہ پیدا کرنے میں موجود ہوتی ہے۔ جو پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے۔ وہ پہلے ناپید ہوتا ہے پھر یہاں بھی بعض کے لفظ کا اطلاق کریں گے۔ تمام اشیاء کا احاطہ تو یہاں بھی نہیں۔ تو برابری اور ساری برائیاں لازم آگئیں۔

بادشاہ کا ایک ناشکر گزار گداگر

ہم اس نظریہ کے حامل کی حیثیت کا ایک واقعہ کی مثال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بادشاہ تھا۔ جو بڑا جبار اور طاقت ور تھا۔ وہ دنیا کے خزانوں اور قوتوں کا مالک تھا۔ ملک کے تمام خزانے اسی کے زیر تصرف تھے۔ اس کے کچھ وزیر تھے کچھ نواب تھے۔ کچھ سردار تھے۔ اس نے ایک سردار کو ایک ضلع کا مختار بنا کر تمام خزانے اس کے حوالے کر دیئے تاکہ اس کی رعایا کے محتاجوں میں تقسیم کرتا رہے اس نے اپنے ساتھ دوسرے سردار بھی مقرر کر لیے تاکہ تقسیم کار ہو جائے اور لوگوں تک خزانے کی تقسیم میں آسانی ہو۔ بادشاہ نے ان امراء اور سرداروں پر ایک وزیر نگران مقرر کر دیا جسے نائب اعظم کا منصب دیا گیا۔ اس نگران پہ بادشاہ کے علاوہ کسی کا منصب نہیں تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام خزانے سپرد کر کے انہیں پورے اختیارات دے دیئے اور اپنی ذات کے سوا تمام معاملات ان کے سپرد کر دیئے۔ نائب اعظم تمام نوابوں سرداروں پر تقسیم کرتا اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں کو

www.alahazratnetwork.org

(سابقہ حاشیہ) اس کا کفر خوب کھل کر سامنے آگیا ہے۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ اس کے علم کے لیے تو فضیلتیں ہیں۔ گدھے بیل کتے اور سور کے علم پر اور پہلی شق میں اس نے خصوصیت کی نفی اور حماقت کے حکم کی بنا پر بعضیت میں شرکت رکھی۔ اس یقین کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کیلئے انکے علم پر کن کن مثالوں سے حماقت ظاہر کرتا رہا۔

بانٹتے جاتے اس طرح یہ تقسیم خزائن ملک کے فقیروں اور محتاجوں تک جا پہنچی۔ تمام کو اپنا اپنا حصہ ملنے لگا۔ ان محتاجوں میں ایک بدبخت تندخو اور گندی ذہنیت والا بھی تھا۔ وہ بادشاہ اور ان کے نوابوں سے جھگڑتا۔ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا۔ نہ کسی کا احترام نہ کسی کی تعظیم کرتا۔ وہ باوجودیکہ نانِ شبینہ کا محتاج تھا۔ مگر کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ وہ اپنی ہٹ دھرمی سے ایک روپیہ بھی حاصل نہ کر سکا۔ بس یہی کہتا کہ میں نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں۔ اور کہتا اگر تمام مال و دولت کی ملک کا مسئلہ ہے تو وہ خلیفہ کو بھی میسر نہیں۔ اگر بعض ملک مراد ہے تو اس میں نائب اعظم کی کیا تخصیص ہے۔ میں بھی برابر کا مالک ہوں۔ اس ناشکرے بدبخت قلاش نے نہ تو خلیفہ اور نہ نائب اعظم کا حق تسلیم کیا۔ اور نہ منصبِ خلافت کو خاطر میں لایا۔ اس کے خیال میں معمور خزانے اور کھوٹے سکے اور وہ خزانے جو ابھی تک زمین میں مدفون تھے۔ ایک جیسے تھے۔ وہ بادشاہ وقت کی طاقت و قدرت کو بھی خاطر میں نہ لاتا اور اس کی عظمت اور جلالت کو بھی مساوی تقسیم کا مستحق خیال کرتا۔ آخر وہ بادشاہ کے جلال کی نذر ہوا۔ دُنیاوی خزانے سے حصہ پانے کی بجائے وہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

اس مثال میں ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کو بادشاہ خیال کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم ہیں۔ نواب امراء، سردار، انبیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ہم فقیر اور محتاج ہیں۔ اس سے لینے والے اس کی عطا پر زندہ رہنے والے اور اس کی رحمتوں کے طلب گار۔ وہ ناشکرا اور ہٹ دھرم سرکش وہی راندۂ درگاہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اللہ کے خزانوں میں برابر کا شریک قرار دیتا ہے۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ؕ

www.maktabah.org

مسلمانو! اللہ تمہاری حفاظت فرمائے۔ تم اس بد خود غلط کی نگاہ کے پاس جاؤ۔ جو بعض کے لفظ میں چھوٹے بڑے کے فرق سے محروم ہو چکا ہے۔ وہ علم نبی کی فضیلت سے انکار کر چکا ہے۔ اسکی حقیقت ملاحظہ کرو اور اسے کہو! اسے علم و حکمت میں سور اور کتے کے برابر انسان اتم دیکھو گے کہ وہ اس جملہ پر بپھر جائے گا۔ اور غصہ میں بھڑک اٹھے گا۔ پھر اس سے دریافت کریں کیا تمہارا علم خدا کے علم کی طرح ہر چیز پر محیط ہے۔ اگر کہے ہاں تو کافر ہو گیا۔ اگر کہے نہیں! تو اسے کہیں پھر اس علم میں تمہاری خصوصیت کیا ہے؟ بعض علم تو بھر کتے اور سور کو بھی میسر ہے۔ تمہیں عالم دین کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿﴾ ایسے لوگ سارے جہاں سے بدتر ہیں۔

اس وقت کم و بیش ہر ایمان ہر فرق لائے گا۔ چہ جائے اصل اور طفیل اور بخشنے اور بھیک مانگنے کا فرق کیونکہ کتے نے علم حاصل کیا ہے اور نہ اس کا طفیل بنا بخلاف تمام دنیا کے علم والوں کے جنہیں علم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ملا۔

سلہ امام عبدالوہاب شعرانی کی یواقیت والجواہر فی العقائد الاکابر کی بحث ۳۳ میں ہے۔ اگر تم نے ایسا کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا بشر ہے جس نے حضورؐ کے واسطے کے بغیر علم پایا۔ تو شیخ نے جواب میں فرمایا: نہیں: کوئی ایسا نہیں جسے حضورؐ کے واسطے سے علم نہ ملا ہو۔ وہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے براہ راست نہ ہو مگر وہ انبیا یا علماء جو آپ کی بعثت سے قبل یا بعد ہوئے آپ کے فیضان کی تقسیم میں مصروف ہیں۔ میں کہوں گا، البشر یا فی الدنیا کا مفہوم حضورؐ کے علم کے خزانوں کی تقسیم کے خلاف نہیں، کیونکہ حضورؐ ہی نائب خدا اور علی الاطلاق ہر چیز کے بانٹنے پر مامور ہیں۔ ساری کائنات میں کوئی دنیا و آخرت کی نعمت حضورؐ کی وساطت کے بغیر نہیں ملتی۔ ساری نعمتیں حضورؐ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے فرمادیجئے جوکچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے، وہ کائنات کے لیے ہے۔ امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں لکھا ہے۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس

یارسول اللہ! تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا۔

(سابقہ حاشیہ) اسکے دست مبارک سے تقسیم ہوتی ہیں۔ مزید تفصیل و تشریح کے لیے ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.alahazratnetwork.org

نظر چہارم

وہابیہ کی غلط بیانیوں کا تعاقب

وہابیہ جب عاجز اور مایوس ہو جاتے ہیں، تو اپنے بچاؤ کی تدابیر تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ بچاؤ کا وقت گزر چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم معجزانہ انداز میں عطا کیے ہیں۔ آپ صرف اتنا ہی جانتے تھے جتنا اس معجزہ میں عطا ہوا تھا اور بس۔ لہٰذا تم اسی پر عقیدہ رکھو۔ تاکہ اختلاف ختم ہو جائیں اور باہمی اتفاق حاصل ہو۔

www.alahazratnetwork.org

وہ اپنی ایسی باتوں سے عام جاہلوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور حقیقت سے ناآشنا غافلوں کو شکار بنا لیتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے ان کی باتیں سنیں اور ان کے توہین آمیز کلمات سے وہ جانتے ہیں کہ تمام ہوؤں میں تو پکا ہو وہ ہوتی ہے جو چھا جائے اور دیکھ جائے حالانکہ دہلی کے وہابی نے برملا کہا تھا۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے خاتمے کا بھی علم نہ تھا۔"

پھر دہلی کے وہابیہ کے پیشوا نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں تو یہاں تک لکھ دیا تھا۔

"جو کسی نبی کے لیے غیب کی بات جاننے کا دعویٰ کرے اگرچہ ایک درخت کے پتوں کی گنتی کے بارے میں ہی ہو اس نے اللہ سے شرک کیا۔"

ہوتا رہا۔ اس سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہابیہ اس انداز پر تعلیم خداوندی کو اندک۔ قلیل اور حقیر کہہ کر حضور کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے جیسے کیدہ نفسوں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ عادت قدیم مشرکین میں بھی پائی جاتی تھی وہ اپنے رسولوں سے کہا کرتے تھے مَا اَنتُم اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا۔ تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔

اس صورت حال کو نگاہ میں رکھا جائے تو وہابیہ مشرکین قدیم سے بھی بدتر نظریات رکھتے ہیں۔ مشرکین تو نبوت سے انکار ہی کر دیتے تھے۔ اور انبیاء کرام کو عام آدمی جانتے ہوئے کہا کرتے تھے "تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔" اپنے علمی معلومات کی بڑائی کیوں کرتے ہو مگر وہابیہ نبوت پر ایمان لانے کے بعد حضور کو خاتم الانبیاء اور افضل الرسل تسلیم کر لینے کے بعد رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہم اس اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو مقلب القلوب ہے۔ جو آنکھوں کو بصیرت عطا فرماتا ہے۔ یہ نظریاتی بیماری انہیں یوں لگی کہ حضورؐ کے لیے "عالم ماکان و مایکون" ماننا ان کے لیے بہت بڑا مقام محسوس ہوتا ہے اور ان کی بودی عقلوں کے سامنے حضورؐ کا اس مقام پر فائز ہونا ناقابل فہم ہے۔ چہ جائے کہ وہ دوسرے انبیاء اور اولیاء کو عظمت کا مقام دیں ان کے ہاں تو اللہ تعالیٰ کی علویت اور بلندی کی پہچان بھی مشکل ہے۔ اس کے احکام اور قدرت کی وسعت سے بے خبر ہیں۔ پھر رسولوں کو اپنی عقل کے ترازو میں رکھا۔ جس مقام کا علم انکی عقل و فکر میں نہ آیا اس سے انکار کر دیا اور اسے جھٹلا دیا۔ جہاں تک ان کی عقل نے اجازت دی تسلیم کر لیا۔

ہم اہلسنت گروہ حق ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روز ازل جو کچھ گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ علوم نہیں بلکہ آپ کے علوم میں سے ایک ذرہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نص ہے۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔

ترجمہ: جو کچھ آپ کو نہ آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا اور یہ آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔

میری گزارش سنیے

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک پر احسان فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو کچھ آپ نہ جانتے تھے میں نے آپ کو بتا دیا۔ اس احسان کے اظہار کے بعد فرمایا۔ یہ اللہ کا بڑا عظیم فضل تھا۔ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا انعام بھی عام بات نہیں تھی۔ ماکان ومایکون کا ایک ایک لفظ لوح محفوظ میں موجود تھا۔ حضور کو لوح محفوظ کا علم عطا فرمایا۔ پھر ساری دُنیا کے علاوہ آخرت کا علم بھی دیا۔ قیامت بپا ہونے کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا۔ یہ چیزیں نہ کَانَ ومایکون میں ہیں اور نہ لوح محفوظ میں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات نہ لوح محفوظ میں آسکیں نہ قلم انہیں لکھ سکی۔ ان کا علم بھی حضور نبی کریمؐ کو عطا فرمایا گیا۔ کائنات کی تمام چیزیں قرآن کی زبان میں "متاع قلیل" ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ قلیل فرما دیتے ہیں۔ انکا علم عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ بادشاہ قلیل انعامات پر احسان نہیں جتایا کرتے ہاں کوئی غیر معمولی اور کثیر انعام ہو تو احسان کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت اور آخرت کے علوم کثیر عطا فرمائے۔ حشر ونشر۔ حساب وکتاب اور ثواب وعقاب کے تمام درجات اور مراحل کا علم دیا گیا۔

لوگ جنت و دوزخ میں اپنے اپنے مقامات پر پہنچیں گے۔ ان مقامات کے بعد کے علوم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم کو عطا فرما دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ کو اس کی ذات و صفات سے پہچانا جس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کے ذہن و فکر میں نہیں آسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ انعامات عطا فرمائے پھر اپنے احسان اور فضل عظیم کا اظہار فرمایا۔

لوح و قلم کا علم

اس سے یہ ثابت ہوا کہ لوح محفوظ کا سارا علم ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ علوم کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے۔ اس مقام پر علامہ امام اجل بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنیا وضَرَّتَہا وَمِنْ علومِک علمَ اللوحِ والقَلَمِ

ترجمہ: آپ کی بخشش کا دنیا اور اس کے لوازمات تو ایک حصہ ہیں۔ اور آپ کے علوم کے سامنے لوح و قلم ایک ذرہ ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مِنْ کا لفظ استعمال کیا ہے جو بعض پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ حضور کے علوم کو محدود اور محدود پیمانوں میں ناپنے والے علامہ بوصیری کے ایمان پر غیظ و غضب کا اظہار کریں گے۔ غم و غصہ میں جل مریں گے اور ان کے بیمار دل حضور کی اس عظمت کو پانے میں محروم ہی رہیں گے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری زبدہ شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ علم لوح سے مطلب قدسی نقوش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس پر ثبت ہیں اور علم قلم سے مراد یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ امانتیں جو اس نے اپنی مرضی سے محفوظ رکھیں ہیں لوح و قلم کے علوم۔ حضور کے بے پناہ علوم کا ایک حصہ یا ذرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور کے علوں کی بہت سی

قسمیں ہیں۔ کلیات۔ جزئیات۔ حقائق و دقائق اور عوارف و معارف جنہیں ذات الٰہیہ سے تعلق ہے۔ لوح و قلم کا علم حضورؐ کے علوم مکتوبہ پر حاوی نہیں۔ ہاں حضورؐ کے علوم کی ایک سطر ہے۔ حضور کے علوں کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔ پھر یہ علوم لوح و قلم حضور کی برکات کا نتیجہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرین کرام۔ علامہ بوصیری اور حضرت ملا علی قاری کی تشریح و تفصیل سے حضور کے علوم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر حق کی روشنی سے روگرداں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے منکران پر یہ بات تسلیم کرنا کتنا گراں ہے اور کس قدر دشوار ہے۔ !!

www.alahazratnetwork.org

نظر پنجم

ناظرین کرام میری گزارشات سے مسئلہ کی حقیقت کو پا گئے ہوں گے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضور کے علوم کے اظہار میں نہ تو اللہ تعالیٰ کے علوم سے برابری کا شبہ ہوتا ہے نہ شرک کا شک۔ ہم حضور کے علوم کو اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر تسلیم نہیں کرتے۔ یہ خود بخود حاصل نہیں ہوئے۔ اللہ نے عطا کیے اور فضل عظیم فرمایا۔ ہم حضور کے سارے علوم اللہ کے علوم کا بعض ہی مانتے ہیں۔ مگر ہمارے بعض اور معاندین کے بعض میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہابیہ کا

www.alahazratnetwork.org

بعض عداوت و تحقیر کا بعض ہے اور ہمارا بعض عظمت و تکمیل کا بعض ہے۔ اس بعض کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اسی نے اس بعض کو اپنے حبیب پر انعام فرمایا ہے۔

قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ میں حضور کے علوم

ہم نے ناظرین کی خدمت میں سابقہ گزارشات کے علاوہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سلف و خلف کے اقوال کو پیش کیا ہے اور مستند دلیلیں قائم کی ہیں۔ بزرگان امت کے اقوال کی روشنیوں نے ہمارے دل و دماغ کو منور کر دیا ہے اور حضور کی ذات بلند صفات کا مشتاق بنا دیا ہے۔ میں نے وہ تمام باتیں بیان کر دی ہیں جسے عقل و دانش قبول کرے اگر اس موضوع پر آپ علوم الٰہی کے چھلکتے سمندروں۔ اور چمکتے ہوئے چاندوں کو دیکھنے کے خواہاں ہوں تو میری کتاب "مالی الجیب بعلوم الغیب" اور

۱۳۱۸ھ

الدولۃ المکیۃ فی علم الغیب باکان و مایکون کا مطالعہ کریں۔ پھر میری ایک اور کتاب
۱۳۱۸ھ
انباء المصطفیٰ بحال سرو اخفیٰ کو زیر نگاہ رکھیں مجھے یقین ہے آپ کی دلی تمنا
۱۳۱۸ھ
پوری ہو جائے گی۔ اور ایمان تازہ ہو جائے گا۔

صحیح بخاری کی حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ قَامَ فِینَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ ط

ترجمہ: ایک بار حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے اٹھے تو آپ نے ہمیں ابتدا سے آخر تک ازل سے قیامت تک سب احوال کی خبر دی۔ یہاں تک جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے۔ ہمیں خبر دے دی۔"

صحیح مسلم کی حدیث میں عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سے غروب آفتاب تک خطاب فرمایا۔ اس میں یہ لفظ خاص طور پر ہیں۔" جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دے دی ہے ہم میں سے زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا"

بخاری شریف صحیح مسلم شریف کی حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لیے اُٹھے۔ تو آپ نے وقت قیام سے قیام قیامت تک کے تمام جو کچھ ہونے والا ہے ہمیں بتا دیا حتیٰ کہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ ترمذی شریف کی حدیث میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ حضور نے فرمایا۔

فَرَاَیْتُہٗ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ صَدْرِیْ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ۔

ترجمہ: میں نے رب جلیل کو دیکھا۔ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ مجھ پر تمام چیزیں روشن ہوگئیں۔ اور میں نے پہچان لیا۔

زمین و آسمان کا علم

بخاری ترمذی اور ابن خزیمہ پھر ان کے بعد آئمہ نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے پھر تصحیح فرماتے ہوئے تشریح بھی کی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَفِی اُخرٰی فَعَلِمْتُ مَا بَینَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ ،

میں نے آسمان اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب کو جان لیا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ میں نے مشرق و مغرب تک جو کچھ ہے معلوم کر لیا۔

www.alahazratnetwork.org

مسند امام احمد طبقات ابن سعد۔ معجم کبیر طبرانی کی حدیث صحیح سند سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زبان سے بیان کی گئی ہے۔ پھر ابویعلیٰ اور ابن منیع اور طبرانی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ کہ حضور نبی کریم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں پر مارنے والا کوئی پرندہ نہ تھا جسکا ذکر حضور نے نہ فرمایا ہو

سورج گرہن کی حدیث صحیحین میں موجود ہے۔

مَا مِنْ شَیءٍ لَم اَکُن اُرِیتُہٗ اِلَّا رَاَیتُہٗ فِی مَقَامِی ھٰذَا ؎۱

ترجمہ: جو چیز اب تک میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ میں نے اب اسے اپنے مقام میں دیکھا۔ حدیث پاک کے یہ الفاظ ہم اس سے پہلے بھی بیان کر آئے ہیں کہ

؎۱ :۔ امام قسطلانی نے ارشاد والساری شرح صحیح بخاری کے کتاب العلم میں لکھا

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دُنیا کو پیش کیا تو میں نے اس کی ہر چیز (جو کچھ قیامت تک آنے والی ہے) کو ایسے دیکھا جیسے اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث پاک کے علاوہ بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں اور وہ تواتر سے محدثین آئمہ، علماء اور فقہا بیان کرتے چلے آئے تھے۔ قصیدہ بردہ کا یہ شعر اہل ایمان کے لیے روشنی کا سرچشمہ ہے۔

ومن علومک علم اللوح والقلم: ترجمہ: آپ کے علم کے سامنے لوح وقلم کا علم ایک ذرہ ہے۔

(سابقہ حاشیہ) ہے اس شئے میں سے جس کی رویت عقلاً صحیح ہے جیسے رویت باری تعالیٰ اور اس کا تعلق عقل سے ہے۔ یا دین کے کسی امر سے ہے۔ بالشمائل مورات حضور کے علم و مشاہدہ میں آئی تھیں۔

www.alahazratnetwork.org

اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اس روایت کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ جس میں آپ کو زمین و آسمان دکھائے گئے تو آپ کی نگاہ ایک ایسے شخص پر پڑی جو زنا کر رہا تھا۔ پھر ایک اور پا اور پھر تیسرے پر۔ اس روایت کو عبد بن الحمید۔ وابوالشیخ و بیہقی نے شعب میں عطانے اور سعید بن منصور نے ابن ابی شیبہ نے اور ابن اعتمد نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے سات آدمیوں کو ایک فاحشہ عورت سے زنا کرتے دیکھا۔ علامہ قسطلانی نے اس روایت کو عبد بن حمید ابن ابی حاتم شہر بن حوشب سے باب کسوف نماز کسوف کے متعلق باب صلوۃ النساء الرجال میں بیان فرمایا ہے۔ کہ کوئی چیز اشیاء میں سے ایسی نہیں (جسے میں نے نہ دیکھا ہو) جسے میں نے ان آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔ یہ لفظ عمومی اشیاء پر ہے اور کدورت سے صاف ہے۔

زمین و آسمانوں کے کلی علوم

حضرت علامہ ملا علی قاری قدس سرہ الباری کی وضاحت اور شرح کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کو ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں جنہیں حضرت محدث نے اپنی شرح مشکواۃ میں بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضور کا یہ ارشاد کہ میں نے زمین اور آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہے اسے معلوم کر لیا ہے: "اس حقیقت کا ترجمان ہے کہ آپ تمام علوم کلی اور جزئی سے واقف تھے۔ اور آپ نے ان تمام علوم کا احاطہ فرما لیا تھا۔ جو ارض و سموات کے متعلق ہیں۔

علامہ خفاجی شفا شریف کی شرح نسیم الریاض میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں حضرت ابوذر اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کی روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: "زمین و آسمان کے درمیان کوئی ایسا پرندہ نہیں جسکے احوال و تفصیلات کی حضور نے خبر نہ دی ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور نے زمین و آسمان کے ذرے ذرے کے بارے میں وضاحت فرما دی تھی اور کوئی مجمل اور مفصل بات باقی نہیں تھی جسے آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔

امام احمد قسطلانی یوں فرماتے ہیں: اس بات میں ذرہ بھر شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ علم دیا ہے اور حضور پر تمام اگلے پچھلے لوگوں کے حالات اور علوم افشار فرما دیئے تھے۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

وَسِعَ الْعٰلَمِيْنَ عِلْماً وَّحِلْماً۔ ترجمہ:- محیط جملہ عالم علم و حلم مصطفائی ہے۔

امام ابن حجر مکی شرح افضل القریٰ ام القریٰ میں لکھتے ہیں[1]۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] آٹھ گھنٹے کی تصنیف کے دوران میرے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ یہ جتنے

جب حضور کو سارے حضور کو سارے جہاں کا علم عطا فرمایا۔ تو حضور نے سابقہ اور آئندہ لوگوں کے تمام حالات معلوم کر لیے۔ نسیم الریاض میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ تمام مخلوقات آدم علیہ السلام سے قیام قیامت تک حضور کی نگاہ میں لائی گئی۔ تو آپ نے ایک ایک کو پہچان لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے اسماء سکھائے گئے تو آپ تمام اسماء کے عالم ہو گئے تھے۔ ۱۱۸ قاضی کے بعد علامہ قاری پھر علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ جب پاک جانیں بدن سے جدا ہوتی ہیں۔ تو عالم بالا میں پہنچ جاتی ہیں۔ ان کے سامنے کوئی پردہ نہیں رہتا۔ تمام حجابات ختم ہو جاتے ہیں وہ تمام کائنات کے معاملات اور نظاروں کو ایسے جانتی اور دیکھتی ہیں جیسے سب کچھ اُن کے سامنے ہو رہا ہو۔

www.alahazratnetwork.org

احوالِ امت پر نگاہ

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل میں اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا۔ کہ ہمارے علماء کرام کا عقیدہ ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں۔ حضور اپنی امت کو اپنی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے تمام حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ ان کی نیتوں پر واقفیت ہوتی ہے ان کے ارادوں دلوں کی تمناؤں کو جانتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں حضور پر ایک ایک کر کے روز روشن کی طرح عیاں

(سابقہ حاشیہ) حوالے میں زبانی طور پر تحریر میں لائے گئے ہیں۔ جیسے اِلا کے بعد کے لفظ میں تردد واقع ہوا۔ آیا وہ راتیہ ہے یا رایتہ ہے۔ میں نے ایک تحریر کر دیا اور ساتھ ہی لکھ دیا گیا قال رسول اللہ۔ وطن واپس آیا۔ تو کتابوں کا مطالعہ کیا۔ صحیح مسلم میں پہلے لفظ سے پہلے لفظ قد کا اضافہ پایا۔ یعنی اِلّا قَدْ رَأیتُہ اسی طرح صحیح بخاری میں بھی متفرق الفاظ میں دیکھا۔ (احمد رضا خان)

ہیں ۔ آپ کے مشاہدے سے ایک چیز بھی پوشیدہ نہیں رکھی گئی ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

یاایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ۔ ترجمہ یا رسول اللہ ۔ ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے ۔

قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں کہ جب تم خالی گھر (مکان) میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا کرو ۔ علامہ ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتی ہے ۔

اوّل و آخر ظاہر و باطن کا علم

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر صور اسرافیل تک جو کچھ بھی ہوا یا ہونے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر واضح کر دیا تھا ۔ یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک تمام احوال ظاہر کر دیئے گئے ۔ حضور کے علم میں یہاں تک وسعت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے کام احکام صفات اسماء افعال و آثار کے علاوہ تمام علوم ظاہر و باطن اوّل و آخر آپ کے سامنے رکھے گئے ۔ حضور نبی کریم اس آیتہ کریمہ کے مصداق تھے ۔

فَوْقَ کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۔

وصلی اللہ علیہ وسلّم ۔

مندرجہ بالا آیتہ کریمہ عام ہے ۔ اس میں کسی خاص شخصیت کی تخصیص نہیں کی گئی ۔ اگر یہ بات تمام ارباب علم کے لیے مانی جائے تو ہمارے نبی کریم تو سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہیں ۔ اگر دنیائے ارضی پر نگاہ کی جائے تو اہل علم میں سے ہر ایک دوسرے سے ممتاز و اعلیٰ ہے ۔ مگر ہمارے نبی کریم سے بلند اور اعلم تو صرف اللہ کی ذات کریم ہے اور ذی علم کے لفظ کا اطلاق اللہ کی ذات پر نہیں کیا جا سکتا

کیونکہ تنکیر بعضیت پر دلالت کرتی ہے۔ تو تخصیص کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔ مجھے حضور کی بارگاہ کی حاضری کے دوران یہ فیضان ہوا۔ کہ انسان ایک مقام سے مقام قدس تک کس طرح ترقی پاتا ہے اور اس مقام قدس پہ ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراجیہ مقام قدس کی تمام بلندیوں اور وسعتیں بدرجہ اعلیٰ واتم پائی جاتی ہیں۔

ہم مندرجہ بالا سطروں میں حضور کے علم کے مختلف مقامات کو پیش کر آئے ہیں۔ اللہ کے کلام کا فیصلہ۔ اس بلند و بالا عدالت کا فیصلہ۔ اور قرآن نازل کرنے والے کا فیصلہ۔ اس روشن بیان والے کا فیصلہ یہ حق ہے۔ قرآن بناوٹی یا مصنوعی بات نہیں کہتا۔ وہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر ایک چیز کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ قرآن علیم گواہ ہے اور اس کی گواہی سب پر بھاری ہے۔ وہ ہر چیز کا تبیان ہے۔ تبیان ذروشن اور واضح بیان ہوتا ہے جس میں کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ زیارت بمعنی زیارت استعمال ہوتا ہے بیان کے لیے ایک تو بیان کرنے والا ہوتا ہے جو خود اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا وہ جو جسکے بارے میں بیان کیا جائے۔ اور وہ ہیں جن پر قرآن پاک اُتارا گیا ہمارے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہلسنت کے نزدیک ہر موجود چیز کو شئے کہا جاتا ہے۔ اس میں جملہ موجودات شامل ہیں۔ فرش سے عرش تک۔ شرق سے غرب تک۔ ذاتیں۔ حالتیں۔ حرکات وسکنات۔ پلک کی جنبش۔ نگاہوں کی رسائی اور نارسائی۔ دلوں کے احوال وخطرات۔ ارادے غرضیکہ ہر چیز جو کچھ ہو چکا اور ہونے والا ہے لوح محفوظ میں تحریر شدہ تمام خزانے تمام کی تمام چیزیں قرآن پاک کے صفحات میں موجود ہیں۔ قرآن ان چیزوں کو روشن اور مفصل ذکر کرتا ہے۔ لوح کی

www.alahazratnetwork.org

تمام تحریریں قرآن نازل کرنے والا جانتا ہے۔ وہ کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ط اور کُلَّ شَیْئٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ اور وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ ۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ط

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ہر چیز گن دی گئی ہے۔ زمین کے گہرے اندھیروں میں ہر دانہ اور ہر تر و خشک۔ ایک روشن کتاب میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ساری چیزیں قرآن کی صورت میں حضور سرورِ کائنات پر نازل ہوئی ہیں۔

مقاماتِ علومِ مصطفیٰ

آیاتِ بالا کے علاوہ احادیث کے خزانے حضور کے علوم سے بھرے پڑے ہیں۔ روزِ ازل سے آخر تک جو کچھ ہوا جو کچھ ہو گا۔ سب لوحِ محفوظ میں درج ہے۔ ابد تک کے تمام حال اس میں موجود ہیں۔ بیضاوی شریف میں ہے کہ ازل و ابد کا معاملہ متناہی ہے کیونکہ غیر متناہی چیزیں ازل و ابد کے احاطے میں نہیں سما سکتیں۔[۱] اہلِ نظر و ایمان پہ یہ چیز پوشیدہ نہیں کہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اسی کو کہتے ہیں۔ علمِ اصول میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ نکرہ مقامِ نفی میں عام ہوتا ہے تو

---

[۱] اس موضوع کی تفصیل نگر اوّل میں زیادہ وضاحت سے گزر چکی ہے۔ عرش و فرش دو حدیں ہیں۔ پہلے دن سے آخری دن دو حدیں ہیں۔ یہ تمام زمان و مکان میں گھری ہوئی ہیں۔ یہ تمام متناہی چیزیں ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات کو تعجب آتا ہے کہ لوح و قلم، عرش و فرش ازل و ابد کیسے محیط ہو سکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں پر اللہ کے غیر متناہی علوم کا تصور واضح ہو چکا ہے انہیں کوئی تردد نہیں۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے بے حد حساب سمندروں کے علوم سے ایک کتاب ہے۔ ایک قطرہ ہے اس کے غیر متناہی خزانوں سے باعتبار الفاظ متناہی خزانہ ہے بعض لوگ اس مقام پر آکر رک جاتے ہیں یا کئی عقلیں جواب دے جاتی ہیں۔ اس میں غیوبِ خمسہ کا بیان ہے۔ اس میں لوحِ محفوظ

جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کوئی چیز چھوڑ دی ہو۔ کل کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے۔ تو روا نہیں کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز رہ گئی ہو۔

قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی

اصول فقہ میں قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی میں فرق بتایا گیا ہے قطعیت عام اجتہادی ہے۔ تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کسی حنفی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس حکم کا قطعی ہونا نہ مراد الٰہی پہ جزما کوئی حکم لگاتا ہے۔ نہ دائرہ تاویل سے خروج کرتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ما کان وما یکون کو جانتے ہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم کا علم قرآن کریم سے مستفاد ہے اور ہر ایک بیان روشن اور مفصل ہے۔ یہ کتاب خداوندی کی صفت ہے کہ اس میں ہر ایک چیز موجود ہے۔ ہر صورت، ہر آیت اور ہر پارہ بیک وقت نہیں اترا تھا۔ بلکہ قرآن پاک کا نزول پورے تیئیس سال میں ہوا تھا جوں جوں کوئی آیۃ کریمہ اترتی حضور کے علوم میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حتی کہ جب قرآن پاک مکمل ہوگیا حضور کے علوم کی تکمیل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت تمام کردی۔ قرآن پاک کے نزول سے

(سابقہ حاشیہ) کی تقریر کا بیان ہے۔ اس میں ما کان وما یکون کا بیان ہے۔ یہ ساری کی ساری متناہی چیزیں ہیں اور حضور کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔ قرآن نزول کے اعتبار سے متناہی ہے۔ آیات ایک متناہی امر کی دلالت کرتی ہیں۔ اس نکتہ کو اس وقت تک ذہن نہیں سمجھ پاتا جب تک لا متناہی علوم کے متعلق واقفیت حاصل نہ ہو اور حقیقت یہ ہے کہ یہ محتاج بیان نہیں ہے مگر بعض لوگ اپنی کم فہمی سے حضور کے علوم متناہیہ کو غیر متناہی سمجھ کر اعتراف حقیقت سے رک جاتے ہیں۔ (احمد رضا خان)

پہلے سابقہ انبیاء کا ذکر مجمل رہا اور مفصل بیان نہ کیا گیا۔ پھر ان اولوالعزم انبیاء کے واقعات سامنے آنے لگے۔ اگرچہ منافقین حضور کے علم کے بارے میں خفیہ بدزبانی کرتے تھے۔ اگر حضور کسی معاملہ میں توقف فرماتے یا تردد فرماتے تو منافقین بغلیں بجاتے کہ حضور تو (معاذ اللہ) بے خبر ہیں۔ حتیٰ کہ وحی آتی۔ حضور کے علم میں اضافہ ہوتا۔ یہ بات نہ تو حضور کے علم میں نقص کی دلیل ہے نہ قرآن پاک کی آیات کے خلاف ہے۔

حضور کے نقائص علمیہ میں آج کے وہابی جتنی دلیلیں پیش کرتے ہیں اور کسی واقعہ یا قصہ میں حضور کا خاموشی اختیار کرنا یا تامل کرنا حضور کی بے علمی پہلو کرتے جاتے ہیں۔ یہ انکی احمقانہ اور جاہلانہ عادت ہے حالانکہ ایسے تمام واقعات کو حضور کی عدم واقفیت پر قیاس کرنا جہالت کی علامت ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ وہابیہ حضور کے علم کے نقائص بیان کرتے وقت جو دلیلیں لاتے ہیں وہ بے وزن اور بیکار ہیں بالفرض محال اگر کوئی ایسا واقعہ درپیش ہوا جہاں نزول وحی کے بعد بھی حضور نے کسی واقعہ پر خاموشی اختیار کی ہو تو پھر بھی حضور کے نقص علم پر قطعی دلیل نہیں[1]۔ اگر میں یہاں کتب اصول سے آئمہ کرام کے دلائل کو پیش کروں تو اس کا شمار ہی نہیں رہتا۔ آگے ہندوستان میں وہابیہ کے پیشوا رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب "براہین قاطعہ"

---

[1] وہابیہ کی جہالت کی دلیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو حدیث شفاعت سے پیش کرتے ہیں "تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا۔ وہ مجھے تعلیم فرمائے گا" اس میں بے علمی کی کونسی دلیل ہے یہاں تو ہمارے آقا و مولا کی علمی فضیلت میں مزید اضافہ ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ قیامت کے دن بھی حضور پر صفات الٰہیہ کا ظہور ہوگا اور آپ پردہ اسرار کشف

جیسے وہ اپنے شاگرد خلیل احمد انبٹھیوی سے منسوب کرتا ہے۔ اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ سے نوازا ہے مگر اس تسلیم شدہ حقیقت کو بھی دبے دبے لفظوں میں اعتراف کے طور پر لکھا ہے۔

"عقائد کے مسائل قیاسی نہیں ہوتے جو قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہوتے ہیں اور قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں نصوص ہیں۔ لہٰذا اسکا اثبات اس وقت قابل التفات ہوگا۔ جب مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے گا اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ تو ظنیات صحاح کا۔ احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔"

اس عبارت پر وہابیہ کا حال کھل کر سامنے آ گیا ہے اور حق واضح ہو گیا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ گنگوہ کے وہابی دیوبندی۔ دہلی اور دیوبند کے وہابیہ اور دوسرے بے ادب نامہذب گروہ سب کے سب مل کر ایک نص ایسی لے آئیں جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی ہو۔ اور ثبوت جزمی جیسے قرآن پاک کی آیت یا متواتر حدیث جو یقینی قطعی حکم کرتی ہے کہ تمامی نزول کے بعد بھی کوئی واقعہ حضور کی ذات بابرکات پر مخفی رہا ہو۔ یا حضور کو معلوم ہی نہ ہوا ہو

(سابقہ حاشیہ) ہوں گے جو آپ کی ظاہری زندگی میں نہیں ہوئے تھے۔ یہ بھلا کونسی وجہ نزاع ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضور کا علم ذات وصفات الٰہیہ کا محیط نہیں متناہی کا لامتناہی کو گھیر لینا محال ہے۔ حضور کے علوم جدیدہ ابدالآباد تک ذات وصفات الٰہیہ کے متعلق بڑھتے رہیں گے اور کنہ الٰہی تک کبھی نہ پہنچ سکیں گے اور کبھی محیط نہ ہوں گے جو علوم حاصل ہو جائیں وہ متناہی ہیں۔ باقی لامتناہی ہیں۔ اس میں نہ ہمارے دعویٰ کے خلاف کوئی چیز ہے اور نہ حضور کے علوم میں نقص کی کوئی علامت۔ (احمد رضا خان)

www.alahazratnetwork.org

یہ علیحدہ بات ہے حضور کو معلوم تو تھا مگر آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور کے پاس ایسے ہزاروں لاکھوں علم ہیں جو حضور کو معلوم تھے مگر ان کے اظہار کا حکم نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض علوم ذہن سے اُتر گئے ہوں۔ مگر آپ کی توجہ مبارکہ کسی اہم اور اعظم امر پر مبذول ہو۔ ذہن سے اُترنا علم کی نفی نہیں ہے بلکہ اہم علوم کی طرف متوجہ ہونے کی دلیل ہے۔

ہم وہابیہ ہند سے کہتے ہیں کہ ایسی کوئی برہان کوئی دلیل لاؤ جو حضور کے علم کی نفی کرتی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو آگے آؤ۔ اگر اب تک ایسی برہان نہیں لا سکے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ تم کبھی نہیں لا سکو گے۔ تو جان لو۔ اللہ دغا بازوں کو کبھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مکر کرتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے پھریں۔

یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ گنگوہی مذکورہ حضور کے علم کی فضیلت کو عقائد سے قرار دیتا ہے تاکہ بخاری اور مسلم کی احادیث کو رد کر سکے جب علم نبی کی نفی پر آیا تو اسے فضائل میں تصور کر لیا گیا۔ جس میں ضعیف حدیثیں بھی منظور و قبول ہوتی ہیں۔ پھر ساقط روایات سے سند پیش کرتا گیا۔ جس کی نسبت آئمہ نے صراحت فرمائی تھی کہ یہ بے اصل ہے۔ یعنی مجھے تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں "۔

ہم مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے فریاد کرتے ہیں اور بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضور کے بارے میں سخت شبہات ہیں۔ وہ حضور کے علوم کو تسلیم کرتے ہیں مگر فضائل کی احادیث سے قطعیات اور نص سے نہیں۔ وہ صحیحین کی مستند اور قطعی احادیث نہیں مانتے اور اُن کے رد میں ہر ساقط باطل اور جھوٹ کو بھی آگے لاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کر سکتے ہیں ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!

براہین قاطعہ اور تقدیس الوکیل

آپ کو یاد ہوگا کہ "براہین قاطعہ" جو خلیل احمد انبیٹھوی کی طرف منسوب ہے۔ جو اس سال حج کرنے آیا ہے اور ابھی تک مکۂ مکرمہ میں موجود ہے۔ اس کتاب پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تصدیق اور تائیدی تقریظ لکھی ہے اور اس کے حرف حرف کو صحیح قرار دیا ہے۔ ہمارے علماء حجاز (مکۂ مدینہ) نے اس کتاب کو مسترد کر دیا ہے اور اس کے رد لکھے ہیں۔ حضرت مولانا اجل محمد صالح ابن مرحوم صدیق کمال حنفی نے (جو اس وقت احناف کے جید مفتی ہیں) مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" پر زبردست تقریظ لکھ کر ان دونوں کو گمراہ اور گمراہ گر ثابت کیا ہے آپ نے فرمایا۔ "براہین قاطعہ" کا مصنف اور اس کے تمام مویّد اور مصدق بالیقین زندیق اور گمراہ ہیں۔ ہمارے سردار شیخ العلماء مکہ مفتی شافعیہ مولانا اجل محمد سعید بابصیل نے فرمایا۔ براہین قاطعہ کا مصنف اور اس کے جتنے مرید ہیں۔ وہ شیطانوں کے شاگرد ہیں۔ وہ بے دین ہیں اور گمراہ ہیں اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والوں کی تعریف کی۔ اور اس کے مؤلف کو وقت کا فتنہ قرار دیا ہے۔ مفتی حنبلیہ مولانا خلف بن ابراہیم نے فرمایا کہ مؤلف براہین قاطعہ اور اس کے مویدین کا رد کرنے والے ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجل عثمان بن عبدالسلام داغستانی نے فرمایا۔ براہین قاطعہ والے کا زبردست رد میں نے دیکھا ہے۔ براہین کی عبارت شکوک کا ایک چٹیل میدان ہے وہ پانی کا سراب دکھانے والی کتاب ہے اور اپنی بھونڈی باتوں کو جوڑ کر بے عقلوں کو دھوکا دیتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم براہین قاطعہ کا مصنف ایک دھوکہ باز مصنف ہے اور گمراہیوں کے کانٹوں میں پھنسا ہوا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسوائی کا مستحق ہے۔ سید جلیل محمد علی ابن سید ظاہر وتری حنفی مدنی نے فرمایا۔ براہین قاطعہ کا رد کرنے والے نے مؤلف کی گمراہیوں اور لکھنے کو واشگاف الفاظ میں آشکار کیا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ خلیل احمد سے منسوب ہے مگر یہ رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے ان دونوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کے کذب کی کیفیت قائم کی ہے اور حضور کا علم ابلیس لعین کے علم سے کم بیان کیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد کو ذکر ولادت پر قیام کو کنہیا کے جنم دن کی رسومات سے تشبیہ دیتا ہے۔ کنہیا ہندوستان کے مشرک ہندوؤں کا دیوتا ہے۔ اس کی پیدائش کا دن آتا ہے۔ تو ایک عورت کو پورے دنوں کی حاملہ بنا کر لایا جاتا ہے سو وہ اس حالت کی نقل کرتی ہے جیسے کوئی عورت بچہ جن رہی ہو۔ وہ خوب کراہتی ہے۔ کروٹیں بدلتی ہے۔ پھر اس کے نیچے سے بچے کی ایک صورت نکالی جاتی ہے ہندو ناچتے کودتے تالیاں پیٹتے باجے بجاتے ہیں اور اس کے سوا اور بھی کئی گندے کھیل کھیلتے ہیں۔ اس گستاخ مولوی نے حضور کے یوم ولادت کی تمام تقریبات کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دی ہے۔ بلکہ مجلس میلاد کو ان مشرکوں سے بھی بڑھ کر بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے ہندو تو ایک تاریخ مقرر کر لیتے ہیں۔ مگر یہ مسلمان میلاد کا دن منانے کے لیے کسی تاریخ کے پابند نہیں ہیں۔ جب چاہتے ہیں یہ خرافات کرتے چلے جاتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

حقیقت یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے سامنے علماء اہلسنت نے اعلان کیا کہ وہ مجلس میلاد النبی منعقد کرتے ہیں اور حضور کے ذکر خیر کو مجالس میں بیان کرتے ہیں مگر اس رشید احمد گنگوہی نے پھر بھی اپنی ہجو گوئی اور تنقیص لکھنا شروع کر دی۔ وہ اپنے دیوبند کے رہنے والے مولویوں کو تمام علماء اہلسنت سے بلند و بالا تصور کرتا ہے۔

علمائے دیوبند

وہ علماء دیوبند کا حال لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ علماء شرع کے مطابق لباس پہنتے ہیں - نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، امر بالمعروف پر عمل پیرا ہوتے ہیں - فتویٰ نویسی میں غریب امیر کی تمیز نہیں کرتے اور ہمیشہ حق کو سامنے رکھ کر جواب دیتے ہیں اگر کوئی انکی غلطی پر آگاہ کرے تو وہ اسے معذرت کے ساتھ درست کر لیتے ہیں - جو شخص چاہے علماء دیوبند کا امتحان لے سکتا ہے۔

علماء مکہ مکرمہ دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے علماء کا یہ حال ہے کہ وہ عقل و علم سے عاری ہیں۔ یہاں کے اکثر علماء خلاف شرع لباس پہنتے ہیں۔ اسبال، آستین زیر دامن کا جبہ اور قمیص سب خلاف شرع ہیں۔ ان کی داڑھیاں قبضہ سے کم ہیں۔ نماز میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال نہیں کرتے۔ غیر مشروع انگوٹھیاں اور چھلے پہنتے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں جو چاہو لکھوا لو۔ بشرطیکہ انہیں کچھ دے دو۔

ان کی غلطیوں اور لغزشوں پر آگاہ کیا جائے تو وہ کھانے کو پڑتے ہیں۔ بلکہ مارنے کو دوڑتے ہیں۔ شیخ العلماء مولانا سید احمد زینی دحلان نے ہمارے شیخ الہند مولانا رحمت اللہ سے جو معاملہ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ انہوں نے ایک بغدادی رافضی سے کچھ روپے لے کر ابو طالب کو مومن لکھ دیا تھا جو صحاح احادیث کی روایات کے خلاف ہے۔

الغرض علماء دیوبند علماء مکہ پر اس قسم کی بے شمار باتیں منسوب کرتے ہیں۔ پھر ایسے ایسے واقعات بنا لیتے ہیں۔ جنہیں لکھتے بھی ندامت محسوس ہوتی ہے۔

ایک جگہ دیوبندی علماء نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر یہاں تک لکھ دیا کر

www.alahazratnetwork.org

اگر ان علماء کے مفاسد بیان کروں تو لوگ حیران رہ جائیں۔ ایک نابینا جو مکہ کی ایک مسجد میں عصر کی نماز کے بعد وعظ کیا کرتا تھا۔ بجھے علمائیں نے اس سے مجلس میلاد کا دریافت کیا تو کہنے لگا بدعت ہے حرام ہے۔ میں نے اس اندھے واعظ کو بڑا پسند کیا۔ کیونکہ اس نے مجلس میلاد کو حرام قرار دیا؟

یہ ہیں ان دیوبندی علماء کے خیالات جو علماء مکہ کے بارے میں اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان بدبختوں کو ہدایت بھی اندھوں سے ملتی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

نظر ششم

پانچ چیزوں کا علم

بعض ایسے علماء بھی پیدا ہو گئے ہیں جنہیں نصوص کے عمومی اور خصوصی حصوں میں بھی تمیز نہیں ہے۔

وہ یوں کہنے لگے ہیں کہ تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزِ ازل سے آخر تک کے تمام ماکان وما یکون کا علم مانتے ہو۔ تو ان میں تو وہ پانچ چیزیں بھی ہیں جنہیں اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا پھر اللہ سے مخصوص علم کو نبی کے لیے ماننا کہاں تک درست ہے۔

ایسے لوگ کتنے جلدی بھول جاتے ہیں ہم سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت ہے کہ اسے علم ذاتی ہے اور وہ علم جمیع معلومات الٰہیہ پر محیط ہے۔ البتہ مطلق علم عطائی اللہ کی عطا اور ارشاد سے اُس کے بندوں کو میسر ہے ماکان وما یکون کا علم ہم یونہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت نہیں دیتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے پھر حضور کی احادیث سے ثابت ہے اکثر کرام نے ثابت کیا قرآن پاک کی آیات۔ احادیث کی مستند روایات۔ صحابہ کرام کے اقوال، علماء کی تحریریں تمام کی تمام حضور کے علم ماکان وما یکون پر شاہد عادل ہیں۔ دیوبندی علماء ان تمام دلائل کے مقابلہ میں کیا پیش کریں گے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کن خیالات اور عقائد پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ کیا اللہ کی آیات ایک دوسری آیت کا رد کر دیتی ہیں؟ تم لوگ قرآن پڑھتے ہو عقل سے کام لو۔ ہوش کے کان لو۔ ہم پہلے بھی گزارش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی نفی کی جو کُل نہیں سکتی۔ اس طرح ثابت فرما دیا جس کے

انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

دونوں آیات میں واضح تطبیق ہے۔ ان تطبیق کی وجہ تم خود جانتے ہو۔ گویا تمہارے کان ہیں۔ مگر سننے سے محروم ہیں۔ آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھ نہیں سکتیں۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ چیزوں کے علم کو اپنے لیے مخصوص کرلیا ہے مگر غیر اللہ کو ایسا علم دینے سے منع فرمادیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو مختلف علوم غیبیہ اپنے بندوں کو عطا کرتا رہتا ہے۔ اور اس عطاء میں کوئی غلط بات نہیں۔

اس بات کو جاننے کے لیے جلدی کی ضرورت نہیں۔ ذرا تامل اور تفکر سے کام کو لے کر اس مسئلہ کو ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ جلدی میں لغزش کا احتمال ہوتا ہے اور منافرانہ بات سے معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے یہ بات کس طرح فرض کرلیا ہے کہ ان پانچ علموں کے بیان کرنے میں کوئی خصوصیت ہے آیۃ کریمہ تو ان الفاظ میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

إن اللہ عندہٗ علم السّاعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت۔ ان اللہ علیم خبیر۔

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہ پانی برساتا ہے اور مادہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے۔ کسی کو اس بات کا علم نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا ہے۔

ان پانچ چیزوں کے بیان سے یہ کس طرح ثابت ہوا کہ یہ پانچ چیزیں اللہ کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں کون سی خصوصیت پائی جاتی ہے اگر غور کیا جائے تو ان پانچوں میں بعض تو ایسی ہیں جن میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مینہ برساتا ہے پانی اتارتا ہے یا پیٹ کے اندر کی چیز کو جانتا ہے۔ ہم نہیں مانتے

کہ صرف مقام حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصاص کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمیع اور بصیر سے اپنی ذات کی صفت بیان کی ہے اور اسی صفت سے اپنے بندوں کو بھی وافر حصّہ دیا ہے۔ اور فرمایا۔

جَعَلَ لَکُمُ السَّمعَ وَالاَبصَارَ وَالاَفئِدَۃَ ترجمہ:- ہم نے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میرا رب بھٹکتا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام بھی نہیں بھٹکتے۔

یٰقَومِ لَیسَ بِی ضَلٰلَۃ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لَا یَظلِمُ مِثقَالَ ذَرَّۃٍ۔ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ انبیاء کرام بھی ظلم سے مبرا ہیں۔ لَا یَنَالُ عَھدِ الظّٰلِمِین۔ اللہ نے فرمایا میرا عہد ظالموں تک نہیں پہنچتا۔

www.alahazratnetwork.org

ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی چیزیں اسی کی ذات سے مختص ہیں مگر ان پانچ چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا اختصاص بیان فرمایا ہے۔

پانچ چیزوں سے اختصاص کی حکمت

ہم سابقہ صفحات میں پانچ مغیبات پر گفتگو کر چکے ہیں مگر اب ہم ان مغیبات کے پس منظر اور اس حکمت، کی روشنی میں اظہار خیال کریں گے جو ان علوم کے مختص ہونے کا باعث بنی۔ قرآن پاک میں پانچ کی گنتی یا تعداد بیان نہیں کی گئی اور پانچ کا لفظ بیان نہیں فرمایا گیا۔ ہاں مفہوم ادب کے پیش نظر ان چیزوں کا ذکر ہے جنکی کم از کم تعداد پانچ ہے۔ احادیث میں البتہ پانچ کا لفظ آیا ہے۔ اعتقاد کے بارے میں حدیث احاد کا ایک مقام ہے۔ نبی کریم کا یہ ارشاد ذہن نشین رہے۔ آپ نے فرمایا۔ اُعطِیتُ خمساً لم یُعطِہِنَّ اَحدٌ قبلِی! اللہ تعالیٰ نے مجھے

ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ حالانکہ حضور نبی کریمؐ بے پناہ عطاؤں سے نوازے گئے تھے۔ ان عطاؤں کی نہ گنتی تھی نہ شمار۔ اسی حدیث کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا گیا۔ فضلت علی الانبیاء بستۃ۔ مجھے سابقہ انبیاء پر چھ چیزوں سے افضلیت دی گئی ہے کیا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف واقع ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں! فضائل کے شمار کرنے میں دونوں حدیثیں مختلف اعداد بیان کرتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی صحیح حدیثیں جسے آئمہ نے مستند مانا ہے تعداد میں ایک دوسرے کی نفی کرتی ہیں میں نے ایسی کئی ضعیف احادیث اپنی کتاب البحث الفاحص عن طرق احادیث الخالص میں جمع کی ہیں۔ ان میں اعداد میں کمی بیشی پائی جاتی ہے اور ایک حدیث دوسرے کی گنتی سے مطابقت نہیں کھاتی۔ مگر ان احادیث میں جو خصائص بیان ہوئے ہیں۔ وہ تیس سے بھی زیادہ ہیں پانچ اور چھ کا تو ذکر ہی کیا اسی طرح جامع صغیر اور اس کے ذیل جمع اور جوامع میں تین تین چار چار اور پانچ پانچ کے اعداد لکھے گئے ہیں یہ اعداد کا تعین نہیں کر سکتے مگر آپ یہ کہیں گے ان احادیث کو چھوڑ کر زیر بحث ان پانچ چیزوں کو بیان کرنے کا قرآنی مقصد یا حکمت ضرور ہو گی۔ میں اسی حکمت اور نکتہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے نزدیک ان کے پیچھے حکمت بھی ہے اور نکتہ بھی ہے۔ یہ نکتہ بلند و بالا ہے۔ اور یہ حکمت اعلیٰ و والا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہابیہ جو اپنی پست فہمی سے صرف انہی مغیبات کو زیر بحث لاتے ہیں جن کا ان آیات میں ذکر آیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کے علاوہ کثرت سے مغیبات کا ذکر ملتا ہے۔ یہ پانچ مغیبات تو ان ہزاروں اور لاکھوں مغیبات کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب

اور دانائے غیب الغیوب ہے اس کی ہر صفت غیب ہے۔ نامۂ اعمال غیب ہے برزخ غیب ہے۔ بہشت غیب ہے۔ دوزخ غیب، حساب غیب ہے۔ قیامت کا میدان غیب ہے۔ لوگوں کا وہاں جمع کیا جانا غیب ہے۔ قبروں سے اٹھایا جانا غیب ہے۔ فرشتے غیب ہیں۔ اللہ کے لشکر غیب ہیں۔ پھر بے پناہ ایسے غیوب ہیں جو آج تک ہمارے شمار و اعداد میں نہیں آ سکتے۔ اور حقیقت یہ ہیں ان غیوب کی حیثیت ان پانچ مغیبات سے زیادہ اہم ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان غیوب کا ذکر کرنے کی بجائے زیر بحث آیۂ کریمہ میں صرف ان پانچ مغیبات کا ذکر کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ بعثت ان کاہنوں سے پُر تھا جو لوگوں کو حیرت انگیز اور مضحکہ خیز طریقوں سے ورغلاتے تھے۔ خصوصاً وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ ہم علم غیب جانتے ہیں۔ ہمارے پاس رمل کا علم ہے۔ نجوم کا علم ہے۔ قیافہ کا تجربہ ہے۔ عیافہ کی واقفیت ہے۔ آج سے طیرے اور دانسوں سے حساب لگا سکتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات اور ہوا و ہوس کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کو طرح طرح کے حسابوں میں چکر دیتے رہتے تھے۔ ان کے ہاں ذات خداوندی، صفات الٰہیہ، آخرت، فرشتے زیر بحث نہیں آتے تھے۔ نہ ہی لوگ ایسے مسائل دریافت کرنے آتے تھے۔ وہ یہی بات بتلاتے تھے کہ بارش کب ہوگی۔ کہاں ہوگی۔ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں؟ لڑکا ہے یا لڑکی؟ تجارت میں گھاٹا پڑے گا یا نفع ہوگا۔ کیسے نفع ہوگا کیسے نقصان ہوگا۔ مسافر اپنے گھر سلامتی سے واپس لوٹے گا یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان کاہنوں اور کاہنوں کے چنگل میں پھنسے ہوئے لوگوں پر واضح کیا۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ غلط دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا

www.alahazratnetwork.org

دیتے ہیں۔ ایسی چیزوں کا علم ہے تو اس رب جلیل کو ہے جو ان چیزوں کا خالق و مالک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دنیاوی واقعات و حوادث کے ساتھ علم قیامت کو بھی بیان فرما دیا کہ اللہ ان علوم کے علاوہ ان حالات سے بھی باخبر کرنے والا ہے جو قیام قیامت پر رونما ہوں گے۔ تم ایک دو آدمیوں کی حدف پر بحث کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے یوم حساب اور یوم فناء کو جاننے والا ہے۔

اہل نجوم محض ذعم پرست لوگ ہیں، وہ عام حادثات کی نسبت محض باطنی نتائج پیش کرتے رہتے ہیں۔ کسی ایک گھر کی خرابی۔ کسی ایک شخص کی موت کے لیے ان کے پاس کوئی یقینی قاعدہ نہیں ہے۔ انہیں اپنے ذعم پر بھی یقین نہیں ہے ستاروں کی نظریں۔ جوگ۔ باہمی نسبتیں اور دلالتیں غیر یقینی پیش کرتے ہیں۔ کبھی درستی آگئی مگر اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں۔ بچے کی پیدائش کا زائچہ تیار کرتے ہیں۔ عمر کا زائچہ مگر سال کے کئی لمحات اور حوادثات پر دھوکا کھا جاتے ہیں اور زائچہ کے نتائج غلط بتاتے جاتے ہیں۔ ایک ستارہ ایک گھر پکھ اثر ڈالتا ہے قوت وصفت کی باہمی کشمکش ستارہ شناسوں کے ذہن میں نہیں آتی۔ وہ بھلائی اور نقصان پر حکم نہیں لگا سکتے۔ اس طرح اٹکل دوڑاتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک جدھر کا پلڑا جھکتا نظر آتا ہے۔ فیصلہ کر دیتے ہیں مگر دنیا میں انقلاب لانے والی قوتوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ صرف قرآن پاک ہی اپنے قطعی فیصلوں کے اعتبار سے دنیا کی عقلوں کو معطل کرتا ہے۔ زحل و مشتری کا تینوں برجوں آتشی حمل اسد قوس سے کسی کے اول میں جمع ہونا جیسا کہ طوفان نوح کے وقت ہوا تھا۔ [1]

---

[1] حکمت المیاسات، بعض یقینی حسابات کی رو سے لوگ عمدہ نتائج پر پہنچے ہیں۔ اگر دنیا باقی رہی تو علویین کا قرآن اعظم ضرور واقع ہوگا۔ یعنی ۲۳۳۵ھ سے ۲۳ء

اور اسے سمجھنا ان کاہنوں اور ستارہ شناسوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ حساب سے آنے والے قیران وقتی طور پر سمجھے جا سکتے ہیں جس طرح سابقہ زمانوں میں سمجھے مگر یہ کہ وہ کتنے برسوں کے بعد ایسا قِران اور اجتماع ہوگا کس بُرج کے کس درجہ پر ہوگا کس دقیقہ اور کس طرف ہوگا کتنے دنوں رہے گا۔ ایک ستارہ دوسرے کو کس وقت تک چھپائے رکھے گا اور کس وقت تک کھلا رہے گا۔ یہ ستارہ شناسوں کی باتیں ہیں مگر اس حساب کو تو وہ زبردست جاننے والا احکم الحاکمین ہی جانے[1]۔ اسی کا اندازہ مقرر ہے۔ اس نے قیامت کے ذکر سے ایسے تمام مفروضوں کی بیخ کنی کر دی ہے اور اعلان کر دیا کہ اگر تم لوگ اپنے قیافے میں سچے ہوتے تو

سابقہ حاشیہ: ذی القعدہ ۱۳۳۱ھ کو آدھی رات کو قریب حمل کے تیسرے درجے میں قِران ہوگا اور یہ اوسط میں ہوگا۔ اگر دنیا باقی رہی تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ قیامت برپا ہوگی۔ اسی محرم میں جو اس ذی القعدہ کے نزدیک ہوگا یا اس محرم میں جو ذی قعدہ کے پیچھے آئے گا کیونکہ قِران کی ابتدا انہیں دو ماہ میں ہوتی ہے جبکہ فاصلہ باقی رہے۔ انتہا قِران کی خدا معلوم کب ہوگی۔ واللہ اعلم، احمد رضا خان۔ مدینہ منورہ

علا: میرے ذہن میں حضرت امام مہدی کے قائم ہونے کا زمانہ آتا ہے۔ یہ اور یہ زمانہ اسی صدی کے آخر میں واقع ہوتا ہے۔ میں نے لسان الحقائق سید المکاشفین امام اجل شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی کتاب الدر المکنون والجواہر المصئون میں ان کا ارشاد دیکھا تھا کہ جب زمانہ کا دور بسم اللہ کے حروف پر ہوگا۔ تو امام مہدی قائم ہوں گے۔ اور ایک دن بعد حطیم پر جلوہ فرما ہوں گے۔ میری طرف سے آپ کی خدمت میں سلام عرض کر نا۔

اذا دار الزمان علی حروف ببسم اللہ فالمہدی قاما
ویخرج بالحطیم عقیب صوم الا فاقرأہ من عندی سلاما

ایک شخص کی موت کی بجائے قیامت کا اندازہ لگا لیتے جو زیادہ آسان تھا۔

ان پانچ مغیبات کی حکمت اور نکتہ یہ تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ حقیقی مغیبات کیا ہے۔ کاہنوں کی قیافہ فرمائیوں کی کوئی حقیقت نہیں یہ نکتہ اللہ کے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ہی ذہن میں آسکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ بتا دیجئے کہ آسمان و زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ سوائے اللہ کے! مگر نبی کریم نے صرف پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عام ذکر فرمایا ہے ہم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس عام اور خاص اعداد میں کوئی نفی نہیں ہے۔ اللہ کے سوا پانچ چیزوں کو دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقی غیب کو جاننے والا تو اللہ ہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عربی مقولوں میں سے کئے ہیں

www.alahazratnetwork.org

سابقہ حاشیہ:۔ حدیث پاک میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کی گئی ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے دلائل النبوت میں ضحاک ابن زمل جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اس کی امید رکھتا ہوں۔ میری امت اپنے رب کے سامنے ناامید نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں آدھے دن کی تاخیر عطا فرمادے گا۔

امام احمد اور ابو داؤد اور نعیم بن حماد اور حاکم اور بیہقی نے باب بعث میں بیان کیا ہے اسی طرح ضیاء نے سید سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ سعد سے کہا گیا کہ آدھا دن کتنا ہے۔ بتایا پانچ سو برس کا۔ بیہقی نے ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی۔ کہ درگزر نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس امت کے پہلے آدھے دن کو۔ تک کہتا ہوں۔ کچھ دور نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھے دن

قول کو ہی قرار دیا ہے۔ الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل۔ اللہ کے بغیر ہمارے پاس چیز بھی آتی ہے بے حقیقت ہے۔

عام لوگوں کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ کا یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر خواص کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے نزدیک کوئی مقصود نہیں ہے۔ خاص الخاص کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ مگر جو نہایت کو پہنچے ان کے نزدیک یہ معنی نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود ہی نہیں۔ یہ تمام معانی درست ہیں اور حق ہیں۔ ایمان کا مدار پہلے پر ہے۔ صلاح کا مدار دوسرے پر ہے۔ سلوک کا تیسرے پر۔ وصول الی اللہ کا چوتھے پر۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معنی میں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔

سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ اشعار پیش کیے

www.alahazratnetwork.org

فاشہد ان اللہ لا شیئ غیرہ ۔۔۔ وانک مامون علی کل غائب

وانک ادنی المرسلین شفاعۃ ۔۔۔ الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب

فکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ ۔۔۔ سواک بمغن عن سواد بن قارب

ترجمہ:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں بے شک آپ اطیب اور طاہر آباؤ امہات کے فرزند ہیں۔ تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کرنے

کی مہلت مانگی ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورے دن کی مہلت دے دی ہو حضور نے ارشاد فرمایا۔ یہاں تمہیں ہرگز شکایت نہ کرے گا کہ تمہاری مدد کرے تمہارا رب تین ہزار اتارے ہوئے ملائکہ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار ملائکہ سے مدد کرے گا۔

والے ہیں اور اللہ کے قریب ہیں۔ آپ میرے سفارشی بن جائیے۔ اس دن آپ کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا اور سواد بن قارب کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکے گا۔

اس روایت کو مسند امام احمد میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

میری گزارش سواد رضی اللہ عنہ نے اول اللہ کے سوا ہر چیز کے وجود کی نفی کر دی۔ دوم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیبوں کے علم کا یقینی ہونا بتایا۔ سوم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ شفاعت کرتے ہیں حضور نبی کریم نے فرمایا۔ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ مجھے شفاعت کی نعمت عطا کی گئی ہے۔ اس حدیث کو صحیح مسلم میں لکھا گیا ہے۔ وہابیہ کی عجیب منطق ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور کو صرف قیامت کے دن اذن شفاعت دیا جائے گا اب نہیں ہے۔ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں حضور سے شفاعت کے لیے زیادہ نہ کی جائے وہ زندگی میں شفاعت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے محبوب آپ اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ آپ اپنے خاص تعلق رکھنے والوں۔ مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے بخشش مانگو۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہ جب لوگ آپ کے سامنے پیش ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد معافی مانگیں تو آپ ان کے لیے شفاعت کریں اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔

وہابیہ نے ان آیات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ترجمہ کرتے وقت نہایت بخل سے کام لیتے ہیں۔

چہارم۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ نبی کریم

کی شفاعت سب سے قریب ہے مگر وہابیہ کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی پشیمان توبہ کرنے والے کی بخشش کے لیے جلد کرنا چاہے گا تو جسے چاہے گا اُسے شفیع بنا دے گا۔ کسی کی خصوصیت نہیں۔ پشیمانوں توبہ کرنے والوں کی قید اس لیے رکھ دی گئی کہ دہلوی مذکور کے نزدیک شفاعت صرف پشیمان کی ہوگی۔ لیکن اس گنہگار کی شفاعت نہ ہوگی جو توبہ نہ کرسکا ہو۔

پنجم۔ حضور شفاعت کرنے میں اللہ کے قریب تر ہیں۔ تمام شفاعت کرنے والے حضور کی وساطت سے شفاعت کریں گے اسی لیے سواد بن قارب نے حضور کی بارگاہ میں فریاد کی ہے۔

ششم۔ حضور کی شفاعت قریب تر ہونے کی بنا پر شفاعت کا خاصہ صرف سرورِ کائنات کی ذات ہے۔ بات یہی حق ہے۔ دوسرے شفاعت کرنے والے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے اللہ کی بارگاہ میں حضور کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ حضور نے فرمایا تمام انبیاء کرام کی شفاعت کا میں مالک ہوں یہ فخر کی بات نہیں کر رہا۔ خدا کی عنایت اور عطا کی ہے۔

ہفتم۔ ان کے کلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے جو حضور شافع یوم النشور کا دامن پکڑلے حضور اس کے کام آتے ہیں۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا نظریہ اس نامور صحابی کے کتنا خلاف ہے جو یہ لکھتے گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی بیٹی کے بھی کام نہ آسکیں گے۔ پھر اوروں کی کیا گنتی۔

مندرجہ بالا خیالات ایک ایسے صحابی کے ہیں۔ جو حضور کا عاشق بھی ہے اور حضور کی نگاہ میں محترم بھی۔ اس حدیث میں کہی ہوئی ساری باتیں حضور کی سیرت طیبہ میں جھلکتی نظر آتی ہیں۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر انسان حضور

www.alahazratnetwork.org

کی لاعلمی (معاذ اللہ) کے بارے میں قرآن کی یہ آیت سناتے ہیں۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا۔ جس دن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہم کو کچھ علم نہیں۔

اس آیۂ کریمہ میں انبیاء کرام کے بے علم ہونے کی کونسی دلیل ہے۔ انہوں نے بالکل درست اور حق بات کی اور اللہ کے سامنے اپنے ذاتی علم کی نفی فرمائی۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ سایۂ اصل کے سامنے آتا ہے تو اس کی اپنی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ ملائکہ اللہ کی جناب میں پیش ہوئے تو عرض کی۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا۔ اے پاک اللہ۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ ہاں اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے عطا فرمایا۔ یہ علم عطائی پر اظہار خیال ہے۔ انبیاء کرام تو بارگاہ خداوندی میں ملائکہ سے بھی زیادہ مؤدب ہیں تو انہوں نے اللہ کے حضور اپنے علم کی نفی کر دی۔

اس بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ سب اللہ ہی کے واسطے سے ہے اور اس کی عطا کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ ہم اس فیصلے پر پہنچ گئے۔ جو آئمہ کرام کا عقیدہ ہے کہ جو شخص بغیر عطاء الٰہی بذات خود علم کا دعویٰ کرتا ہے اسکی نفی کی جا رہی ہے۔

ہمارے بعض علماء کرام نے روح التفسیر شرح جامع الصغیر میں احادیث البشیر والنذیر سے نقل کیا ہے۔ حضور کا یہ فرمان کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ کے بغیر دوسرا کوئی نہیں جانتا اسکا مطلب یہ ہے کہ بذات خود کوئی نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے بتا دے سکھا دے تو یہ اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے علم والے حضرات اسی دنیا میں موجود ہیں۔ انبیاء تو انبیاء کرام ہیں ہم نے یہ علوم حضور کے امتیوں میں سے اکثر کے ہاں پایا ہے اور یہ اللہ کی عطا ہے بحرمت سید۔

www.alahazratnetwork.org

الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

موت وحیات کا علم

میں نے ایک ایسی جماعت کو دیکھا جنہیں یہ علم تھا کہ وہ کب مریں گے اور ایسے بھی دیکھے جنہیں حمل کے دوران ہی بچے کی جنس (لڑکا یا لڑکی) کا علم تھا۔ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب شرح الصدور، امام اجل نور الدین ابی الحسن علی لخمی شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کی بہجۃ الاسرار اور امام اسعد عبداللہ یافعی کی روض الریاحین اور نزھۃ المناظر کے علاوہ دوسرے سینکڑوں اولیاء کرام کی تصانیف میں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ جن کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہمزیہ میں پانچ اشیاء کے علم غیب کی تشریح فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء کا علم اللہ کی عطا کا ثمرہ ہے۔ یہ اور ان اشیاء کا علم وہ علم الہی نہیں جو صرف اللہ کی ذات سے لئے مخصوص اور شایاں نہیں کہ وہ اپنے علوم غیبیہ سے بعض علوم کو اپنے انبیاء و اولیاء کو عطا فرمادے حتیٰ کہ وہ ان پانچ میں سے بھی جسے چاہے سرفراز فرماتا ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ کے بتائے بغیر اپنی عقل وفکر سے کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ پانچ وہ مغیبات ہیں جو اللہ کی عطا کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہوتے ہیں۔[1] اسی طرح امام اجل بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری

---

[1] اللمعات شریف میں ہے المعنی انما لا یعلمہا احد بعلمہ من دون تعلیم اللہ۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں سورۃ انعام کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا وہ پانی برساتا ہے تو اس کے وقت کو نہیں جانتا۔ تو اس شہر کا نام نہیں جانتا جہاں تیرا انتقال ہوگا مگر جب اس کا حکم نازل ہو گیا تو پھر اس کے فرشتوں کو بھی

شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔ کہ امام قرطبی نے فرمایا کہ پانچ مغیبات والی حدیث خدا کے خزانۂ غیب کی کنجی ہے۔ جو شخص ان مغیبات کا دعویٰ کرتا ہے اور اس علم کو حضور کی تعلیم کے علاوہ تصور کرتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ جھوٹا ہے۔ جو عالم ماکان ومایکون صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بیان حاصل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ انہوں نے نہایت بلند دعویٰ سے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم ان پانچ غیبوں کو بہ عطائے الٰہی جانتے تھے اور اولیاء میں سے جسے چاہیں بتاتے تھے۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بردہ شریف میں لکھا ہے کہ کہ سید الانبیاء اس وقت تک دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ مغیبات سے بھی آگاہ نہیں فرمایا۔

آخری گزارش یہ پانچ مغیبات جن پر ہم نے بحث کی ہے ان مخفی مخفی علوم غیبیہ میں سے ہیں۔ جنکی تشریح دینے والا جانتا ہے یا وہ جانتا ہے جسے یہ غیوب سکھائے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ اپنے ان غیوب کو تقسیم کرنے میں کبھی بخل نہیں فرماتے تھے۔ جمیع النہایہ میں یہ روایت واضح ہے کہ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَطْلَعَهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس وقت تک دُنیا سے نہیں لے گیا جب

www.alahazratnetwork.org

سابقہ حاشیہ ـــــــــــــــــــــــــــــ

علم ہو گیا کہ تو نے کہاں مرنا ہے۔ اس کے بندوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بارش کب ہوتی ہے۔ اس کے بغیر رحموں میں پرورش پانے والے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ مگر جسے اللہ تعالیٰ علم عطا فرما دے۔ فرشتوں کو بھی علم ہو گیا اور بندوں کو بھی۔ "یعلم الا من ارتضیٰ من رسول" کی روشنی میں انبیاء اور اولیاء کو عطا ہوتا ہے۔

تک حضور کو ہر چیز کی اطلاع نہیں دے دی گئی۔ ان احادیث کی روشنی میں ہمیں کہنے کی اجازت دیں کہ ہم وہ آیات کریمہ پیش کر چکے ہیں جو اس مطلب کی تصریح کر چکی ہیں وہ صحیح احادیث بیان کر چکے ہیں۔ جن کا مضمون مطلب کو واضح کرتا ہے۔ ان مفسرین کی تشریحات پیش کر چکے ہیں جو اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہیں

ان تمام حوالوں میں پانچ مغیبات کا بذاتِ خود جاننا کہیں بھی نہیں آیا۔ ہاں اللہ کی عطا سے یہ پانچ چیزیں کھل کر بتائی گئیں۔ یہ علوم حضور میں باللہ نہیں بلکہ حضور بجلالی پر عطائے خداوندی ہیں۔ اللہ کے علوم کے حاصل کرنے میں کوئی واسطہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ابریز میں بتایا ہے کہ ان پانچ مغیبات میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

حضور کے امتیوں پر غیوب کے انعامات

حضور عالم ماکان وما یکون کے مالک ہیں

آپ کے امتیوں میں سے سات حضرات اقطاب عالم بھی ان پانچ غیبوں کو جانتے ہیں حالانکہ یہ اقطاب ساتوں غوثوں کے ماتحت ہیں۔ کہا غوث اور پھر کہا وہ حضرات جنہیں ان پانچ علوم کی اطلاع دی گئی پھر کہا سیّد الانبیاء جو سابقہ اور آئندہ علوم پر مطلع ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ساتوں قطب سے وہ ابدال مراد ہیں جو ستر ابدال کے اوپر ہیں اور دونوں اماموں کے نیچے ہیں جو غوث کے دونوں وزیر ہیں۔ ابریز میں مزید لکھا ہے۔ پانچ غیبوں کا معاملہ حضورؐ سے کس طرح چھپا رہتا۔ جبکہ یہ حضور کی امت کا کوئی صاحب تصرف اس وقت تک تصرف نہیں کر سکتا جب تک اسے ان پانچ غیوب کا علم عطا نہ ہوا ہو۔

ہم ان منکرین کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ان حضرات کی کتابیں پڑھیں۔ ان کی باتیں سنیں اور اولیاء اللہ کی تکذیب سے باز آجائیں۔ انکی تکذیب دین کی بربادی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے منکرین سے انتقام لے گا۔ اَعَاذَنَا اللّٰہ بِعِبَادِہٖ العَارِفِین۔

میں اس شخص کی علمی پستی پر افسوس کرتا ہوں۔ جو پانچ مغیبات کو اللہ تعالیٰ کے مخصوص علوم میں شمار کرتا ہے۔ میں اس کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرسکتا کہ وہ ان پانچ چیزوں کے علم کو اللہ کے خصوصی علوم میں شمار کر رہا ہے اگر اس کی بات مان لی جائے تو پھر ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام علوم غیبہ تو اپنے انبیاء کرام کو خصوصاً اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیئے تھے صرف ان پانچ چیزوں کو اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا کسی کو اس کی خبر نہ ہونے دی اور نہ اپنے رسولؐ کو بتائے نہ کسی دوسرے نبی کو۔ یہ بات غلط ہے ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ان پانچ چیزوں کے علاوہ ان تمام علوم غیبہ جن کا علم رب الارباب کی ذات اور اس کی جملہ صفات جن کو صرف وہی جانتا ہے۔ حضور کے علم میں تھیں۔ پھر اللہ کے غیر متناہی علوم بھی حضور کی معلومات کا حصہ تھے۔ مگر ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ علماء اہلسنت اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی اور صفات غیر متناہیہ ہر کسی مخلوق کا اختیار کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ یہ دراصل کی جہالت ہے۔ انہوں نے نبی کریم کی شان کو کم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور کھل کر بات کرنے کی بجائے علوم غیبہ کی تعداد اور حدود میں تقسیم کرتے ہیں اور پھر نبی علیہ السلام کے علوم کو بعض علوم کی اصطلاح میں لا کر دجل وفریب کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔

حضرت اُمّ الفضل کے پیٹ میں کیا ہے

خطیب اور ابونعیم نے دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ کہ مجھے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا کہ میں ایک بار حضورؐ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا ۔ تم تو حاملہ ہو ۔ تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے ۔ جب وہ پیدا ہو تو اُسے میرے پاس لانا ۔
ام الفضل نے بتایا حضور ! مجھے حمل کہاں ۔ کوئی علامت محسوس نہیں ہوئی حالانکہ قریش نے تمام عورتوں مردوں کو قسمیں دلائی ہیں کہ کوئی شخص عورتوں کے پاس نہ جائے ۔
حضورؐ نے فرمایا ۔ قسم والی بات اپنی جگہ ہے مگر میری بات سچی ہے !

ام الفضل بتاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ میں اسے اٹھا کر حضور کی خدمت میں لے گئی ۔ حضورؐ نے بچے کے داہنے کان میں اذان دی ۔ بائیں کان میں اقامت فرمائی ۔ اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈالے ۔ اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا ۔ اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ ۔ میں نے یہ بات اپنے خاوند عباس سے کہی ۔ وہ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام الفضل نے یوں کہا ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ بات سچی ہے ۔ جو میں نے کہی ہے ۔ یہ بچہ خلیفوں کا باپ ہے ۔ ان میں ایک سفاح نامی خلیفہ ہوگا ۔ اور ایک مہدی نامی ہوگا ۔

حضورؐ نے ام الفضل کے پیٹ میں جو کوئی بھی تھا ۔ جان لیا تھا بلکہ اس کی زندگی ۔ اس کی اولاد سے آنے والے خلفاء کے نام تک بتا دیئے جو کئی پشتوں کے بعد آنے والے تھے انہیں جان لیا پشت در پشت آنے والے بچوں کو جان لیا اور اعلان کر دیا ۔ خلیفوں کے باپ کو لے جاؤ ۔ پھر فرمایا ۔ سفاح بھی ہوگا ۔ مہدی بھی ہوگا ۔

www.alahazratnetwork.org

حضرت صدیقؓ نے پیدائش سے پہلے بیٹی کی بشارت دی۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ان کے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غابہ والے مال سے مجھے بیس وسق چھوہارے ہبہ فرمائے اور حکم دیا کہ انہیں درختوں سے اتروالو۔ حضرت صدیق اکبر کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ام المومنین سیدۃ عائشہ کو اپنے پاس بلا کر کہا۔ بیٹی! مجھے تم سے دُنیا بھر میں کوئی چیز عزیز نہیں۔ مجھے اپنے بعد تمہاری عزت کا بہت خیال آتا ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہاری زندگی میں بدحالی آئے میں نے جو چھوہارے دیئے تھے انہیں ابھی اُتروالو۔ اگر میرے جیتے جی تمہارے قبضہ میں آ گئے تو تمہارے ہیں ورنہ ورثہ میں جتنا حصہ آئے گا وہی ملے گا۔ تمہارے دو بھائی اور ایک بہن بھی وارث ہیں۔ پھر اللہ کے احکام کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ اے والد مکرم۔ اگر میرے لیے اس سے دگنا مال بھی ہوتا تو اپنے بھائی بہنوں میں تقسیم کر دیتی۔ مگر مجھے یہ تو بتائیں کہ میرے دو بھائی اور ایک بہن ہے۔ مگر آپ بہنیں فرما رہے ہیں۔ حالانکہ میری تو صرف ایک ہی بہن (اسما) ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بنت خارجہ کے پیٹ میں حمل ہے اور اس سے بچی پیدا ہو گی۔ اور یہ بات میرے علم میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اس روایت کو ابن سعد نے اپنے طبقات میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے فرمایا بنت خارجہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے۔ اس کے متعلق مجھے الہام ہوا ہے کہ وہ بچی ہو گی میں تمہیں وصیت کرتی ہوں کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ حضرت صدیقؓ کے ہاں بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

احادیث میں لکھا ہے کہ عورت کے رحم پر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے وہ بچے کی صورت بناتا ہے۔ نر اور مادہ کی صورت تیار کرتا ہے۔ خوبصورت اور بدصورت کا نقش بناتا ہے۔ اس کی عمر اور رزق متعین کرتا ہے۔ پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت۔

خیبر کا جھنڈا

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے خیبر کی حدیث لکھی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ کل اس شخص کو علم دیا جائے گا۔ جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اللہ اور رسول اسے دوست رکھتے ہوں گے۔ دوسرے دن یہ علَم حضرت علی کرم اللہ وجہ کو دیا گیا حضور نے یہ بات قسماً فرمائی تھی۔ حضور کو دوسرے دن کا یقینی علم تھا کہ میں کل کیا کروں گا۔

www.alahazratnetwork.org

مقام وصال کی خبر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا۔ کہ آپ کا وصال مدینہ میں ہوگا۔ آپ نے انصار کو جمع کیا اور فرمایا۔ میری زندگی وہاں جہاں تمہاری۔ میرا وصال وہاں ہے جہاں تمہارا۔ اس حدیث کو مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان

۱؎ : اسی طرح حضور نے بہت سے غیبی واقعات جو صدیوں بعد آنے والے ہیں خبریں دی ہیں جنگوں کی فتنوں کی۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے اترنے کی خبریں دیں۔ امام مہدی کے ظاہر ہونے۔ دجال کے ظہور یاجوج وماجوج کی طلوع دابۃ الارض وغیرہ وغیرہ جیسے واقعات کی خبر دی۔ امام عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرمایا ہے کہ ہر نفس اپنے کون سے متعلق ہے اور اسی طرح واقعہ نہ ہوا۔ تو وہ علم سے مطلع نہ ہونا ہوگا۔ لیکن اگر ویسے ہی ہوگیا تو علم پر مطلع ہونا ثابت ہوگیا۔

کیا گیا ہے۔

جب حضور نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا تو آپ نے پوچھا معاذ تم اس سال کے بعد مجھے دنیا میں نہ مل سکو گے یا مَعَاذ اِنَّکَ عَسیٰ اَنْ لَا تَلْقَانِیْ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا وَلَعَلَّکَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَ قَبْرِیْ ۔ مگر یاد رکھو تم میری مسجد میں آؤ گے اور میری قبر پر حاضری بھی دو گے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام احمد نے اپنی مسند میں لکھا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک اور حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو میدانِ بدر میں اعلان فرمایا۔ اس جگہ فلاں مشرک قتل ہوگا اور ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہ آپ نے ہاتھ زمین پہ رکھ کر بتائی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ شام کو جنگ بدر کا فیصلہ ہوا۔ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے جہاں جہاں نشان دیا تھا اور جس جس کافر کے متعلق کہا تھا اس کا لاشہ پڑا تھا۔ سیدنا عمر فاروق نے ان لاشوں کو دیکھ کر حضور کے قول کی تصدیق کی تھی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہ اپنی شہادت کی رات تو بار بار مکان کے باہر تشریف لے جاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے اور فرماتے خدا کی قسم نہ مجھے غلط بتایا گیا ہے اور نہ میں غلط کہتا ہوں۔ یہ وہی رات ہے جس کا مجھے وعدہ کیا گیا تھا۔

حضور کے ایک اور صحابی اقرع بن شفی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور یہ روایت حسن ہے۔ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ انکا نام تھا کہ عبداللہ بن سلام مصری باغیوں کے پاس جانے کی بجائے اہل مکہ کے پاس آئے اور کہا حضرت عثمانؓ کو قتل نہ کرو۔ وہ چالیس دن کے بعد اس دنیا سے جانے والے ہیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ کچھ دنوں بعد پھر آئے

www.alahazratnetwork.org

اور انہیں کہا انہیں قتل نہ کریں یہ پندراں روز کے بعد واصل بحق ہو جائیں گے۔

ہم نے اس سے پہلے لکھا ہے کہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے کلام کا بے پناہ سمندر ہے جسکا کوئی کنارہ نہیں اور ان کا پانی کھینچنے سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن ہم احادیث کے بغیر واقعات بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ حدیث کو ماننے والے کا سینہ پھٹ جائے۔ اور وہ اپنے خیالات سے باز آئے۔

بہجۃ الاسرار اور اس کے مصنف

امام اجل عارف افضل ولی اکمل شیخ القراء عمدۃ العلماء زبدۃ الوفا سیدنا امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی مصری قدس سرہ جن کی شاگردی کا شرف امام اجل ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری مؤلف حصن حصین کو حاصل ہے۔ انکی مجلس میں امام فن رجال شمس العلماء ذہبی صاحب میزان الاعتدال نے حاضری دی تھی[1] اور اپنی کتاب طبقات قراء میں انکا تذکرہ کیا ہے اور انکی شخصیت کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے۔ امام اجل عارف باللہ حضرت عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور کتاب مرات الجنان میں آپ کو بڑے بڑے خطابات اور القابات سے یاد کیا تھا۔ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن المحاضرہ میں آپ کو "امام یکتا" لکھا ہے پھر اپنی کتاب دل و دماغ کو روشن کرنے والی المعروف بہ بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں لکھا ہے (اس کتاب کے متعلق شیخ عمر بن عبدالوہاب

---

[1] علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں لکھا ہے کہ بہجۃ الاسرار ایک بہت بڑی کتاب ہے۔ علامہ ذہبی نے جو علمائے حدیث میں بڑا بلند مقام رکھتے ہیں۔ مصنف بہجۃ الاسرار کو ہدیہ تحسین پیش کیا ہے وہ علامہ شطنوفی کی مجلس میں خود حاضر ہوئے ــــ ان کا طریق تدریس کا ــــ اور سکوت کا دور بہت آیا۔

فرحی حلبی نے فرمایا تھا۔ میں نے اس کتاب کو پڑھا تو مجھے ایک بھی بات ایسی نہ ملی جس پر عمل کرنے کو دل نہ چاہا ہو اور اس پر عمل کرنے پہ آمادہ نہ ہوا ہو۔ اس کتاب میں سے اسنی المفاخر۔ نشر المحاسن اور روض الریاحین اور کتاب الاشراف جیسی مشہور زمانہ کتابوں میں اقتباسات ملتے ہیں۔ کشف الظنون میں سیدی عارف باللہ جلیل القدر مکارم النہر خالصی قدس سرہ (جو سیدّ علی بن ہیتی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے انکی ذات محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی اس مشہور کتاب بہجۃ الاسرار میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ میں خود جناب غوث الاعظم والمعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ میری آنکھ نے حضرت محی الدین عبدالقادر جیسا پیر نہیں دیکھا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت غوث اعظمؓ اور غیب کی باتیں

ہمیں شیخ ابن شیخ ابی المجد مبارک ابن احمد البغدادی حریمی حنبلی نے

http://www.alahazratnetwork.org

بتایا کہ انہیں ان کے والد اور انہیں ان کے والد ابو المجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میں ایک شیخ مکارم رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کا گھر نہر خالص پر تھا میرے والد کے دل میں خطرہ گزرا کاش میں حضور غوث الاعظم کی کوئی کرامت دیکھ سکتا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے میری طرف التفات فرمایا اور کہا۔ ہمارے پاس عنقریب پانچ شخص آنے والے ہیں ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ ہوگا۔ اس کے دائیں رخسار پر تل ہوگا آج کے بعد اس کی عمر صرف ۷ ماہ رہ گئی ہے۔ اسے بطائح میں شیر چیر پھاڑ جائے گا اسے وہیں سے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔

دوسرا عراقی ہوگا جس کا رنگ سرخ و سفید ہوگا مگر وہ کانا اور لنگڑا ہوگا۔ ہمارے پاس ایک ماہ زیر علاج رہے گا مگر جانبر نہ ہو سکے گا۔ تیسرا ایک مصری گندمی رنگ کا ہوگا اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہوں گی بائیں ران پہ نیزے کا زخم ہوگا جو اسے

تیس برس پہلے لگا تھا۔ وہ ہندوستان میں تجارت کے لیے نکل جائے گا اور وہاں ہی تیس سال بعد فوت ہو گا۔ چوتھا شامی ہو گا جس کا رنگ گندمی ہو گا۔ اس کی انگلیوں پہ کٹا ہوا گا۔ وہ حریم میں تمہارے گھر کے سامنے مرے گا۔ سات برس تین ماہ اور سات دن کے بعد اس کی موت واقع ہو گی۔ ایک گورے رنگ کا یمنی نصرانی ہو گا۔ اس کے کپڑوں کے نیچے زنار بندھا ہو گا۔ وہ اپنے ملک سے تین برس سے نکلا ہوا ہے اور وہ اپنا مذہب کسی کو نہیں بتاتا۔ وہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کی جاسوسی کر رہا ہے۔

کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ یہ لوگ حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عجمی نے بھنا ہوا گوشت طلب کیا۔ عراقی نے چاول اور بلخ کا گوشت مانگا۔ شامی نے شامی سیب کا مطالبہ کیا۔ یمنی نے نیم برشت انڈا مانگا مگر کسی نے اپنی خواہش دوسرے کو نہ بتائی۔ ہمارے دیکھتے ہی ان کے خواہش کے مطابق کھانے آگئے۔ وہ کھانے لگے۔

www.alahazratnetwork.org

ابوالمعمر نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں غور سے دیکھتا رہا۔ ان کے بتائے ہوئے حلیہ میں ذرہ بھر فرق نہ تھا۔ میں نے مصری سے اس کے پرانے زخم کا دریافت کیا وہ حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ زخم مجھے تیس سال پہلے لگا تھا۔ وہ اپنی اپنی خواہش کے مطابق کھانا کھانے کے بعد انہیں غشی آگئی۔ ہوش میں آئے تو یمنی نے کہا حضرت اس شخص کی کیا تعریف ہے جو چیزوں کے دل کے بھید جانتا ہے آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہے۔ تم عیسائی ہو۔ تمہارے لباس کے نیچے زنار ہے۔ یہ سنتے ہی وہ شخص چیخ مار کر اٹھ کھڑا ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹا تجھے مختلف مشائخ نے دیکھا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ تم نصرانی ہو اور زنار باندھے ہوئے ہو۔ مگر انہیں یہ معلوم تھا کہ تم نے میرے پاس آکر اسلام لانا ہے

اس لیے چپ رہے اسکی وفات ویسی ہی ہوئی جیسے شیخ نے بتایا تھا۔ اس میں ذرہ بھر بھی تقدم وتاخیر نہ ہوئی۔ عراقی ایک ماہ بیمار رہا۔ اور وہاں ہی شیخ کی ایک خانقاہ کے ایک کونے میں مرگیا۔ میں نے خود اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ شامی میرے پاس حریم میں مرا ۔۔۔۔ وہ میرے دروازے پر گر پڑا اس نے مجھے آواز دی۔ میں باہر آیا میں نے دیکھا کہ وہی شامی تھا۔ اسکی موت جس طرح شیخ نے کہی تھی۔ سات برس تین ماہ سات دن کے بعد ہوئی۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ جسے کوئی عقلمند انسان جھٹلا نہیں سکتا۔ حضرت غوث الاعظم حضور کے غلامان غلام ہیں۔ خادم خادمان خدام حضور ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کے متعلق ۷۰ بہتر غیبوں کا اظہار کیا۔ جن میں راز درون سینہ۔ مرنے کی جگہ۔ موت کا وقت۔ موت کے اسباب۔ کل کیا کرے گا۔ اور اس کے علاوہ کئی غیبی چیزوں سے پردہ اٹھایا۔ یہ بات بلا شک وشبہ ہے

www.alahazratnetwork.org

ابوالمجد کے دلی خطرہ سے مطلع ہونا۔ پھر ان لوگوں کی خبر دینا جو آنے والے تھے۔ پانچ آدمی۔ ایک عجمی۔ دوسرا عراقی۔ تیسرا مصری۔ چوتھا شامی۔ پانچواں یمنی۔ یہ آٹھ غیب تھے۔ جن سے مطلع کیا۔ عجمی کے متعلق گیارہ غیب ظاہر کیئے۔ وہ گورا ہوگا۔ اسکی میں سرخی ہوگی۔ اس کے تل ہوگا۔ اس کے رخسار پہ ہوگا۔ یہ رخسار دایاں ہوگا۔ گوشت کی خواہش کرے گا۔ گوشت بھنا ہوا کھائے گا۔ نوماہ بعد مر جائے گا۔ اس کی موت شیر کے پھاڑنے سے ہوگی اور مقام لطائج میں ہوگی۔ اور وہیں دفن ہوگا وہاں سے منتقل نہ ہوگا اور وہیں سے اس کا حشر ہوگا۔

اسی طرح عراقی کے بارے میں گیارہ غیب ظاہر کردیئے گورا ہوگا۔ سرخی جھلکتی ہوگی۔ آنکھ میں داغ ہوگا۔ پاؤں میں لنگ ہوگا۔ بیخ چابے گا مچھلی کے ساتھ کھائے گا۔ بیمار ہوگا۔ ایک ماہ بیماری میں رہے گا۔ اسی بیماری میں مرجائے

گا۔ یہاں مرے گا۔ ایک ماہ بعد مرے گا۔

مصری کے متعلق چنداں غیبوں سے پردہ اٹھایا۔ گندمی رنگ ہوگا۔ چھینگا ہو گا۔ چھٹی انگلی الٹے ہاتھ میں ہوگی۔ زخم پورا نہ ہوگا۔ تیس برس کا پرانا زخم خوردہ ہوگا۔ شہد کی خواہش کرے گا۔ صرف شہد ہی نہیں گھی سے ملا ہوا شہد مانگے گا۔ وہ تجارت کرے گا۔ اس کا کاروبار ہندوستان میں ہوگا۔ بیس سال تک تجارت کرتا رہے گا۔ ہندوستان میں مرے گا۔ اس کی موت بیس سال بعد ہوگی۔

شامی کے متعلق بھی نو غیب افشاء کیے۔ گندمی رنگ ہوگا۔ سیب کی خواہش کرے گا۔ انگلیوں میں موٹے موٹے گٹے پڑے ہوں گے۔ شامی سیب مانگے گا۔ زمین حرم میں مرے گا۔ اس کی موت ابوالمجد کے گھر کے دروازے پر واقع ہوگی۔ وہ سات برس تین ماہ اور سات دن جیے گا۔

یمنی کے بارے میں آٹھ غیب بتائے گئے۔ گورا ہوگا۔ گندم گوں ہوگا۔ نصرانی ہو گا۔ اس کے کپڑوں کے نیچے زنار ہوگا۔ اپنے ملک سے مسلمانوں کے امتحان کے لیے نکلا تھا۔ اسے اس کام میں تیس سال گزر چکے تھے۔ اس نے اپنی نیت چھپا رکھی تھی۔ نہ گھر والوں کو خبر نہ شہر والوں کو۔ اس کی خواہش انڈا ہوگی۔ وہ انڈا بھی نیم بریاں مانگے گا۔

یہ باسٹھ غیب ہیں۔ جنہیں جناب غوث پاک نے ان لوگوں کے آنے سے پہلے مطلع کر دیا تھا۔ ان غیبوں کے علاوہ پانچ مزید غیب بتائے۔ ان میں سے کوئی ایک اپنی خواہش اور مقاصد کے متعلق دوسرے کو مطلع نہ کر سکا۔ پانچ مزید غیب تھے کہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں یہ یہ چیز چکھے۔ یہ بہتر غیب جناب غوث الاعظم کی زبان سے ظاہر ہوئے۔ فسبحان الذی اعطی ماشاء من شاء من عبادہ و لہ الحمد۔

کس زمین پر انتقال ہوگا

یہ حدیث ابن سکن - ابن مندہ اور ابن عساکر رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے انہوں نے بتایا کہ میں بیمار پڑ گیا۔ حضور رحمۃ للعالمین میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے حضورؐ کو دیکھ کر عرض کی: یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے میں اس بیماری سے مر جاؤں گا:

آپ نے فرمایا "نہیں ایسا نہیں تم زندہ رہو گے۔ شام کی طرف ہجرت کرو گے اور فلسطین میں ایک ٹیلے پر موت آئے گی۔"

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا تھا اور رملہ میں دفن ہوئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو غیب سے مطلع کر دیا۔

اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں سے فرمایا تھا کہ جب تم سات برس تک حسب دستور کھیتی باڑی کرتے رہو گے۔ سات سال کے بعد ایک وقت آئے گا کہ لوگ بارش سے مالا مال ہو کر فصلیں اُگائیں گے۔ پھر سات سال تک بارش بند رہے گی اور قحط پڑے گا۔ پندرہ سال بعد اتنی بارش ہوگی کہ انگور کی بیلیں زمین سے پھوٹ جائیں گی۔ انگوروں کے شیرے سے لوگ سیراب ہوں گے۔

میں ان واقعات کی جزئیات سناتا جا رہا ہوں، حالانکہ ایسے واقعات کا تو حصر و شمار ہی نہیں ہے۔ ایسے واقعات قیامت تک رونما ہوتے رہیں گے۔ خصوصاً پانچ چیزوں کا علم اللہ نے اپنے بندوں کو ایسا عطا فرمایا ہے کہ ثبوت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اہل عقل و دانش کسی شک کا اظہار نہیں کرتے یہ سارے

www.alahazratnetwork.org

غیوب تو لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں ۔ اور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں اور لوح محفوظ سے ملائکہ اور اولیاء بھی واقف ہوتے ہیں[1]۔ انبیاء کرام اور خصوصا سید الانبیاء علیہم السلام کا تو مقام ہی ارفع و اعلیٰ ہے ۔ آپ کے ان کمالات کا انکار وہی کرتا ہے جو عقل و ایمان سے محروم و محجوب ہو ۔

لوح مبین ہے

اللہ تعالیٰ نے لوح کی تعریف مبین کے لفظ سے فرمائی ہے وکل شیٔ فی امام مبین ط مبین وہ چیز ہوتی ہے جو واضح ہو ۔ ظاہر ہو ۔ کوئی ابہام نہ پایا جائے ۔ اگر لوح محفوظ مخلوق خداوندی سے غائب ہو تو کس بات لوح مبین ہے ۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ لوح محفوظ ایسی چیز ہے جس میں آسمان و زمین کے تمام غیوب محفوظ ہیں ۔۔۔ تو کوئی ایسا غیب نہیں جو کتاب مبین میں نہیں ہے ۔ امام بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ لوح محفوظ میں ہر غیب موجود ہے ۔ امام نسفی نے مدارک التنزیل میں لوح مبین لکھا ہے ۔ ملائکہ لوح محفوظ کو دیکھتے ہیں ۔ روشن ہے ۔ ظاہر ہے ۔ واضح ہے ۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شریف میں لکھتے ہیں " ماکان و مایکون کے تمام علوم لوح محفوظ میں ثبت ہیں ۔ دوسرے لفظوں میں تمام اشیائے عالم لوح محفوظ میں تحریر ہیں ۔۔۔ قرآن پاک کی آیات کے نزول کے وقت یہ تمام نقوش لوح محفوظ پر حبیب مکرم پر وارد ہوئے لوح ایک متناہی علوم پر مشتمل ہے ۔ اور ایک متناہی غیر متناہی کا احاطہ نہیں کرسکتی ۔ لوح میں وہی چیزیں لکھی ہوئی ہیں جو روز ازل سے قیام قیامت تک ہونے والی ہیں ۔ لہذا میرے نزدیک ایسی کوئی دلیل نہیں کہ مغیبات ماکان و مایکون اس میں داخل نہ ہوں ۔ اگر واقعی تعین وقت کا علم لوح محفوظ میں ہے تو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے

---

[1] لوح محفوظ است پیش اولیاء ۔ رومی

واقف ہیں اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ ان علوم کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے علیحدہ رکھا ہے، تو پھر قرآن کی آیات سے استدلال نہیں بنتا اور دونوں طرح کا احتمال رہے گا۔ یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم صرف لوح محفوظ تک ہی محدود نہیں۔ لوح محفوظ تو حضور کے علم کے سمندروں کی ایک موج ہے۔ آپ کے بحر بے کنار کی ایک نہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ سوئی ساعۃ علیٰ خمُوْسٍ فیھا۔ جس طرح میں علم کا یقین نہیں کرتا۔ علم کی نفی پر یقین نہیں رکھتا میں تو وہی کہتا ہوں جو علامہ امام تفتازانی نے اپنی شرح عقائد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض برگزیدہ انبیاء کرام کو علوم غیبیہ پر آگاہی فرما دی ہے اور یہ عقیدہ یقینی ہے لیکن علوم علوم عطا اور علوم غیبیہ کا عقیدہ یقینی ہے۔

امام قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کو اپنے غیوب سے مطلع فرمایا تھا۔ غیوب خمسہ سے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقف فرما دیا تھا۔ ہم عنقریب اس موضوع پر علامہ باجوری۔ علامہ شنوانی اور حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن آراء پیش کریں گے۔ پھر اس موضوع پہ علامہ مدابغی۔ علامہ فاضل عارف عشماوی جیسے جلیل القدر حضرات کے خیالات کی تصریح پیش کروں گا اور ان کے دلائل قاطع کی روشنی میں ثابت کروں گا کہ مولا تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم کو علوم غیبیہ عطا فرما دیئے تھے۔ پھر یہ بھی بتاؤں گا کہ ملائکہ کو نفخ صور کا علم وقوع قیامت سے پہلے ہی عطا فرما دیا گیا تھا اور اس مقدمہ پر امام فخر الدین رازی کے دلائل پیش کروں گا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام مخلوق الٰہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے علوم عطا ہوئے ہیں اور ہر قسم کے علم کا سرچشمہ حضور کی ذات کریمہ ہے۔ یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جو علم دیتا ہے اسے خود عالم اور اعلم ہونا

www.alahazratnetwork.org

ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم کو قبل قیامت کا علم ہونا اور ازل و ابد تک کے علوم کا ماہر ہونا۔ آیات اللہ کے منافی نہیں ہے۔ پھر ان علوم سے جو حضور نے تقسیم فرمائے ہیں۔ بڑھ کر حضور کا عالم ہونا بھی آیات کے منافی نہیں ہے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور کے تمام علوم اعلام الٰہیہ سے ہیں تو اب یہ بات خود بخود ذہن میں جھلک اٹھتی ہے کہ حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم تو دیا گیا مگر انہیں چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔

بلاشبہ یہ دونوں اقوال اور نظریات علماء کرام کے ہاں پائے جاتے ہیں اور جلیل القدر آئمہ نے ان اقوال اور نظریات کو رد نہیں کیا بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم مصطفیٰ پر ایک پورا باب اپنی شہرۂ آفاق کتاب خصائص کبریٰ میں سپرد قلم کیا ہے اور اس میں علمائے کرام کے ان نظریات پر تبصرہ فرمایا ہے کہ آیا حضور کو علم خمسہ بھی عطا فرمایا گیا علم ساعت علم روح بھی دیا گیا تھا حضور کو اس کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

www.alahazratnetwork.org

حضرت علامہ محمد ابن سید علامہ عبدالرسول برزنجی مدنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ میں دونوں نظریات کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ چونکہ امر ساعت سخت تھا اور اس کے علم کو اپنے لیے خاص کر لیا اور مخلوق میں سے کسی کو نہ بتایا۔ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا اور ساتھ ہی دوسروں کو خبر دینے سے منع فرمایا تاکہ قیامت کا ڈر اور خبرداری قائم رہ سکے۔ فرمایا ——
وَعَلَّمَهَا النَّبِیَّ۔ اور اسے حضور کو تعلیم دی گئی۔ لیکن اگر اس کو اور پڑھا جائے تو علامہ فرماتے ہیں کہ اسے یقیناً حضور کو سکھا دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسی قول کو پسند فرمایا۔

اس سلسلہ نے وہابیہ نے ایک رسالہ لکھ کر حضرت موصوف کے نام شائع

کر دیا اور اس میں حضور کے علوم پر بحث کر کے لوگوں کو دھوکا دیا مگر تنظریات سامنے آنے تو وہابیہ لاجواب رہ گئے۔ وہابیہ کی عادت ہے کہ جب انہیں دلائل بن نہیں پڑتے تو جعلی کتابیں شائع کر کے عام کر دیا کرتے ہیں اور مجاہدین فی الکذب بن کر سامنے آتے ہیں ایک وقت کے لیے یہ لوگ عادلین صادقین اور مصدقین کے قول کے برابر آتے ہیں مگر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے خیالات فاسدہ کی نسبت کبھی تو ملا علی قاری کی طرف کر دیتے ہیں۔ کبھی ابن کثیر کی طرف کبھی علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اور کبھی علامہ سیوطی کے رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالسف کے صفحہ ۹ کو نقل کرکے بڑھاتے ہیں حالانکہ یہ افترا ہے امام احمد بن حنبل کے اور جھوٹ ہے امام جلال الدین سیوطی پر۔ اس طرح یہ علامہ ملا علی قاری پر افترا باندھتے ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کے اقوال کا خلاصہ کر دیا گیا ہے۔ پانچ سو کے اور ہزار کے پھیر علامہ قاری کے خلاف بھی کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

لوح محفوظ کی باتوں کی تعلیم قبل از وقت اور واقفیت میں حکمت یہ ہے کہ ایمان اور تصدیق میں اضافہ ہو گیا اور ملائکہ جان لیں کہ مدد کا مستحق کون ہے اور مذمت کا ذمہ دار کون ہے اور ہر ایک کا مقام پہلے ہی معلوم ہو جائے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں ذکر کیا ہے کہ لوح محفوظ کے علوم پر واقف ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو باتیں واقعہ میں ظاہر ہونے والی ہیں۔ ان کا علم پہلے ہی عطا فرما دیا جائے خواہ لوح کی تحریر دیکھ کر ہو یا فضل خداوندی سے مطلع کر دیا جائے۔ اس کے نقوش کا مطالعہ کریں اور اکثر اولیاء اللہ کے احوال میں ثابت ہے کہ وہ نقوش لوح کا مطالعہ کرتے تھے۔

عینی فی اللوح المحفوظ

امام شطنوفی اور دوسرے آئمہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے غوث الثقلین غیاث الکونین سیدنا غوث اعظم ابی محمد عبدالقادر الحسنی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح روایت ہے کہ حضور غوث پاک فرمایا کرتے تھے کہ "عینی فی اللوح المحفوظ" میری آنکھ ہمیشہ لوح محفوظ پر لگی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کو اپنے حکم سے حکمت والے کام تقسیم کر دیتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ قیامت کے علم کے علاوہ چار علوم قیامت سے پہلے ہی فرشتوں میں بانٹ دیئے گئے ہیں کیونکہ فرشتوں نے تدابیر کرنا ہوتی ہیں اسی طرح اسرافیل علیہ السلام قیامت سے قبل ہی اپنے فرائض نفخ صور سے آگاہ کر دیئے جاتے ہیں تاکہ حکم ملتے ہی صور پھونک سکیں۔ اسرافیل نے ایک پر اس وقت سرنگوں کر دیا تھا جب حضور نبی کریم دنیا پر تشریف لائے اور دوسرا پر اس وقت گرائیں گے جب صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ حضور فرماتے ہیں مجھے کیسے چین آسکتا ہے جب صور پھونکنے والے نے صور اپنے منہ میں لے لیا ہے۔ اب وہ ارشاد خداوندی پر کان لگائے بیٹھا ہے اور حکم کے نازل ہونے پر ماتھا جھکائے بیٹھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی شریف میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھی گئی ہے۔ وہ فرشتہ اپنے دونوں زانوں پر کھڑا ہے۔ اسرافیل اس کے پر پر نگاہ جمائے کھڑے ہیں جو ابھی پھیلا ہوا ہے۔ جب وہ اس پر کو گرائیں گے تو یہ صور پھونک دے گا۔ صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت میں ان کے پر گرانے کا فاصلہ ہے۔ یہ ایک جنبش ہے تو جنبش تو زمانے میں ہوتی ہے تو بات ضروری ہے کہ قیامت کے واقعہ ہونے سے پہلے انہیں علم ہو۔ خواہ یہ علم ایک لمحہ پہلے ہو یا ہزار دوں سال

لہ یہ دلیل کتاب لکھتے وقت میرے ذہن میں آئی مگر کچھ دنوں بعد تفسیر کبیر کا مطالعہ

www.alahazratnetwork.org

جب یہ بات ایک مقرب فرشتہ کے لیے واجب ہے تو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کون سی محال چیز ہے۔ ان کے لیے یہ ناممکن بات نہیں کہ قیامت کے قیام سے دو ہزار سال پہلے آپ کو علم دیا جائے اور حضور کو حکم ہو کہ دوسروں کو نہ بتایا جائے۔

معتزلہ انہیں آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے اولیاء اللہ کی کرامات سے انکار کرتے ہیں۔ علامہ نے شرح مقاصد میں معتزلہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں غیب عام نہیں ہے بلکہ مطلق ہے۔ یا ایک معین ہے یعنی قیامت کا وقت اور اس پہ آیہ مبارکہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ میں قرینہ موجود ہے۔ اس میں قیامت کا ذکر ہے اور یہ ناممکن نہیں کہ بعض ملائکہ۔ بعض انسانوں خصوصاً بعض انبیاء کرام کو اس کا علم دیا گیا ہو۔

www.alahazratnetwork.org

یہ بات طے شدہ ہے کہ رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے۔ مگر اولیاء اللہ کے بارے میں مختلف رائیں ہو سکتی ہیں۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرمایا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسول جس پر اللہ راضی ہو غیب کے دروازے کھول دے گا۔ ولی اللہ

کرتا تھا۔ تو آیہ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ کی تفسیر پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وقت وقوع قیامت کسی پر ظاہر نہ کیا جائے گا۔ مگر الا من ارتضیٰ من رسول۔ مگر اس پر ظاہر کرے گا جس رسول پر وہ راضی ہوگا۔ قرب قیامت کے واقعات قرآن پاک میں کہے گئے ہیں۔ جس دن آسمان پھٹ جائیگا۔ پہاڑ اُڑنے لگیں گے۔ ملائکہ اتریں گے ملائکہ اس وقت جان لیں گے کہ قیامت آ گئی ہے میرا انسباط زیادہ قوی ہو گیا۔ تلنا بلی یظہرہ۔ کافی ہے۔

(احمد رضا خان۔ مدینہ منورہ)

رسول کا تابع ہوتا ہے اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کے والد محترم شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے تفہیمات الٰہیہ میں اپنا حال تحریر کیا ہے کہ انہیں خاص واردات میں وہ وقت دکھایا گیا تھا جب قیامت قائم ہوگی آسمان پھٹ جائیں گے مگر جب عالم بیداری میں آگئے تو آپ کو یہ واقعہ یوں محسوس ہونے لگا جیسے خواب تھا۔ جب ایسے اولیاء اللہ ایسے حالات سے واقف کر دیئے جاتے ہیں تو سبحان اللہ نبی کریم کہا اور آپ کا علم کہا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح فتوحات الالٰہیہ میں لکھتے ہیں اور پھر اپنی دوسری شرح فتح المبین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قیامت کا علم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے پکی بات یہ ہے کہ علماء کرام کے ایک طبقہ نے فرمایا۔ ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے پاس بلایا جب پوشیدہ چیزیں آپ پر ظاہر کردیں۔ ہاں حضور کو بتانے یا نہ بتانے پر حکم بھی تھا اور اختیار بھی تھا۔

عشماوی نے صلوٰۃ میں حضرت سیدی احمد کبیر بدوی نے اپنی شرح میں اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ تمام انوار ہیں اس ارشاد الٰہی کے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا۔ ہر چیز روشن کرکے بیان کی۔ حق قرآن کے نور سے چمک اٹھا جس طرح سورج کے چہرے سے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اب ہمیں ضرورت نہیں کہ پانچوں غیوب کی جزئیات پر گفتگو کریں جو اولیائے کرام سے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہ سمندر ہے جس کا نہ کنارہ معلوم ہے نہ گہرائی، اگر ہم گنانے لگیں تو کسی کنارے پر نہ پہنچ سکیں گے جیسے قرآن کی آیات شفاء بخشیں اس کی بیماریاں کہاں ختم ہو سکتی ہیں۔

نسأل اللہ الغفور العافیۃ وعلی الحبیب الصلوٰۃ والسلام۔

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسرا حصّہ

www.alahazratnetwork.org

الحمد للہ! (سابقہ صفحات سے) حق ظاہر ہو گیا۔ صحیح صورتِ حال واضح ہو گئی۔ آفتابِ ہدایت بے حجاب ہو کر درخشاں ہو گیا۔ یہ تمام ہم پر اللہ کا فضل ہے۔ دوسرے لوگوں پر بھی اللہ کا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

جو شخص اس احقر العباد کی تحریروں کو بغور مطالعہ نظر کرے گا۔ تو وہ ضرور فائدہ حاصل کرے گا۔ قلب و نگاہ سے ان تحریروں پر غور کرنے والا اُن ہٹ دھرموں کے تمام اعتراضات کا جواب سامنے پائے گا۔ مگر یاد رکھو ان موضوعات پر تفریح و بیان زیادہ نفع بخش ہوتا ہے لہذا ہم ان اعتراضات کا علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے کی کوشش کریں گے۔

www.alahazratnetwork.org

ایک سوال اور اس کا جواب

معترضین ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ جو حضرت فاضل البرالاکا مولانا سلامت اللہ سلمہ اللہ کے رسالہ اعلام الاذکیا مطبوعہ ہندوستان سکھا خر حصہ میں موجود ہے۔ آپ نے لکھا ہے۔

وَصَلِّ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

ترجمہ۔ اللہ درود بھیجے اس پر جو اول بھی ہیں آخر بھی۔ اور ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

میں ان معترضین کے جواب میں وضاحت کروں گا کہ مصنف نے ۔ رسالہ مجھے پاس بھیجا تھا۔ اور استدعا کی تھی کہ میں اس پر تقریظ لکھوں۔ میں نے ا ، پر

ان الفاظ میں تقریظ لکھی تھی۔

"زید کا قول حق اور صحیح ہے۔ بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بے شک اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا تھا۔ مشرق سے مغرب تک عرش سے فرش تک سب کا سب جہاں آپ کو دکھا دیا گیا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا تمام کان ما یکون کا عالم بنا دیا اس موضوع پر فاضل مجیب (سلمہ المولی القریب المجیب) نے جس تفصیل کی ضرورت تھی بیان کیا تھا۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد و عدل اور حکم فصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ ۔ ترجمہ۔ ہم نے آپ پر ایسی کتاب اتاری جو ہر چیز کو روشن بیان کرتی ہے۔

اس دلیل کے آخر تک جس نے مفصل تحریر و تقریر کی۔ اس تحریر سے ہر عامی سے عامی آدمی سے لے کر بڑے عالم فاضل تک اس نتیجے پر پہنچے گا کہ میں نے اپنی تقریر میں صرف اتنی سی بات کا ذمہ لیا تھا کہ جو دلائل فاضل مصنف نے پیش کیے ہیں۔ وہ بقدر ضرورت کافی ہیں اور اس میں رسالہ کے لفظ لفظ پر نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔ جس طرح اس میں دعویٰ کیا گیا تھا وہ ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ میں نے صورت دعویٰ کو اپنی عبارت میں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عقل و تمیز کے ساتھ علماء کی مجالس میں رسائی رکھتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تقریظ اور تصحیح کرنے والے میں کیا فرق ہوتا ہے۔ تقریظ لکھنے والا اگر یوں لکھے کہ میں نے رسالہ یا فتویٰ اول سے آخر تک غور و تامل کے ساتھ دیکھا ہے۔ جیسے گنگوہی نے براہین قاطعہ کی تقریظ میں لکھا تھا تو وہ اس رسالہ یا فتویٰ کی صحت و نقص کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس طرح کتاب میں

لکھے جانے والے تمام موضوعات وتصریحات کا تقریظ کرنے والا بھی ذمہ دار ہوتا ہے ۔اس کتاب کے تمام معانی وعبارات تقریظ کرنے والے کے مؤیدہ و مصدقہ ہوتے ہیں لیکن اگر یوں لکھا جائے کہ ہم نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا اور ہم اسے مفید سمجھتے ہیں اور پھر اس کی تعریف وتحسین کردی مگر اس کے طرز نگارش ۔اسلوب نگارش ۔دلائل روانی ۔الفاظ ومعانی کے بارے میں سکوت اختیار کی ہے ۔اور کسی قسم کا اقرار یا انکار نہیں کیا ۔اور فتویٰ پر صرف یہ لکھ دیا کہ "حکم صحیح ہے" اگرچہ بعض مقامات پر ناپسندیدہ الفاظ بھی ہوتے ہیں صرف حکم کو ہی صحیح بتایا تھا اگر لفظ لفظ زیادہ کر دیا تو یہ رائے کتاب کے نقائص کی ذمہ دار ہوگی۔ ہاں اگر مصححین نے اپنے الفاظ میں دلائل کی تصحیح کردی تو اس کے دلائل بھی اس کی ذمہ داری ہوگی ۔اگر ایسے تقریظ لکھنے والے اور مصحح نے بعض مقامات پر

www.alahazratnetwork.org

الفاظ ومعنی کی صحت کردی ۔الفاظ میں کمی بیشی بھی کی اور ان الفاظ کی درستگی کا تذکرہ بھی کیا تو اس کو کتاب کے تمام مطالب اور معانی کی ذمہ داری قبول کرنا ہوگی۔

اگر کسی مصحح نے یہ لکھا کہ آپ کا خارج اور زائد الفاظ پر کیا گمان ہے جنہیں کسی دلیل سے کوئی تعلق نہیں، نہ دعویٰ سے کوئی واسطہ ہے ۔تو عالمانہ طریقہ سے تو ہم تقاضا کریں گے کہ تقریظ لکھنے والے نے زائد باتوں کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔

یہی بات میرے ساتھ ہوئی۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کتاب کے اصل مسودہ کا لفظ لفظ کیا تھا ۔مگر مؤلف کا عربی ترجمہ جو اس کے معروف خط میں لکھا ہوا تھا ۔جس خط میں ان کے دوسرے رسالے یا فتاوی آتے ہیں ۔اس میں یوں لکھا ہے۔

"درود بھیجے ۔جو اوّل وآخر ظاہر وباطن اور ہر چیز کا داناہے ان پر جو

اس آیۃ کریمہ کے مظہر ہیں۔ وہی اوّل و آخر ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔ اس بات پر کسی شخص کو وہم تک نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ مطبع میں جا کر کاتب یا مصحح نے مظہر کا لفظ مِن سے بدل دیا ہو۔ اسی طرح کاتب نے میری تقریظ میں جہاں محمد کا لفظ ہے وہاں محبوب لکھ دیا ہو[1]۔ اگر کوئی ایسی غلطی ہیں ہے تو بہتر۔ ورنہ ہم فرض کر لیں گے کہ اصل عبارت ایسی ہی ہے جیسی چھپی ہے۔

میں مجیب کو جانتا ہوں۔ پہچانتا ہوں۔ وہ عالم ہیں سُنی العقیدہ ہیں۔ صحیح المسلک ہیں بدمذہب ہوں۔ معاندوں کو زخم لگانے میں مشّاق ہیں وہ اپنے بھائیوں کا کلام حتی المقدور بہتر سے بہتر انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے اہل ایمان سُنی بھائیوں سے اُمید ہے کہ وہ اس معاملہ کو بہتر تاویل و توجیہ سے دیکھیں گے مگر جن لوگوں کے دل میں کھوٹ ہے۔ وہ محروم رہیں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔

دوسرا جواب

بعض لوگوں کو اس آیۃ کریمہ میں لفظ مِن اور مَنّ (سکون نون اور بہ تشدید نون) میں اشتباہ پیدا ہوا ہے۔ وہ مِن کو اسم موصول بنا کر پڑھتے ہیں۔ وہ مَنّ (بہ تشدید و کر نون) آیۃ کریمہ کی طرف مضاف کر کے نہیں پڑھتے۔ جس سے یہ معانی ظاہر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیجے جو اس آیۃ کریمہ کی نعمت ہیں۔ وہ حضور نبی کریم محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو فرمایا اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا۔

---

[1] دیکھیں صفحہ ۲۹ تہران صفحہ ۲۹ پہ ہیں چھپا ہے۔

حضور نبی کریم نعمت الٰہیہ ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ نعمت الٰہی سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نبی کریم نشّت قرآن کی منّت ہیں۔ اس آیۂ کریمہ کے اپنے خاص مقام پر خصوصی معانی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کوثر و تسنیم آخر ہیں ہیں تمام جہان سے اوّل ہیں۔ حضور نے اللہ کی تمام مخلوقات کو اپنی آنکھوں سے تخلیق ہوتے دیکھا۔ آپ تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر جتنے علوم نازل فرمائے تھے حضور ان علوم کے جامع تھے اور حضور کے معجزات سے ظاہر ہوتے رہے اور پھر حضور سے غیب کی خبروں کا ظاہر ہونا بھی کمالات نبوت سے ہے۔ حضور اپنی ذات گرامی سے باطن ہیں آپ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کے مظہر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روز اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا اپنے اللہ کے بتانے سے ایک ایک چیز کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر ان پانچ اسمائے حسنہ کی تجلی فرمائی۔ اور حضور پر احسان فرمایا۔ جس طرح ہم پر حضور کو مبعوث فرما کر احسان فرمایا اس لحاظ سے اس آیۂ کریمہ کے منت ہیں۔

حضور کے اسمائے مبارکہ

اس میں شک نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے مبارکہ سے موسوم ہیں۔ ہمارے والد مکرم قدس سرہٗ المعظم نے اپنی کتاب مستطاب سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں حضور کے ستر سٹھ اسمائے لکھے ہیں۔ ہم نے اپنی تالیف کتاب الفردوس الاسماء الحسنیٰ من الاسماء الحسنیٰ میں بھی ایک معقول تعداد کا اضافہ کیا ہے پھر جن محدثین نے حضور کے ان اسماء مبارکہ کو روایت کیا ہے اور جہاں جہاں سے وہ نام اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کو عطا فرمائے ہیں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح علامہ زرقانی کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہ تمام اسمائے مبارکہ

www.alahazratnetwork.org

ملتے ہیں علہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نفیس حدیث بیان فرمائی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضور نبی کریم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضور کی خدمت میں یہ چار اسماء گرامی پیش کئے۔ پھر ہر ایک نام کی تشریح اور تفصیل بیان کی اور ہر ایک کی وجہ بھی بیان کی۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے شرح شفا شریف میں لکھا ہے کہ عسانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور سلام کرنیکے بعد کہا، تم پر سلام ہو اے اوّل۔ تم پر سلام ہو اے آخر۔ تم پر سلام ہو اے ظاہر اور تم پر سلام ہو اے باطن۔ میں نے ان خطابات کو سننے کے بعد کہا۔ یہ خطابات تو صرف اللہ کے لیے مخصوص ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا۔ بیشک یہ اوصاف صرف اللہ کے لیے ہی ہیں۔ مگر مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ سے ان خطابات سے بات کروں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے یہ اوصاف عطا فرما کر اپنے فضل سے نوازا ہے اور تمام انبیاء و مرسلین کے علاوہ آپ کو ان اوصاف سے متصف فرمایا ہے۔

آپ کے لیے اپنے ناموں سے نام تجویز فرمائے اور اپنی صفات سے آپ کی صفت بیان فرمائی ہے۔ آپ کا نام اوّل رکھا۔ کیونکہ آپ پیدائش کے لحاظ سے اوّل الانبیاء ہیں۔ آپ کا نام آخر رکھا۔ کیونکہ آپ زمانے کے لحاظ سے آخر الزماں رسول ہیں۔ آپ کی اپنی امت اور سابقہ انبیاء کی اُمتیں آپ کے پیچھے ہوں گی۔ آپ کا نام باطن رکھا۔

علہ حال ہی میں صوفی برکت علی صاحب سالار والا نے چار ضخیم اور خوبصورت جلدوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہزار اسماء گرامی جمع کیے ہیں۔ فاروقی

www.alahazratnetwork.org

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ سرخ نور سے عرش کی پیشانی پر لکھا۔ آپ کے والد جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہی آپ کا اسم گرامی عرش الٰہی پر گونج رہا تھا۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ پر درود و سلام پیش کروں اور میں درود و سلام پیش کرتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ہزارہا برس بعد آپ کو مبعوث فرمایا آپ بشیر بھی ہیں اور نذیر بھی۔ آپ داعیاً الی اللہ بھی ہیں۔ سراج منیر بھی ہیں۔ آپکا نام ظاہر بھی ہے۔ کیونکہ آپ کو تمام ادیانِ عالم پر ظاہر اور غالب فرمایا۔ آپ کی شریعت تمام مذاہب عالم پر ظاہر کر دی گئی۔ آپ کو زمین و آسمان کی مخلوقات پر فضیلت دی گئی۔ آپ کا اطاعت گزار وہی ہوگا جو آپ پر درود بھیجے گا۔

محمد اور محمود

آپ کا رب محمود ہے آپ محمد ہیں۔ آپ کا رب اوّل ہے ظاہر ہے اور باطن ہے۔ آپ بھی اوّل ہیں۔ آخر ہیں ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اللہ کی حمد اور تسبیح کی۔ جس نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ حتیٰ کہ اپنے اسماء و صفات سے متصف فرمایا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں درۃ الغواص اور جواہر والدرر میں لکھا ہے کہ حضور کی شان بے مثال اور بے نہایت ہے اور وہ ذات میں جامع اور مظہر میں فاتح ہیں۔ آپ ہی اوّل ہیں آپ ہی آخر ہیں آپ ہی ظاہر ہیں آپ ہی باطن ہیں۔[1] صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہم نے اس بحث کو اس جملہ پر ختم کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجے ان پر جو اوّل ہیں آخر ہیں ظاہر ہیں اور باطن ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ

۱؎ نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ —— علامہ اقبال

www.alahazratnetwork.org

کا قول ہے کہ وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن اور کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۝

اگر آپ ان آیات الٰہیہ کے حقائق پر بحث کریں تو میں واضح کردوں گا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ روشن قرینہ یہ ہے کہ یہ ضمیر حضور کیلئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس موضوع پہ مزید وضاحت فرماتا ہے۔

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ وَتُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ۝

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو ایسا رسول بنا کر بھیجا۔ جو حاضر بھی ہے۔ ناظر بھی، خوش خبری دیتا ہے اور ڈرسناتا ہے۔ اے لوگو! تم ایمان لاؤ اللہ پہ اس کے رسول پہ۔ رسول اللہ کی تعظیم کرو۔ توقیر کرو اور اللہ کی تسبیح کرو صبح وشام۔

www.alahazratnetwork.org

تُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ کی ضمیریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہیں اور تُسَبِّحُوۡہُ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یہ وجہ ہے۔ قاری حضرات تُوَقِّرُوۡہُ پہ پہنچ کر رک جاتے ہیں توقف کرتے ہیں اور اس سے ضمائر پہ کسی قسم کا انتشار کا شبہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ پاکی تو اللہ کی ذات کے لیے ہے اور تسبیح بھی اسی سے مختص ہے۔ اور اس صفت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسے صرف اور صرف اللہ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

جواب چہارم ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مصنف نے بقول آپ کے تمام ضمیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے منسوب کردی ہیں؟

مگر ہم کسی کی نیت اور دل کے ارادوں پہ حکم نہیں لگا سکتے۔ صرف اتنی بات پہ معنی پہنا کر کسی کو کفر کا حکم لگانا اور وہ مصنف کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا کہاں کا انصاف

سے ہے ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور کے علیم ہونے پر کسی مسلمان کو کیا کافر کو بھی اختلاف و انکار نہیں ۔ جسے حضور کے احوال سے معمولی واقفیت بھی ہو وہ حضور کے علیم ہونے سے انکار نہیں کر سکتا ۔ رہا یہ مسئلہ کہ کل کا لفظ استعمال نہ کیا جائے تو میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ قرآن کریم نے متعدد مواقع پر کل کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

۱۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۔ ترجمہ : اللہ کل شئی کا عالم ہے ۔

یہ لفظ جملہ مفہومات پر حاوی ہے ۔ واجب ممکن و محال ہے ۔ سارے تمام اصولیوں نے بھی متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے کہ کوئی عام ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی تخصیص نہ پائی جاتی ہو ۔

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ کل شئی پر قادر ہے ۔

یہ قدرت ان ممکنات پر شامل ہے ۔ خواہ وہ موجود ہوں خواہ معدوم ہوں ۔

www.alahazratnetwork.org

ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ۔ میں بڑی تفصیل گفتگو کی ہے ۔ کیونکہ اگر واجب پر قادر ہو تو خدا نہیں رہے گا ۔ اگر محال پر قادر ہو تو منجملہ محال اس کا فنا ہونا بھی ضروری ہے ۔ اس پر قادر ہوگا تو اس کی فنا ممکن ہے تو اس کا وجود واجب نہ ہوگا تو خدا نہ رہے گا ۔

۳۔ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ ۔ ترجمہ : بیشک اللہ تعالیٰ کل شئی کو دیکھ رہا ہے ۔

یہ جملہ صرف موجودات کو شامل ہے ۔ جن میں ذات ، صفات الٰہی اور ممکنات داخل ہیں ۔ ان میں محالات و معدومات نہیں ہیں کیونکہ معدوم تو نظر آنے کے قابل نہیں ہمارے علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں اس نکتے کی تشریح کی ہے ۔ خصوصاً سیدی عبدالغنی نابلسی نے اپنی تصنیف مطالب وفیہ میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے ۔

میں وضاحت کروں گا کہ بہت سی ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جو واقعہ میں موجود نہیں ہوتیں ۔ شعلہ جوالا میں دائرہ ۔ برستی ہوئی بارش کے قطروں میں لکیریں ۔ سر کے چکرانے

ہیں گھر کا چلنا ایسے مواقعہ پہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظر نے خطا کی ہے۔ اس کی نظر کو دھوکا ہوا ہے۔ جو چیزیں دکھائی دی ہیں۔ وہ اسکی نگاہ کی غلطی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ کسی غلطی اور دھوکے سے پاک ہے۔

۴۔ اَللّٰہُ کُلِّ شَیٍٔ خَالِق ؛ ترجمہ : اللہ کل شئی کا خالق ہے۔

یہ بات ان ممکنات میں شامل ہے۔ جو کسی زمانے میں وجود ہو۔ واجب اور محال کو نہیں۔ پھر اس ممکن کو بھی نہیں۔ جو نہ کبھی ہوا تھا۔ نہ ابدالآباد تک کبھی ہوگا۔

۵۔ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ فِی اَیَامٍ مُبِیْنٍ۔ ترجمہ : ہر چیز ہم نے شمار کر دی ہے ایک روشن پیشوا اور ایام میں۔

یہ صرف ان حادث چیزوں پر مشتمل ہے۔ جو ازل سے آخر تک ہوئیں۔ اور ہونگی ان میں غیر متناہی علوم نہیں ہیں۔ کیونکہ متناہی تو محدود ہوتا ہے۔ وہ بعض حدوں میں گھر جاتا ہے۔ اور وہ غیر متناہی کو گھیر نہیں سکتا۔ مندرجہ بالا دلائل میں ہم نے قرآن کی پانچ آیات پیش کی ہیں۔ پانچوں جگہ ایک ہی لفظ کل کا استعمال ہوا ہے۔ لفظ ایک ہے ہر جگہ اس سے عموم ہی مراد ہے۔ مگر ہر بات نے اتنی کثیر چیزوں کا احاطہ کیا ہے۔ جو اس کے دائرہ میں ہیں۔ نہ وہ چیزیں جو اس سے باہر ہیں۔ اور اس کی قابلیت نہیں رکھتا اس بات پر کوئی عقلمند اور دانشور شک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک فاضل اور قرآن کا عالم!

ہم سابقہ صفحات پر یہ ثابت کر آئے ہیں کہ قرآن عظیم کی آیات اور صحاح کی احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر ناطق ہیں۔ روز اول سے آخر تک جَمِیْعَ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ یعنی تمام مکتوبات لوح محفوظ کا علم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور علماء کرام نے اس مسئلہ کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

حضرت علامہ علاء الدین مدقق رحمۃ اللہ علیہ نے "درالمختار" لکھی ہے اور واضح کیا

ہے کہ بعض اسماء جو خالق و مخلوق میں مشترک ہیں۔ ان کا بولنا جائز ہے۔ صرف ایک بات سامنے رکھی جائے گی کہ مخلوق کے لیے اس کے معانی اور لیے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اور ہوں گے۔ یہ بات کہ وہ کل شیئ کا عالم ہے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہوگی تو پہلے معانی یعنی ذاتی اور کلی ہوں گے۔ لیکن جب یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہوگی۔ تو اس سے مراد عطائی اور انعامی معانی ہوں گے۔ ایسے نظریہ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

جواب پنجم ہمارے آقا شیخ محقق عبدالحق محدث بخاری دہلوی قدس سرہٗ جو احناف کے اجلہ علماء اور اکابر اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شہرت علمی سے کان اور مکان بھرے ہوئے ہیں۔ ان کی علمی خوشبوؤں کی مہک سے عالم اسلام کے شہر اور میدان مہک اٹھے ہیں۔ ہمارے علماء مکہ بھی ان کی جلالت شان اور رفعت علمی کے قائل ہیں۔ حضرت شیخ محدث کی گراں قدر تصانیف عالم اسلام میں داد تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ لوگوں نے دینی معاملات میں ان کتابوں سے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ اشعۃ اللمعات چار جلدیں۔ جذب القلوب۔ شرح سفر السعادت دو جلدیں۔ فتح المنان فی تائید مذہب النعمان۔ شرح فتوح الغیب حضور کے احوال پہ مدارج النبوت دو جلدیں۔ اخبار الاخیار آداب الصالحین اصول حدیث پر ایک مختصر رسالہ اہل علم کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔ حضرت شیخ کی وفات کو تقریباً تین سو برس گزر چکے ہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع خلائق ہے اور لوگ روحانی برکات حاصل کرتے ہیں۔ اس امام الجلیل القدر والفخر قدس سرہٗ نے

ا؎ ان تصانیف کے علاوہ شیخ محدث کی مزید کتابیں جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ اہل علم کے لیے مشعل راہ بنی ہیں سوانحی تفصیل حیات شیخ عبدالحق دہلوی مولفہ جناب خلیق احمد نظامی ملاحظہ فرمائیں۔ (فاروقی)

اپنی کتاب مدارج النبوت کا آغاز اسی آیۂ کریمہ سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح یہ کلمات اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنی حمد بیان فرمائی۔ اسی طرح اپنے محبوب مکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کو بھی جیسے محمود اور مطلوب ناموں سے یاد فرمایا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث قدسی میں ہزاروں اسمائے حسنہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب فرمایا ہے۔ نور۔ حق۔ حلیم۔ حکیم۔ مومن۔ مہیمن۔ ولی۔ ہادی۔ رءوف۔ و رحیم کے علاوہ ہزاروں مشترک نام بیان فرمائے مگر یہ چاروں نام خصوصیت سے حضور کو عطا فرمائے گئے۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر اور باطن ایسے ہی اسماء حسنیٰ میں سے ہیں۔ ہر نام کی وجہ اور شرح بھی بیان فرمائی اور حضور کو ہر شے کا عالم قرار دیا۔

حضور کی علمی رفعت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپکی ذات کو عالی شان اور مرتب سے نوازا۔ ان میں صفات حق کے احکام۔ اسماء و افعال اور آثار غرضیکہ جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ حضور نے جمیع علوم اوّل و آخر ظاہر و باطن کا احاطہ فرمایا آپ اس آیۂ کریمہ کے مصداق کامل ہیں فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ ہر علم والے کے اوپر بھی ایک علم والا ہے۔ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوٰتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ۔

www.alahazratnetwork.org

اگر حضور کے ان اوصاف کریمہ کا اظہار شریعت میں جرم ہے۔ تو میں کہوں گا حضرت محدث دہلوی کا گناہ۔ تو تمہارے حبیب سے بڑھ کر ہوگا، حالانکہ فاضل حبیب کے وہی امام ہیں اور وہی پیشوا ہیں کیا حضرت محدث پر بھی آپ حضرات حکم لگانے کی جسارت کریں گے؟ کیا معاذ اللہ وہ بھی تمہارے فتویٰ کی زد میں آکر کافر کہلائیں گے؟ حاشا للہ کیا وہ بھی گمراہ اور گمراہ گر کہلائیں گے؟ کیا وہ عالم اہل دین کے ستون اور حضور کے علم کے وارث نہیں ہیں؟ اس کا جواب اگر نہ ملا۔ تو ہم ان نقاب پوشوں کے منہ سے پردے اٹھا

دیں گے۔

مزید تشریح

یاد رہے کہ ہر زمانہ میں خلفاء مقرر ہوتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم ظاہری سے دنیا میں ظہور لانے تک جاری رہا اللہ تعالیٰ کے آخری خلیفہ حضور مکرم نور مجسم ہی تھے۔ آپ اس کائنات پر درخشاں آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے۔ ہر نور آپ کے نور کے سامنے ماند پڑ گیا۔ ہر روشنی آپ کی ضیاؤں میں گم ہو گئی۔ ہر علم آپ کے علم کے سامنے بے اثر ہو گیا۔ تمام شریعتیں اور ادیان عالم آپ کے دین کے سامنے منسوخ ہو گئے۔ آپ کی امامت اور عظمت ظاہر ہو گئی۔ آپ ہی اول آپ ہی آخر۔ آپ ہی ظاہر آپ ہی باطن ٹھہرے۔ وہی ہر چیز کا علم لے کر آئے۔ یہ آیۂ کریمہ سورۂ حدید میں آپ کے علوم کی شہادت لے کر جلوہ گر ہوئی ہے حدید (لوہا) میں سختی بھی ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی حضور مبعوث ہوئے تو ایک تلوار تھے دنیا پر چھائے تو رحمت کی بارش تھے۔

www.alahazratnetwork.org

آیۂ کرسی حضور کی نعت ہے

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں آیۂ کرسی کی تشریح کرتے ہوئے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کو حضور سے ہی منسوب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کون ہے جو قیامت کے دن اللہ کے حضور شفاعت کرے گا؟ وہ اللہ کا بندہ خدا کا محبوب ہی اجازت یافتہ شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق آپ کو یہ بشارت اس وقت پوری کر کے دکھائی جائے گی جب آپ مقام محمود پر مبعوث ہوں گے۔ یَعْلَمُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ تمام احوال جانتے ہیں۔ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ جو آپ کے سامنے ہیں۔ ابتدائی امور سے قبل اور مخلوق کی پیدائش سے بھی پہلے کے وَمَا خَلْفَهُمْ جو آپ کے بعد قیامت تک کے حالات ظاہر ہونے والے

ہیں۔ وہ اپنے علوم خداداد سے لوگوں کی منزلوں، معاملات اور حکایات کو جانتے ہیں۔ آپ سب انبیاء کرام کے حالات اور خبریں بیان فرمائیں گے۔ آپ ہی آخرت کے تمام امور کو جانتے ہیں۔ جنت و دوزخ کے حالات ان کے سامنے ہیں۔ عام لوگ ان حالات سے کچھ نہیں جانتے ہاں صرف اتنا جانتے ہیں اِلَّا بِمَا شَاءَ جتنا نبی کریم چاہتے ہیں جتنے علوم و احوال آپ کے صدقے امت تک پہنچیں۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ آپ کی کرسی وسیع ہے۔ زمین و آسمان عرش و فرش اپنی تمام وسعتوں کے باوجود یوں ہیں جیسے آسمان کے نیچے ایک چھلّا پڑا ہوا ہو۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ روح انسانی کے لیے آسمان و زمین کے اسرار کا تحفظ گراں نہیں ہے۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھا دیئے تھے۔

اب ہم معاندین سے سوال کرتے ہیں کیا حضرت علامہ نیشا پوری کی یہ تفسیر اور وضاحت بھی کفر ہے؟ العیاذ باللہ

www.alahazratnetwork.org

میرے تاثرات

میں نے جب نیشا پوری قدس سرہ کی تفسیر میں یہ مقام پڑھا تو میرے دل پر القاء ہوا کہ ان کی تشریح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ میں حضور کی ذات کریم کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور آپ ہی کو شفاعت کی اجازت سے نوازا گیا ہے۔ آپ ہی باب شفاعت کھولیں گے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا اِلَّا بِاِذْنِهٖ کا مستحق نہیں۔ سوال کرنے والا یہ بات معلوم کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتا کہ بارگاہ الٰہی میں تشفیع کے لیے اس بات کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ وہ پہلے اس شخص کے حالات سے پوری طرح واقف ہو جس کی شفاعت کرنا مقصود ہو۔

حاشیہ: یہ سطور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ نے قیام مدینہ منورہ کے دوران لکھی تھیں۔

جس جس کی شفاعت کرنا ہوگی۔ اس کے ایمانی مراتب۔ اعمال باطنہ وظاہرہ کے بارے میں پورا پورا علم ہوگا۔ جو شخص شفاعت رسول کے اہل ہوگا آپ اسی کی ہی شفاعت فرائیں گے۔ پھر حضور کو یہ بھی علم ہوگا کہ اسے کس لغزش پر شفاعت درکار ہے۔ اسے کس قسم کی شفاعت ضروری ہے اور وہ کس حد تک شفاعت کا سزاوار ہے اور کون سی قسم کی شفاعت کا حقدار ہے۔ پھر کونسی شفاعت بارگاہِ الٰہی میں اسکی نجات کا باعث بن سکے گی کیونکہ شفاعت کی ہزار ہا قسمیں ہیں اس کے مواقع اور مقامات ہیں۔ اگر شفاعت کرنے والے کو علم ہی نہ ہو تو وہ کیا شفاعت کرے گا۔

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ط

ترجمہ:۔ کوئی بات نہ کرے گا مگر جسے اللہ رحمن نے اذن دیا اور وہ ٹھیک ٹھاک بولا۔ یہ اجازت حضرت محمد رسول اللہ کو ہی ملی ہے۔

www.alahazratnetwork.org

اور آپ ہی سارے جہانوں کے علوم پر حاوی ہیں۔ جو ہیں بالخصوص تمام جہانوں کو جانتے ہیں۔ وہ ہر چیز کو ہر آن میں پہچانتے ہیں۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ آپ ان تمام چیزوں کو جو آپ کے سامنے ہیں جانتے ہیں۔ مَاکَانَ جو آپ سے پہلے تھا۔ مَایَکُوْن جو آخر زمانے تک ہوگا۔ یہ تمام علم عطا کرنے والے رب نے آپ کو بتا دیا تھا۔ ہم سابقہ صفحات پر احادیث نبویہ سے یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہر چیز روشن کر دی جو روشن کرنا ضروری تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ انبیاء کرام پر روشن کی تھیں۔

حضور نے سب کچھ جان لیا۔ اللہ کی عطا سے جان لیا اور حضور کو ان تمام چیزوں کا وہ ادراک ہو گیا جو دوسروں کو نہ ہوا تھا۔

لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ ۔ وہ اگلے علم سے کچھ نہیں پاتے جب تک انہیں اسکی تعلیم نہ دی گئی۔ اور جس قدر اِلَّا بِمَا شَآءَ آپ چاہیں گے۔

یاَیُّھَا شمس الفضل کَوٰ اکبھ
یظھرن انوارو ومالنّا ہیں فی الظلمٰو

آپ بزرگی کا آفتاب ہیں۔ دوسرے تمام ستارے ہیں جو لوگوں پر اپنے انوار پھیلاتے رہتے ہیں مگر یہ سارا انور حضور کے چشمۂ نور سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

حضور کی شفاعت کی وسعتیں

حضور کے مشفوع لہم جو ہیں اولین و آخرین کی اتنی کثرت ہے کہ ان کا حصر اور شمار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ان تمام کے آپ ایک شفیع ہیں۔ ایک شخصیت ہیں آپ کا سینہ نہ کبھی تنگ ہوتا ہے نہ آپ شفاعت کرنے سے اُکتاتے ہیں۔ حضور کا سینہ کیسے تنگ ہو سکتا ہے جبکہ وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کی بشارت آپ کو ملی ہے۔ آپ کے سامنے تو آسمانوں اور زمینوں کی وسعتیں ہیچ ہیں۔ کیا کوئی بدبخت سے بدبخت انسان بھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضور کے قلب اکرم جن کے سامنے عرش کی وسعتیں یوں محدود ہیں جیسے آسمانوں کے سامنے ایک مچھر کیا آپ شافع محشر نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ محسوس کر سکتے ہیں کہ اتنی کثرت مخلوق میں سے شاید کوئی آپ کو بھول جائے مگر قرآن نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں آسمان و زمین کی حفاظت اور ان کے درمیان تمام بسنے والی مخلوق کی نگرانی آپ کے ذمہ ہے۔ پھر اللہ نے اپنے فضل سے آپکو شفاعت کی قوت عطا فرمائی۔ آپکی شفاعت کی وسعت کا اندازہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا کلام کتاب ازالۃ الاوہام سے ملخصاً پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہر وہ شخص جو حضور کے دامن علم سے وابستہ ہے اُسے اس تحریر سے خوشی ہو گی اور اسے قلبی اور ذہنی فرحت ہو گی۔ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم۔

میں اس مقام پر وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے ان آیات کے ان معانی اور تفسیر سے مکمل اتفاق نہیں ہے اور نہ ہی علامہ مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دعویٰ کیا

www.alahazratnetwork.org

ہے لیکن یہ گفتگو ان تاویلات حسن اور اشارہ پر مشتمل ہے ۔ جو اہل حق اہل باطل کے لیے پیش کرتے ہیں ۔ ایک حدیث میں ہے ۔ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ ۔ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ۔ جہاں کتا ہو ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل (قلب) اور ملائکہ تجلیات الٰہیہ کا گھر ہے اور کتا تو شہوات و نجاست کی جگہ ہے ۔ اہل بصیرت نے ان معانی اور تاویل سے کبھی انکار نہیں کیا ۔ البتہ حضرات باطن اپنے کمال ایمان و عرفان کی بنا پر ایسے معانی کو پسند کرتے ہیں ۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد میں بسا اوقات ایسے نکتے بیان فرمائے ہیں جو اگرچہ بعید اور غریب ہوتے ہیں مگر لطیف ہوتے ہیں ۔ ظاہر بیں علماء تو اُن پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی غلطیاں بیان کرتے ہیں ۔ مگر گلشن کا گلہا لعوض ودواناک کی صورت میں مقبول کیا جاتا ہے ۔ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ خود بخود بیان ہو جاتی ہے ۔ قلب بھی ایک ایسا مقام ہے جو نصیحت قبول کرتا ہے ۔ بسا اوقات دل کی گہرائیاں لیلیٰ وسلمیٰ جیسے معشوقان خیالی کی طرح میں رنگ تغزل سے بھی محبوب حقیقی خصوصاً سید الانبیاء کی نسبت سے لطف اندوز اور سبق آموز ہوتی ہیں ۔

تفسیروں میں ایسا لکھا گیا ہے کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ترجمہ :- تم اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو ۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو یوں محسوس کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے ۔ بعض عارفین امت دوسرے تَرَاہُ پر رک گئے ۔ انہوں نے سوچا کہ اِنْ لَّمْ تَکُنْ ۔ اگر تم ایسا نہ ہو سکو ۔ یعنی تو اپنے نفس سے فنا ہو جائے ۔ تو اب اسے دیکھے ۔ پھر تو مقام مشاہدہ پہ پہنچ جائے گا ۔ کیونکہ تیرا نفس ہی تیرا حجاب ہے ۔ جس کی وجہ سے تو مشاہدۂ حق سے محروم رہتا ہے ۔

اس مقام پہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اعتراض کیا ہے کہ اگر ان بزرگان دین کی

تاویل اور معانی کو درست مان لیا جائے تو قَرْیَاۃ میں الف نہ ہوتا۔ اور اس طرح ہوتا۔ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ اس کا ماقبل سے کوئی ربط نہیں۔ پھر حدیث کے الفاظ کی روایات پے در پے لائے جو اس تاویل کی متحمل نہیں ہیں کہ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔

اس بحث پر حضرت محدّث دہلوی علامہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں یوں جواب دیا ہے کہ الف کا مضارع مجزوم میں ایک مروّجہ لغت میں ہے اور اسی بنا پر یہ روایت ابن کثیر سے قول الٰہی میں اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَرْتَعِیْ وَیَلْعَبْ اور قول الٰہی وَمَنْ یَتَّقِیْ وَیَصْبِرْ بھی ایسے ہی ہیں۔ ایک شاعر کا یہ شعر بھی اسی امر کا اظہار کرتا ہے۔ ؎

اَلَمْ یَاْتِیْکَ وَالْاَنْبَاءُ تَنْمِیْ

www.alahazratnetwork.org

نحوی حضرات جانتے ہیں کہ جب ماضی کی شرط ہو تو جزم وجزا کا واجب نہیں۔ اگرچہ معنی جیسا کہ بیان ہے۔ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ امکان رؤیت پر دلالت کرتا ہے مگر دیدار الٰہی کا امکان بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی ہمارا اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھنا تو ثابت ہے۔ مگر علماء عربی نے ان معانی کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جو ان کے باطن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت غلبۂ حال محویت و فنا ان کے دلوں پر وارد ہوتی ہے۔

ہم اس بحث کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہوئے یوں کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے اپنی مشہور کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ میں رد کیا ہے مگر انہوں نے ابراز اوّل اور ثالث میں مفصل گفتگو کی ہے۔ اور آپ نے جواب ثانی پر بحث نہیں کی۔ صرف اتنا کیا کہ جو کہا گیا ہے اس کے موافق نہیں ہے۔ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ تو سابق کلام سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ اس کا تعلق لاحق سے بھی ہے۔ میں اس مقام پر

بعض شارحین سے اتفاق نہیں کر سکتا۔

بعض روایات میں یوں ہے کہ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَرَاهُ ـ فَاِنَّهُ يَرَاكَ تو اگر اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے فَاِنْ لَمْ تَرَهُ فَاِنَّكَ يَرَاكَ۔ میرے نزدیک ارتباط کی کئی اور وجوہ بھی سامنے آتی ہیں فَاِنَّهُ يَرَاكَ مجھے اُمید ہے کہ یہ نکتہ لطیف تر اور نفیس ترین ہے۔ جس طرح ہم یہ کہتے ہیں۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اگر تو نہ ہو اور فنا ہو جائے۔ اس کی شہود کی خواہش میں تَرَاهُ تو اسے دیکھے گا اور مراد کو پہنچ جائے گا۔ فَاِنَّهُ يَرَاكَ بیشک وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھ سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں۔ تو جب اس نے تجھے دیکھا تو تو نے اپنی جان اس کے لیے فنا کر دی۔ وہ کسی کو نا امید نہیں کرتا کیونکہ تو مقامِ احسان تک پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ایک دوسرا نکتہ یوں سامنے رکھیے۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تو اگر نہ ہو تو یقیناً تو اسے دیکھ رہا ہے کیونکہ تو فنا ہو گیا اور ہی باقی ہے اب وہی اپنی ذات کا دیدار کرنے والا ہے۔ اور کیونکر نہ دیکھے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تو یقیناً فناہ ہو چکا ہے۔ جب تو فنا ہو جائے پھر ہی اسے دیکھ سکے گا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس کی آنکھ کا کوئی پردہ نہیں ہے۔ فَاِنَّهُ يَرَاكَ تو وہ بیشک تجھے دیکھ رہا ہے اور تو ایک صورت خیالی خواب میں آنے والی ہر تو تجلی عکس و ظل میں سے ہے۔ تو کیسے حسن حقیقی کو اور جمال اصلی کو نہ دیکھ سکے گا۔

www.alahazratnetwork.org

امام قیشری رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ میں حضرت یحییٰ بن رضی علی کی سند سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سلیمان دمشقی نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے سُعتر بَری کی آواز سنی تو غش کھا کر زمین پر گر گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ دوستوں نے دریافت کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آواز آ رہی ہے۔ اسعتر بری یعنی کسرو بُرد اور وہ نیکی اور احسان ہے۔ اگرچہ طواف کرنے والے اسے بہ فتح با پڑھتے ہیں۔ کتاب مرقی فی مناقب

سید محمد شرقی ۔ میں فاضل مصنف عبدالخالق ابن محمد ابن احمد بن عبدالقادر (جو سید محمد شرقی کے نواسے تھے) اس نے لکھا ہے کہ ایک شخص مصر کی گلیوں میں ذکر کرتا پھرا ہے اور یہ صدا لگاتا تھا یَا سَعْتَرْ بَرِّیْ اس صدا کو اللہ کے تین بندوں نے سُنا اور اس کا علیحدہ علیحدہ مطلب لیا ۔ ایک جو اہلِ ہدایت میں سے تھا ۔ اسعتر بری کا مطلب یہ لیا کہ تو کوشش کر اور میری اطاعت کرتا جا ۔ تمہیں میری کرامت کی عطائیں دکھائی دیں گی ۔ دوسرا متوسط آدمی تھا اس نے کہا یہ شخص یا سعتر بری کہہ رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میری بھلائی کس قدر وسیع ہے جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اور میری اطاعت کرتا ہے وہ مجھے پالے گا ۔ تیسرا اہلِ نہایت سے تھا ۔ اس نے کہا کہ یہ کہہ رہا ہے ۔ اَلسَّاعَۃَ تَرٰی بِرِّیْ یہ تینوں بزرگ اس ایک جملے سے اپنے اپنے مذاق کے مطابق وجد میں آ گئے ۔

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ بعض اوقات ایک عجمی بھی عربی شعر پر جھوم اٹھتا ہے اور اسے بھی وجد آ جاتا ہے کیونکہ عربی کے بعض حروف عجمی طرز اور وزن پر ہوتے ہیں اگرچہ انکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے مگر عجمی اس مترنم آواز سے ہی لطف اندوز ہو جاتا ہے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں ۔

www.alahazratnetwork.org

مَا زَارَنِیْ فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُہٗ
فَقُلْتُ لَہٗ اَھْلًا وَّسَھْلًا وَّمَرْحَبًا

میں نے اسے خواب میں خیالی صورت میں دیکھا تو میں نے اسے کہا اھلاً و سھلاً مرحبا !!
اس شعر پر ایک ایسا شخص جو عربی سے ناواقف تھا ۔ وجد میں آ گیا ۔ لوگوں نے اسے پوچھا تم کیا سمجھے ۔ اس نے بتایا ۔ اس کا مطلب یہ ہے مازارم ۔ کہ مرنے کے قریب ہوں ۔ (زار بزبان فارسی ہلاکت کے ہوتے ہیں) اسے خیال آیا کہ ہم سارے موت کے کنارے پہنچ چکے ہیں ۔ تو اس نے اسے اپنے معانی پہنا کر مطلب حاصل کر لیا ۔ ہم مندرجہ بالا صفحات میں آیۂ کریمہ کی تشریح نہیں کر رہے ۔ بلکہ یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ مشرجان

اور شارحین لب اوقات اپنے طور مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔ در حقیقت ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ ذاتِ مصطفیٰ سے محجوب اور ناواقف ہیں۔ انہیں آپ کے علوم اور ذات سے اتنی بھی واقفیت نہیں جتنی ایک عام پڑھا لکھا انسان رکھتا ہے۔ تو وہ مقام مصطفیٰ کو کیسے پا سکیں گے۔ علماء ظاہر تو اپنی جگہ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کرام کو جو اسرار عطا ہوتے ہیں۔ اس کا ادراک ایسے نا بینا علماء کو کس طرح ہو گا؟ یہ لوگ مسائل کی تکفیر سے نہیں ڈرتے اور اپنی جہالت سے ان کے ایمان سے انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر اسی انکار پر اصرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہ ہدایت پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کا مبلغ علم کیا ہے جو اللہ کے نور سے محروم ہیں۔ وہ نور بصیرت نہیں پا سکتے۔

نسئل اللہ العفو والعافیۃ۔

www.alahazratnetwork.org

دوسرا سوال

محیب کا یہ جملہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہو گا سب کچھ جانتے ہیں مخالفین کے لیے حیران کن اور قابل اعتراض ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے مجیب کے کلام کا ترجمہ کرتے وقت غلط بحث سے کام لیا ہے۔ ان کے ہاں ازل سے آپکا تعلق کوئی نہیں ہے۔ ازل کی اصطلاح کو جب علم کلام کی روشنی میں دیکھا جائے گا تو یہ معنی ہوں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ازل سے موجود ہے۔ جس کی ابتدا نہیں اور یہ کھلا کفر ہے۔ کیونکہ اس سے نبی کریم صاحب کو تر و تسنیم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ مجیب کے اقوال میں ایسا نہیں۔ انکی عبارت یوں ہے کہ بے شک جلد ما لہ تعلق تعلم شامل ہے ان تمام غیبات کو ازل سے ہو گزریں اور ابد تک ہوں گے۔

ازل سے ابد تک

اس عبارت میں حضور کا قدیم ہونا اور ابتدا کا نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ حضور کا علم ازل سے ابد تک کے تمام

کائنات کو شامل ہونا ثابت ہے۔ ہم اسی کے بارے میں کلام کریں گے۔ یاد رہے جب ازل سے ابد تک کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ تو اس سے متکلمین یہ مراد لیتے ہیں۔ جس کے وجود کی ابتدا معلوم نہیں۔ اور وہ جس کے بقا کی انتہا نہیں۔ اس معنی تک جمیع اشیاء کا علم ہونا کوئی محال چیز نہیں اور ہم سابقہ صفحات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسے علم کا مالک ہے۔ کسی مخلوق یا بندے کو یہ قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور کسی بندے کے لیے ایسا علم ماننا عقل و نقل کی رو سے محال ہے مگر بارہا ابد و ازل بولنے والوں کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ گزشتہ اور آئندہ کا طویل زمانہ۔

ابد کے معانی

ابد کے معنی حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائے ہیں۔

"قدیم ہے جس کی ابتدا نہیں"۔

اس معنی کا اطلاق مجازاً اس پر بھی ہوتا ہے جس کی عمر طویل ہو۔

اسی طرح عارف باللہ امام علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جواہر الدرر میں اپنے شیخ عارف باللہ سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

کہ میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ حضرت اس سے کیا مراد ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے لکھ لیا ازل میں۔ باوجودیکہ ازل کا تعقل نہیں ہے۔ مگر صرف اتنا ہے کہ وہ زمانہ ہے اور زمانہ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا لکھنا قدیم ہے؟ تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کتاب ازلی سے مراد تو صرف علم الٰہی ہے جس نے تمام اشیاء کو گھیر لیا ہے مگر ازل وہ زمانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اول موجودات کے درمیان معقول ہے۔ اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے تمام انسانوں کو اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تھا اور یہی زمانہ ہے جب انبیاء کرام نے میثاق کو

کو پورا کرنے کا عہد کیا تھا۔

اس بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے نے ازل بمعنی زمانہ نہیں لیا۔ بلکہ ایک مخلوق ہے۔ حادث ہے اور غیر قدیم ہے۔ عارف باللہ مجیب نے یہ نکتہ واضح کر دیا ہے کہ ازل وہ زمانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا۔ اب ازل کے معانی میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔

امام احمد بن خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ نے مواہب اللدنیہ جلد دوم میں فرمایا ہے کہ علامہ ابو محمد شقر سقراطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور قصیدہ میں کیا خوب فرمایا ہے کہ تمام ملک اللہ کے لیے ہیں۔ یہ اعزاز نبوت کو ازل کے روز ہی عطا فرما دیا گیا تھا اگر ازل سے مراد قدم ہے تو اس وقت عرش کہاں تھا۔

میرے سردار عارف باللہ حضرت مولینا نظامی قدس سرہ السامی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نعتیہ شعر کہا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

محمد کازل تا ابد ہر چہ ہست

بہ آرایش نام او نقش بست

ازل سے ابد تک جو چیز بھی پیدا کی گئی وہ تو حضور کے اسم گرامی سے ہی ظاہر ہوئی تھی۔ یعنی تمام چیزیں حضور کے قدام اور حشم سے ہیں اور حضور کی عزت و ناموس کے ہی یہ سارے جلوے ہیں۔ میں معترضین سے پوچھتا ہوں کہ یہاں حضرت نظامی نے ازل سے کیا مراد لی ہے؟ اگر ایسے کلامی اصطلاح پہ لیا جائے تو معاذ اللہ صریح کفر ہے لہٰذا اسے سید عارف باللہ کے کلام پہ حمل کرنا ہوگا۔ میرے نزدیک یہ معنی درست اور صحیح ہیں۔ ازل سے ابد تک کی جگہ روز اول سے روز قیامت تک ملتی گئی مگر اعتراض کرنے والوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بس اعتراض ہی کرتے جاتے ہیں۔

جواب دوم

اگر کتاب کے صفحہ ۱۶ پر عبارت سامنے رکھی جائے اور اسے غور سے پڑھ لیا جاتا۔ تو مجیب کی عبارت کا مطلب صاف واضح ہو جاتا اور ہماری طرح صحیح مطلب پر پہنچ جاتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ میں تمام گزری ہوئی چیزیں اور آنے والی چیزیں مرقوم و محفوظ ہیں۔ ازل سے ابد تک یہ چیزیں لوح محفوظ کا حصہ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اول و آخر کے زمانے کو ان لوگوں نے لوح محفوظ میں محدود مانا ہے۔ تمام متناہی علوم لوح محفوظ کی زینت ہیں تو پھر اس میں ولہٰذا ازل سے ابد تک کے علوم ما سوا کے ماننے میں کیا تردد ہے۔

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابد سے تمام چیزیں لوح میں موجود ہیں۔ اس موجود و مرقوم سے وہی مراد ہے جو ہم لے رہے ہیں۔

جواب سوم

کاش یہ حضرات کتاب کا صفحہ ۱۱ پڑھ لیتے۔ تفسیر روح البیان سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے سنئے! تم اپنے رب کے فضل سے پوشیدگی والے یا محجوب نہیں ہیں۔ جو کچھ ازل سے ہوا اور جو کچھ ابد تک ہوگا۔ تم پر کچھ چھپا کر نہیں رکھا گیا۔ لہٰذا جن کے معانی پوشیدگی ہے بلکہ تم تو جو کچھ گزرا ہے یا ہونے والا ہے ہر چیز سے خبر رکھتے ہو۔

www.alahazratnetwork.org

اس فاضل مفسر نے ہمارے علاوہ مجیب کے مطالب کو واضح طور پر بیان فرما دیا ہے اگر یہ بات گناہ ہے تو صاحب تفسیر روح البیان پر اعتراض کیا جائے جو مجیب کے پیش رو کی حیثیت سے قرآن کی تفسیر فرما رہے ہیں۔ کیونکہ مجیب نے تو اپنے لفظوں میں حضور کے علوم کی وضاحت کی۔ جبکہ مفسر علام اللہ تعالیٰ کے الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے وہی علوم مصطفیٰ بیان کر رہا ہے پھر مفسر پر کفر اور گمراہی کا فتویٰ کیوں نہیں داغا جاتا۔ پہلے صاحب تفسیر روح البیان پر فتویٰ لگائیں پھر مجیب کو ہدف تنقید بنائیں۔

سوال سوم

مجیب کا یہ دعویٰ بھی معترضین کو اچھا نہیں لگا کہ حضور کا علم تمام غیبوں کو شامل ہے کہ اگر غیب سے مراد تمام علوم الٰہیّہ اور معلومات خداوندی کو تفصیل وار احاطہ کرنا ہے تو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایسا نظریہ کسی بھی مخلوق کے لیے عقلاً اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے۔ لیکن یہ کہا جائے جو کچھ ازل سے ہوا اور ابد تک ہوگا۔ ان تمام کو حضور کے علوم محیط ہیں تو اس میں کسی قسم کا شبہ یا شک نہیں۔ حضور کے علوم تمام ازل و ابد کے معاملات کو محیط ہیں۔ یہ بات حق اور سچ ہے۔ یہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہے کہ کاش یہ لوگ غور کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تبیاناً لکل شیء۔ حضور نے فرمایا۔ فتجلّٰی لی کل شیء۔ میں نے ہر چیز کو روشن فرما دیا۔ حضور فرماتے ہیں کہ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی۔ علماء کرام کی رائے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزئی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے اور آپ نے کائنات کے تمام علوم کا احاطہ کر لیا تھا تو پھر حضور کو کائنات کے علوم میں شک کرنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرما دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم نے تمام عالم کا احاطہ کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے جو کچھ گزرا اور جو کچھ ہوگا سب جان لیا۔ حضور تمام کائنات کے واقعات کو ایسے دیکھتے ہیں جس طرح آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں، آپ تمام اشیاء مخلوقہ کے عالم ہیں۔ آپ نے تمام علوم اوّل و آخر ظاہر و باطن کا احاطہ فرما لیا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عارف پر ہر شے روشن ہوتی ہے۔ اب ان اقوال و عبادات کے بعد جمیع غیوب کے تسلیم کرنے میں کون سی رکاوٹ رہ جاتی ہے۔ کیا لوگ اپنے اقوال اپنی عقلوں کو کلمات اللہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقوال کریمہ مزمودات علماء کرام سے زیادہ اہم خیال کرتے ہیں۔ اگر ہمارے معاندین عقل کے ناخن لیں تو جس قدر علمی وسعتوں میں غور کریں گے حضور کے علوم کی وسعتیں کھلتی نظر آئیں گی اگر یہ نظریہ کفر۔ نادانی۔ یا جہالت ہے۔ تو پہلے اللہ رسول

www.alahazratnetwork.org

کا کلام بدلو، علماء دیوبند کو کافر اور گمراہ قرار دو۔ اس کے بعد حضرت علامہ مجیب یہ فتویٰ کی بازی کر دو۔

سوال چہارم معترضین کو ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی ابتدا یا انتہا ہے؟ کیا اس علم کی کوئی حد یا حساب ہے؟

میں کہتا ہوں۔ ابتداء تو ضرور ہے کیونکہ آپ مخلوق ہیں اور مخلوق کا علم حادث ہوتا ہے اور حادث ہی رہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معلومات کی گنتی اور حساب تو صرف اللہ کے علم میں ہی ہے کوئی دوسرا اسے حساب و شمار میں نہیں لا سکتا۔ کوئی آدمی یا فرشتہ حضور کے معلومات کو شمار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ بات بھی غلط ہے کہ حضور کا علم کسی مقام پر جا کر ٹھہر جاتا ہے یا رک جاتا ہے اور اس کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا علم مسلسل اضافہ پذیر رکھا ہے۔ ہمارے محبوب ابد الآباد تک ذات و صفات الٰہیہ کے علم میں ترقی فرماتے رہیں گے۔ ہم اس موضوع پر سابقہ صفحات میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

سوال پنجم اعتراض کرنے والے پوچھتے ہیں کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ذرہ بھر بھی کمی نہیں کی۔ اس سے مراد کیا ہے؟

کیا ازل سے ابد تک حضور کے علم سے کوئی شے کم نہیں ہوئی ؟ یا کچھ اور مراد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی ذرہ حضور کے علم سے خارج ہو گا تو یہ صاف حدوث کی طرف ناظر ہو گا۔ ذرہ کی بجائے یہ لفظ مثقال بڑھا کر سوال میں اشتباہ پیدا کر دیا گیا ہے حالانکہ میں نے مثقال کے لفظ کو استعمال نہیں کیا تھا۔ معترض میرے کلام میں خود ہی بعض چیزوں کا اضافہ کر کے تردید و تردد کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس طرح معترض مثقال ذرہ کا لفظ پیش کر کے ازل سے ابد تک کے درمیان ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ذرہ کا وجود اس وقت موجود تھا اور ازل سے ذروں کا وجود تسلیم کرانا چاہتا ہے۔ یہ ایک گمراہ کن تخیل ہے۔ وہ لفظ مثقال کو

بڑھا کر باور کرانا چاہتا ہے۔ کہ ازل سے بھی کوئی چیز تولی جاتی تھی۔ حالانکہ ازل میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مثقالوں میں تولی جائے۔ وہاں تو صرف اللہ کی ذات ہے۔ اسکے اوصاف کامل ہیں۔ تردد و احتمال گلزی کی طرف ناظر رہ گیا۔ یا اس میں ظاہر ہوا۔ یہ دراصل ان گمراہ کن نظریات کی بنیاد ہے۔ یہ حرکت ایسی ہے جو دوسروں کے لیے کنواں کھودے مگر خود اس میں گر پڑے۔

ہم بار بار یہ بات دہرا چکے ہیں اور روز روشن کی طرح واضح کر چکے ہیں کہ ازل کا لفظ نہ میرے کلام میں ہے نہ وہ معنی اور مطلب جو معترض لینا چاہتا ہے۔ میری مراد ہے میں جواب دوم میں تین مرتبہ اس کو دہرا چکا ہوں۔ انسان کے مراتب ہوتے ہیں۔ پہلا رتبہ صالح مسلمان کا ہے جو سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرتا۔ اگر خدانخواستہ شعور سے کوئی ایسا لفظ سنائی دیتا ہے۔ جس کے دو معنی لیے جا سکیں تو وہ اچھی تاویل کرتا ہے اور برائی اور نقصان سے پھیر دیتا ہے دوسرا درجہ ہے جسے توفیق تو نہیں ہوتی مگر وہ اپنی دیانت سے اپنے آپ کو ایسی شرارت سے محفوظ رکھتا ہے جس سے فساد پیدا ہو۔ ایسا انسان اپنے دین کو بھی محفوظ کر لیتا ہے اور اپنے بھائیوں کے لیے بھی بے معنی چیزیں نہیں سوچتا۔ جس سے کسی قسم کی بدنامی اور تہمت آئے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو مندرجہ بالا نعمتوں سے یکسر محروم ہو کر آخری حد تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر اسکی آنکھ میں کچھ حیا باقی ہوتی ہے۔ وہ اگر کوئی بری چیز محسوس کر پاتا ہے۔ تو اس کے افشاء کی جرأت نہیں کرتا۔ کیونکہ افتراء اور بہتان تراشی سے اس کی آنکھ کی حیا اسے روک دیتی ہے اور وہ اپنی زبان سے دوسروں کو ایذاء نہیں پہنچاتا۔ ہاں معاشرے میں بعض ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں۔ جو حسد کا شکار ہیں وہ تباہ ہو کر حد سے گزر جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں اور حق سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ وہ معمولی بات سن کر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔ میں ایسے علماء اور حضرات کو متنبہ کرتا

یوں کہ وہ ہمیشہ نقصان میں رہیں گے۔ ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ میرے بیان کردہ مسائل اور گزارشات سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ میرے الفاظ کو توڑ موڑ کر ایسے معانی نہ پہنائیں جن کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ لفظ ازل کی عظیم تصریح موجود ہے۔ میری مراد اسی تصریح اور تاویل سے ہے اور آخر اور روزِ ازل کے واضح معانی بیان پھر تاویل و تصریح کے دروازے بند نہیں ہوئے تھے۔ مگر حسد کی بیماری تو انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

اے میرے دوستو! ان تمام نقائص سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری ہدایت کا ذمہ دار ہے۔ الحمد للہ تم الجواب وظہر الصواب۔

حرفِ آخر

سابقہ صفحات کی تحریر ایک کتاب کی شکل میں جمع ہو گئی ہے۔ اس کا نام الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ رکھا گیا۔ یہ تام تاریخی اور خوبصورت ہے پھر ان مقاصد پر بھی روشنی ڈالتا ہے جنہیں میں بیان کر چکا ہوں یہ ابجد کے حروف سے سال تالیف و تصنیف کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

الحمد للہ۔ اس بندہ ضعیف نے اس کتاب کا پہلا حصہ سات گھنٹوں میں مکمل کر لیا تھا۔ پھر اسے مزید مفید بنانے کے لیے نظرِ ثانی کا اضافہ کیا اور بے پناہ مصروفیتوں کے باوجود آج ظہر کے بعد دوسرا حصہ بھی مکمل ہو گیا۔ اس حصہ پر مجھے ایک گھنٹہ مزید صرف کرنا پڑا۔ بحمد اللہ یہ ۲۶ ذی الحجہ بروز بدھ بوقت عصر مکمل ہو گیا۔

وَأَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَأَكْمَلُ السَّلَامِ عَلَى الْمَوْلَى الْمَخْصُوصِ لِطِيبِ النَّشْرِ مُتَشَفِّعًا بِهٖ يَوْمَ الْحَشْرِ وَعَلٰى آلِهِ الْكِرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ مَا ذَرَّ الْفَجْرُ وَلَيَالٍ عَشْرٍ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

تمت بالخیر

www.alahazratnetwork.org

تلخیص و ترجمۂ تقاریظ

www.alahazratnetwork.org

از

مولانا عبدالرحمٰن بیتوی

۱

احمد الجزائری بن السید احمد المدنی

(مفتی مالکیہ، مکۂ معظمہ)

علامۂ زماں، یکتائے روزگار، منظورِ انظار، سیدِ عدناں، منبعِ عرفان، حضرت مولانا الشیخ احمد رضا خاں کا رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کا مطالعہ کیا۔ یہ ایسی تالیف ہے جس سے ہر صاحبِ توفیق سمجھدار انسان نفع حاصل کرے گا۔ مصنف پر یہ الزام کہ علمِ الٰہی اور علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مساوات کے قائل ہیں، اس رسالے کے مطالعے سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ رسالے میں ایسی کوئی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو اپنے افضال سے نوازے اور مسلمانوں میں ان جیسے بہت سے علماء پیدا کرے۔ آمین!

(۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

www.alahazratnetwork.org

۲

شیخ اسمٰعیل بن خلیل

(حافظ کتب الحرم ۔ مکہ معظمہ)

حضرت جناب سیدی خاتمۃ الفقہاء والمحدثین اعال اللہ بقاءکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو [illegible]ت سے محفوظ رکھے ، آمین !

آپ سے جدا ہو گیا مگر دل نہ چاہتا تھا ، کیا کریں دستورِ زمانہ یہی www.alahazratnetwork.org کئی بار سوچا کہ پھر حاضرِ خدمت ہوں لیکن ماں اور بھائی ضعیف ہو گئے ہیں جن کی خدمت کے لئے مجبوراً جانا پڑا ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ، کہ مرتے دم تک آپ کی چوکھٹ پر پڑا رہوں اور آپ کے حضور حاضر رہوں ۔ میں جمعہ کے روز نماز کے وقت بمبئی پہنچا ، حاجی محمد قاسم صاحب میرے ٹیلی گرام کے مطابق اسٹیشن پر انتظار میں تھے ، وہ اپنے گھر لے گئے ، میں نے خیال کیا شاید ان کے بال بچے یہیں ہوں گے لیکن رات کو معلوم ہوا کہ میری وجہ سے پورا گھر خالی کرا دیا ہے ۔ اس پر مجھے خوشی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اپنے نفس پر ملامت کرتے ہوئے میں نے کہا کہ تو لوگوں پر کیسا بوجھ ہے ، کیا ہر جگہ ایسا ہی کرے گا ؟

حاجی صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ ہمارے پاس بیٹھے ہیں

اور بے حد خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صلہ عطا فرمائے، آمین!

حضور! حاجی صاحب نہایت ہی عبادت گزار ہیں رات کو صرف دو گھنٹے سوتے ہیں، باقی رات نماز اور تلاوتِ قرآن میں گزار دیتے ہیں، کاروباری انہماک کے باوجود اتنی محنت و ریاضت کرتے ہیں۔

میری طرف سے حضرت مولانا حامد رضا صاحب، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا صاحب اور حاجی کفایت اللہ صاحب کو تحفۂ سلام قبول ہو۔ ان حضرات نے میرے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ میں نہیں دے سکتا، اللہ تعالیٰ ہی اس کا صلہ عطا فرمائے۔ میری جانب سے میری والدہ یعنی مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کی والدہ سلام قبول فرمائیں۔ ان کا ذکر مناسب تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو آپ کا تیسرا فرزند شمار کرتا ہوں ——— ان سے فرمائیں کہ اس سعادت سے مجھے نوازیں، میں آپ کے احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوب خوب نوازے اور روزِ محشر میرا دستگیر بنائے۔ آمین!

آپ کا بیٹا

حافظ کتب

اسمٰعیل

۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

www.alahazratnetwork.org

۳

حسین بن محمد

(مدرس حرم نبوی، مکہ معظمہ)

عالم و عامل ہستی کامل شیخ احمد رضا خاں بریلوی کی تالیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ میں نے مطالعہ کی، اس میں ایسی قوی دلیلیں ہیں جو مخالفین کو خاموش کر دیتی ہیں، جو شخص بھی اس کتاب کے مقابلے پر کوئی نظریہ پیش کرے گا مغلوب ہوگا۔

www.alahazratnetwork.org

(صفر ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء)

۴

محمد یحییٰ

(مدینہ منورہ)

حضرت استاذ مکرم شیخ محمد کریم اللہ صاحب کی طرف سے سلام پیش خدمت ہے۔

گزارش ہے کہ الدولۃ المکیہ سے متعلق پہلا اور دوسرا ٹیلیگرام موصول ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت استاذ شیخ عبد الحمید آفندی عطار نے فرمایا ہے کہ میں نے مفتی آفندی صاحب کو تقریظ کے لئے مذکورہ کتاب روانہ کردی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تقریظ جلد لکھ کر مجھے بھیج دیں گے پھر میں آپ کی خدمت میں روانہ کردوں گا۔

(۱۵ رجب ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

۵

احمد بن محمد بن محمد خیر السناری

(مدینہ منورہ)

حقیقت محمدیہ کو پرکھنے سے ساری کائنات عاجز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میری حقیقت کو میرے مالک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء، اولیاء، صلحاء اور علماء نے اپنے اپنے ادراک کے مطابق جانا پہچانا ہے۔ مقام قرب میں تفاوت ہے اس لئے مدرکین کے مقامات بھی مختلف ہیں۔ سب ہی نے رخ مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا ہے۔ آپ ابوالارواح ہیں۔

مخالفین جاہل قوم ہیں جو حق سے اس قدر غافل ہو گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت علامہ استاذ فاضل شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ میں نے مطالعہ کی۔ اس میں مؤلف نے منکرین کا خوب رد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

۵ رجمادی الاخری ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء

۲

سید عمر بن سید مصطفےٰ غنیطہ

(مدینہ منورہ)

سعادتِ ابدیہ کا امیدوار سید عمر بن مصطفےٰ غنیطہ، خادم حدیث حرم نبوی عرض کرتا ہے کہ حضرت علامہ عارف ربانی، استاذِ کبیر، عالم بے نظیر حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" مسجدِ نبوی میں مجھے سنائی گئی، میں نے اس کو مختصر مگر جامع و صحیح پایا، یہ وہم کی تاریکی سے نکال کر فہم کی روشنی کی طرف لے جاتی ہے۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تعالےٰ اس کو مفید بنا سکے۔

آمین!

(۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

www.alahazratnetwork.org

۷

عبد القادر حلمی الحسنی الخطیب

(مدینہ منورہ)

جب میں مدینہ منورہ میں زیارت روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا تو بعض احباب نے علامۃ السند و علامۃ الدہر حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں صاحب کی تالیف الدولۃ المکیہ کو دیکھنے کے لئے اصرار کیا چونکہ وطن واپسی کا وقت قریب آچکا تھا اس لئے جلدی جلدی رسالہ مذکورہ کو پڑھا۔ میں نے اسے سرچشمۂ تحقیق پایا، اس سے واضح ہو گیا کہ مؤلف علامہ کے بارے میں جو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر سمجھتے ہیں، سراسر جھوٹ و بہتان ہے۔ اس الزام کے خلاف یہ کتاب ایک روشن ثبوت ہے۔

(۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

www.alahazratnetwork.org

۸

عبدالکریم ابن التارزی بن عزوز التونسی

(مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ)

استاذ کامل، فرید عصر، یگانۂ دہر حضرت علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیہ" دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے مضامین قابل اتباع ہیں جو حقیقت میں الہامات ربانیہ ہیں۔ اللہ تعالے مؤلف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان جیسے افراد بکثرت پیدا فرمائے آمین!

www.alahazratnetwork.org

۹

عبداللہ احمد اسعد گیلانی الحسنی الحموی

(مدینہ منورہ)

اس رسالہ معتبرہ کو کسی تعریف و توصیف کی حاجت نہیں سمجھتے میں نے اس طرف سے پہلو تہی کیا، اس کے علاوہ بڑے بڑے علماء و فضلاء اس پر تقریظیں لکھ چکے ہیں، اب حضرت مؤلف مدظلہ اللہ تعالے کے بارے میں لکھتا ہے۔

آپ کی ذات گرامی مشہور و معروف ہے، مدینہ پاک میں

www.alahazratnetwork.org

سید احمد علی اور شیخ کریم اللہ سے ملاقات ہوئی، دونوں نے آپ کی تعریف و توصیف کی جب ان حضرات سے معلوم ہوا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل عشق اور حضرت غوث اعظم سے کامل محبت ہے تو اللہ کے لئے مجھے ان سے محبت ہوگئی اس لئے کہ محبوب کا دوست بھی محبوب ہوا کرتا ہے ——— ہر چیز کو آثار سے پرکھا جاتا ہے آپ کے آثار ان حضرات کی گواہی کی تصدیق کرتے ہیں، کاش کہ آپ کے اعداء انصاف سے کام لیتے اور آپ کی محبت رسول کی قدر کرتے تو سر جھکائے بغیر نہ رہتے۔

حضرت! آپ اس قوم کی ملامت سے غمگین نہ ہوں، ان کا جھوٹ اس وقت ظاہر ہوا جب وہ اپنے زعم میں آپ کو آزمانے لگے

پھر آپ کو بے داغ پاکر مایوس ہوئے۔ آپ کو اجرِ عظیم ملا اور آپ کی رفعت اور قدر و منزلت میں اضافہ ہوا گویا کہ دشمنوں نے آپ کی عزت و حرمت بڑھانے میں سر توڑ کوشش کی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس کے دشمنوں کو اس کے لئے مددگار بنا دیتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو ——— آپ اس قول کے مصداق ہیں کہ "جبریل اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا عہد کرتا ہے" اور یقیناً اللہ تعالےٰ روح القدس کے ذریعہ آپ کی مدد فرماتا ہے۔ آپ غالب ہیں اور علم کا علم آپ کے سر پر بلند ہے ——— میں اس مقام رفیع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

www.alahazratnetwork.org

۱۰

علی بن علی الرحمانی ،

(مدرس کلیۂ حرم نبوی ، مدینہ منورہ)

یہ رسالہ عالم علامہ ، بحر فہامہ ، معدن فصاحت و براعت ، اہل علماء اہل السنۃ والجماعۃ ، مولانا و استاذنا شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے ، میں نے اس رسالے کو شافی و کافی اور جامع و وافی پایا جو مؤلف بزرگ کے کمال علم پہ دلالت کرتا ہے ، بیشک وہ اکابر علماء اہل سنت میں سے ہیں - اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے نفع پہنچائے اور ان کے برکات و نفحات ہم پر اور تمام مسلمانوں پر لوٹاتا رہے - آمین !

میں نے اس بزرگ اور بلند مرتبہ تالیف کے مطالعہ کی تاریخ لکھی ہے -

www.alahazratnetwork.org

۱۲

محمد بن سید الواسع حسینی الادریسی

(مدینہ منورہ)

۱۳۳۰ھ میں جبکہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، فخر ہند علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تصنیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ کی خبر ملی مجھے یہ رسالہ بہت پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ مبارکہ کے مصنف کو جو صاحب نقد و نظر ہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ اس مبارک تصنیف سے انہوں نے اہل سنت کے دلوں کو مسرور کیا۔

www.alahazratnetwork.org

بعض غیب تو بعض اولیا براہ راست بھی جانتے ہیں چنانچہ میرے والد ماجد سید واسع سے زندگی میں اور انتقال کے بعد بہت سی ایسی کرامتیں ظہور میں آئیں جو علوم غیبیہ کی خبر دیتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کی کیا بات جو اولین و آخرین کے سردار ہیں۔

(۱۳ جمادی الثانیہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)

۱۳

محمد توفیق الایوبی الانصاری

(مدینہ منورہ)

رسالہ "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" جو حجم میں چھوٹا ہے معلومات کے لحاظ سے بڑا ہے۔ فاضل مصنف سے میری التجا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں، ان کی دعائیں قبولیت کے شایانِ شان ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلصانہ محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو بہتر بدلہ عطا فرمائے اور آخرت میں اپنی کامل نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

بیشک مصنف پاکیزہ بیان والے ہیں، انہوں نے اپنے پاکیزہ دلائل بیان کرکے مخلوق و خالق کے علم میں فرق کردیا ہے اور اپنے بے خطا تیر سے حقیقت کے جگر کو شکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جیسی ہستیاں زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے اور اپنے جود وسخا کی بارشیں کرے۔ آمین!

www.alahazratnetwork.org

۱۴

یعقوب بن رجب

(مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ)

مدرس حرم نبوی یعقوب بن رجب ایک خواب عرض کرتا ہے جو اس رات دیکھا جس رات کتاب الدولۃ المکیہ حاصل کی۔

چونکہ میں دولت مکیہ کا خطبہ پڑھ کر سوگیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کھل گیا ہے جس پر لکھا ہوا ہے:-

"کتاب نور ہے اور کتاب کے حروف انتہائی تعظیم کے لائق ہیں"

www.alahazratnetwork.org

اس سے مجھے انشراح صدر حاصل ہوا اور میں نے یقین کیا کہ یہ خواب کتاب کے مطالعہ کی برکت سے نصیب ہوا، پھر جب اس کتاب کو پورا پڑھ چکا تو حضرت مؤلف کی مدح میں چند کلمات لکھے اور سوگیا۔ خواب میں دیکھا کہ حجرۂ مقدسہ کا دروازہ طیبہ کسی خادم نے کھولا اور کچھ لوگ داخل ہوئے ہیں اور میں بھی حضرت حمزہ کی زیارت کے ارادہ سے داخل ہوا ہوں۔ دیوار پر میں نے ایک پیالہ دیکھا، میں سمجھا کہ اس میں پانی ہے۔ مجھے پینے کا اشتیاق ہوا لیکن اجازت لینے کے لئے توقف کیا ——— پھر مجھے معراج سے واپسی پر حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا یہ قصہ یاد آگیا کہ آپ جب معراج سے واپس تشریف لارہے تھے

کسی وقت پر آپ نے پانی کا پیالہ دیکھا اور پلا اذن نوش فرمایا تو میں نے بھی اس پیالے کو اٹھایا، اس میں خالص دودھ تھا، اس کو میں نے سیر ہو کر پیا، پھر بھی باقی بچ گیا۔ دیکھتا ہوں کہ میں باب طیبہ کے پاس کھڑا ہوں اور کتاب (الدولۃ المکیہ) میرے سینے پر ہے جس کو ہاتھوں سے سمیٹے ہوئے ہوں، پھر آنکھ کھل گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب بڑی شان والی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں مرغوب و محبوب ہے۔

(ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

www.alahazratnetwork.org

۱۵

محمد یٰسین بن سعید

(مدرس حرم نبوی ، مدینہ منورہ)

ادیب لبیب شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطالعہ کی اور اس کو قابلِ قبول پایا کیونکہ یہ ان باتوں سے پاک ہے جو اللہ تعالےٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس میں ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ جمیل ہے اللہ تعالےٰ اس کے مصنف کو آپ کے طفیل مقبولیت وسعادت عطا فرمائے اور ان کی تمام امیدیں و آرزوئیں بر لائے ، آمین۔

www.alahazratnetwork.org

(رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

۱۶

محمود بن صبغۃ اللہ

(مدینہ منورہ)

یگانۂ روزگار، یکتائے زمانہ، علامۂ دہر مولانا احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطالعہ کی۔ بیشک اس رسالے میں ایسی باتیں ہیں جو بیمار کو صحت عطا کریں اور تشنہ کاموں کو سیراب کریں۔ اس رسالے میں مسئلہ علم غیب کی پوری پوری تحقیق کی ہے اور ان امور کی حقیقت واضح کر دی ہے جن میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو دونوں جہان میں اچھا بدلہ عطا فرمائے اور دونوں جہان میں ان کے درجات بلند فرمائے، آمین!

www.alahazratnetwork.org

(۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)

۱۷

محمود بن علی عبدالرحمٰن الشوبل

(مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ)

بندۂ حقیر مدرس حرم نبوی محمود بن شیخ علی عبدالرحمٰن شوبل عرض کرتا ہے کہ حضرت عالم النحریر، والکاتب الشہیر، امام، مرشد شیخ احمد رضا خاں ہندی کی تالیف الدولۃ المکیہ، میں نے مطالعہ کی۔ اس کے مضامین امام الانبیاء، سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر عجیب انداز سے لکھے گئے ہیں، اس کو آنکھوں کے پانی سے دلوں پر لکھنا چاہیئے۔

www.alahazratnetwork.org

(یکم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

۱۸

مصطفٰے ابن التاہزی بن عزوز التونسی

(مدرس حرم نبوی - مدینہ منورہ)

میں نے رسالہ الدولۃ المکیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا اس کے مؤلف رہبر و رہنما، علامہ اکبر اور عمدۃ الفہام ہیں، اپنے علوم کمال کی وجہ سے مشہور ہیں، عارف باللہ ہیں اور ہر حال و مقام میں اللہ ہی کی طرف بلاتے ہیں یعنی ہمارے سردار احمد رضا خاں صاحب ان کی مساعی مقبول و محمود ہوں، ان کی عنایات بلند اور لطف و کرم ہمیشہ جاری رہیں ——— میں نے اس رسالے کی اصولی باتوں کے لفظی جواہر کی طرف توجہ اور اس کے باغ معانی کے پھولوں میں فکر کو جولاں کیا تو میں نے اس کے بے مثال موتیوں کو خوش بیان اور خوب مضبوط پایا اس کے روشن فائدوں سے ذہنوں کے باغوں میں روشنیاں پھیل گئیں ——— اس کی شاخیں اور جڑیں فیصلہ کن اور واضح قرآنی آیتوں صحیح و مشہور حدیثوں اور اعلیٰ قسم کے عقلی روشن دلیلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات علمیہ کی پاسبان ہے اور عقائد اہل سنت و جماعت کے عین مطابق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے جس نے آپ کو یہ علوم عطا فرمائے اس سے انکار ایک جاہل ہی کر سکتا ہے

www.alahazratnetwork.org

اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو خوب خوب نوازے۔ وہ استاذِ کامل اور جامع معقول و منقول ہیں۔ وہ ابرِ باراں کی طرح فیض رساں ہیں، انھوں نے بندگانِ خدا کو فائدے پہنچائے اور ان کو راہ دکھلائی، انھوں نے شہروں کو روشن کیا۔ یہ ان کے شرف و بزرگی اور حسنِ سیرت کی دلیل ہے اور ان کے اخلاص، پاکیزگیِ طبع، ذکاوت اور آگہی کا روشن ثبوت۔ وہ معقول و منقول اور اصول و فروع کے میدانوں میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ان جیسے اور بہت سے پیدا کرے۔ آمین!

(۱۰/شعبان ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

www.alahazratnetwork.org

۱۹

موسیٰ علی الشامی الازہری الاحمدی الدردیری

(مدینہ منورہ)

میں نے رسالہ الدولۃ المکیہ کا مطالعہ کیا، اس کو شفا پایا اور اہل حق یعنی اہل سنت وجماعت کے دلوں کی دوا ——— اللہ تعالیٰ اس رسالے کے مصنف کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں دونوں جہان میں اپنی عنایات نازل فرمائے اس لئے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ علم غیب کی تائید کے لئے کھڑے ہو گئے جس سے کتابیں اور حدیثیں بھری ہوئی ہیں، یہاں تک کہ یہ مسئلہ آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا۔

مصنف کتاب اماموں کے امام، اس امت کے دین کے مجدد ہیں، یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں ——— کون؟ ——— شیخ احمد رضا خاں! اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہان میں قبول و رضوان عطا فرمائے، آمین!

(یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

www.alahazratnetwork.org

۲۰

هدایۃ اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری

(مدینہ منورہ)

بندہ ضعیف جب ۹ محرم ۱۳۳۰ھ کو پہلی مرتبہ زیارت روضۂ مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حاضر ہوا تو زیارت کے بعد مدینہ شریف میں جامع الفضائل والخصائل مولانا محمد کریم اللہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجدد مائۃ حاضرہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ شیخ احمد رضا خاں حنفی قادری کی تصنیف جلیل الدولۃ المکیۃ کا ذکر کیا جس کو سن کر میں اس رسالے کا مشتاق تھا۔ یہ میری دیرینہ آرزو مولانا مذکور کی وساطت سے پوری ہوئی۔ میں نے کتاب مطالعہ کی اور محظوظ ہوا۔ اس قدر مسرور ہوا کہ جس کے بیان سے زبان و قلم دونوں عاجز ہیں۔ میں نے تحقیق و تدقیق میں اس رسالے کو خوب تر پایا اور مجھے یقین ہو گیا

کہ شنیدہ دید کی مانند نہیں

جو کچھ حضرت مؤلف علامہ کے مخالفین نے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ مؤلف علامہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر سمجھتے ہیں یہ الزام سراسر جھوٹ ہے جو مخالفین کے حسد و بغاوت کی پیداوار ہے بلکہ ان کے جہل مرکب اور کند ذہنی کی دلیل ہے کاش ان کو معلوم ہوتا کہ حسد صرف حاسد کو ہلاک کرتا ہے اور حاسد کبھی رہبر

www.alahazratnetwork.org

نہیں بن سکتا، اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی جھوٹی قوم سے شکایت ہے جو افتراء پر فخر کرتے ہوئے اس آیہ کریمہ سے روگرداں ہے :-

انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون

ان لوگوں کی گھٹیا درجہ کی حرکتوں میں یہ ہے کہ اپنی گھڑی ہوئی باتوں کو مشہور کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، اس وقت اللہ تعالیٰ اس آیہ کریمہ کو بھول جاتے ہیں :-

ان الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا و اثما مبینا۔

کاش ان لوگوں کے آنکھوں پر حسد و نفس کے پردے نہ ہوتے تو مذکورہ رسالے کے کئی مقامات پر مؤلف علامہ کی تحریر کی روشنی اپنے باطل دعووں کو پادر ہوا پاتے ـــــــــ مثلاً :-

www.alahazratnetwork.org

نظر اول میں مؤلف فرماتے ہیں :

" علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے جو بھی علم ذاتی میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی کسی کے لئے ثابت کرے تو وہ کافر و مشرک ہے "

اور فرماتے ہیں :-

" علم غیر متناہی کلی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے "

اور فرماتے ہیں :-

" کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے علم کو تفصیلاً شرعاً اور عقلاً احاطہ نہیں کر سکتا بلکہ تمام جہانوں کے علوم جمع کئے جائیں تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علوم کے سامنے ایک قطرے کے ہزارویں حصے میں سے

کسی ایک حصہ کی ہزارہا حصوں کی طرف نسبت کی مانند ہے۔"

نظرِ ثانی میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ کائنات کے علم کی مساوات کا خیال بھی کسی مسلمان کے دل میں نہیں آسکتا۔"

نظرِ ثالث میں فرماتے ہیں:۔

"علم ذاتی مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے" مخلوقات کو صرف علم عطائی حاصل ہے۔"

نظرِ خامس میں فرماتے ہیں:۔

"ہم کسی مخلوق کا علم اللہ کے علم کے برابر اور مستقل نہیں مانتے بلکہ بعض عطائی مانتے ہیں۔"

www.alahazratnetwork.org

پس مخالفین مساوات کا ڈھنڈورہ کیسے پیٹے ہیں ــــــ کیسے حق سے ہٹے جاتے ہیں!

(۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء)

۲۱

یٰسین احمد الخیاری

(مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ)

میں نے ایک موجزن سمندر، ایک عظیم المرتبت کتاب مطالعہ کی — وہ کونسی کتاب؟ — الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ — مسائل شرعیہ کی تحقیق کے لیے یہ ایک قاموس ہے اور بزرگ و بلند معارف کی توضیح کے لیے ایک حصار ہے — کیوں نہ ہو، وہ محدثین کے امام ہیں، یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ ہیں — کون؟ — مولانا الکامل السید احمد رضا خاں! اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کو لباس معرفت میں جلوہ گر رکھے، آمین!

(۱۳ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

www.alahazratnetwork.org

۲۲

یوسف بن اسمٰعیل النبہانی

(مدینہ منورہ)

اس سال ۱۳۳۱ھ میں مدینہ منورہ میں بعض افاضل علماء، خصوصاً سید عبدالباری بن علامہ سید امین رضوان نے خواہش ظاہر کی کہ میں علامہ امام احمد رضا خاں کی تالیف "الدولة المكية بالمادة الغيبية" پر تقریظ لکھوں۔ اس سے قبل عالم باعمل شیخ فاضل شیخ کریم اللہ پنجابی نے بیروت کے پتے پر مجھ سے خط و کتابت کی تھی۔ جب اس دفعہ سید عبدالباری نے

www.alahazratnetwork.org

کتاب میرے پاس بھیج دی تو میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی مستحکم ہیں جو ایک امام کبیر علامہ جلیل ہی کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف سے راضی رہے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے۔ آمین!

(صفر ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

۲۳

احمد رمضان

(شام)

۱۳۲۴ھ میں جب زیارت کے ارادے سے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بعض فضلاء نے حضرت علامہ امام احمد رضا خاں ہندی کی تالیف الدولۃ المکیہ سے آگاہ کیا۔ میں نے یہ کتاب مطالعہ کی اور اس کو حسن بیان اور تحقیق میں بالیقین ایسی کتاب پایا جو چمکتا ہوا ہلال ہے۔ یہ حقیقت صاحب تمیز اہل علم اہل تقوی پر پوشیدہ نہیں۔ علامہ موصوف نے خالق اور مخلوق کے علم کا عمدہ طریقے سے فرق بیان کر دیا ہے جو بیشک حق ہے ——— اللہ تبارک وتعالی مؤلف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علماء اہل سنت و جماعت کی تائید فرمائے اور ہم کو ان لوگوں میں کر دے جو حسن کر بھلی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ آمین۔

www.alahazratnetwork.org

۲۷

عبدالحمید بکری العطار شافعی

(شام)

میں ماہ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ میں سید الموجودات و اشرف المخلوقات
کے دربار میں بغرض زیارت حاضر ہوا تو مجھے حرم شریف کے خدمت گار
حضرت علامہ احمد الخطیب طرابلسی نے رسالہ (الدولۃ المکیہ) مطالعہ کرایا، اس
رسالے میں شاہد عادل ہیں جن سے ایک عالم محقق و مدقق و محقق مولانا
امام احمد رضا خاں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصائل و فضائل صحیح
طور پر بیان فرمائے ہیں جن میں اہل سنت و جماعت کا کوئی اختلاف نہیں
اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کا صلہ عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے
آمین!

۲۵

محمد آفندی الحکیم

(دمشق)

باغ و بہار ۔ بے مثل کتاب "الدولۃ المکیۃ" کے مطالعہ سے محظوظ ہوا ۔ میری معرفت میں اضافہ اور میرے قلب میں پختگی پیدا ہوئی ۔ یہ کتاب مولف علامہ کے معارف نقلیہ و عقلیہ اور شریعت محمدیہ کے لئے ان کی غیرت پر گواہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسلام میں ان جیسے علماء کثرت پیدا کرے جو ہدایت دار شاد کے لئے آفتاب بن کر چمکیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ احمد رضا خاں کو اپنی عنایت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل رہتی دنیا تک سچائی پر قائم رکھے اور وہ باطل کو مٹاتے رہیں ، اور حق کو ثابت کرتے رہیں ۔ آمین ۔

(۱۷ صفر ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)

www.alahazratnetwork.org

۲۶

محمد امین سوید

(دمشق)

علامہ کبیر، نہایت مشہور محقق و مدقق کامل شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ مطالعہ کی، میں نے اسے ایک ایسا عظیم الشان سایہ دار درخت پایا جو اپنے دامن میں مذہب اسلام کا جوہر سمیٹے ہوئے ہے اور یک جہتی جو عقائد اہل ایمان کا نچوڑ ہے۔

حقیقت علم ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مخصوصین کو ایسے علم سے آگاہ کرنا جس سے وہ پہلے ناآشنا تھے ایسی بات ہے جس کے جائز اور واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ کی تعلیم پر موقوف ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے علوم سے مطلع کیا جو آپ کے لئے خاص ہیں اور آپ کے سوا تمام مخلوقات ان سے ناآشنا ہے۔

www.alahazratnetwork.org

(۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)

۲۷

محمد امین السفرجلانی

(دمشق)

میں نے اس کتاب (الدولۃ المکیہ) کا مطالعہ کیا۔ یہ اہل ایمان
کے عقائد کا محافظ ہے اور اہل سنت وجماعت کے مذہب کی مؤید
ہے۔ رسالہ مذکورہ جو حضرت علامہ مرشد فہامہ شیخ احمد رضا خاں
ہندی کی تصنیف ہے، وہ ان کی وسعت علم کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوار میں ان کو اور ہم کو جمع فرمائے
آمین

(۲۴ صفر ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

۲۸

محمود بن سید العطار

(دمشق)

میں نے اس اہم رسالے کو مختصر وقت میں دیکھا، یہ مؤلف علامہ کی تحقیق وتدقیق کی شہادت کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ مؤلف اہلِ سنت وجماعت میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے رسالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علومِ غیبیہ عطائیہ حاصل ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ علمِ غیب جس تک مخلوق کی رسائی ممکن نہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس پر مطلع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہلِ سنت وجماعت کے مذہب کی تائید کے لئے آپ جیسے حضرات بکثرت پیدا کرے۔ آمین!

www.alahazratnetwork.org

۲۹

محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین

(دمشق)

۱۳۳۱ھ میں غیب دمشق سے مدینہ منورہ حاضر ہوا اور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کی زیارت سے شرف یاب ہوا تو مجھے الدولۃ المکیہ کے مطالعہ کے لئے کہا گیا چنانچہ میں نے اس کتاب کو اس طرح مضطرباً دیکھا جس طرح دوست دوست کو جدا ہوتے وقت دیکھتا ہے، میں نے اسے بے مثل پایا، اس کی عبارت عالی اور صفات عالی مقدس ہے ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کتاب کے مؤلف بڑے صاحب فضل مولانا شیخ احمد رضا خاں ہیں جو اپنے ہم عصروں میں بہترین اور قدر و منزلت والے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع فرمائے، آمین!

میں نے چند وجوہات کی وجہ سے تقریظ میں اختصار کو پیش نظر رکھا، پہلی بات تو یہ کہ مؤلف کے اوصاف تفصیل و تطویل سے بے نیاز ہیں دوسری بات یہ کہ میں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو رہا ہوں، آنکھیں اشکبار ہیں اور یہ تقریظ لکھ رہا ہوں۔

(۹ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)

۳۱

محمد عطا اللہ القسم

(دمشق)

کتاب "دولت مکیہ" مطالعہ کی، یہ سیدھی راہ دکھانے والی ہے اور قرآن و حدیث و اقوال صحیحہ پر مشتمل ہے۔ مؤلف علامہ حضرت شیخ احمد رضا خاں کو اللہ تعالیٰ نے خوب خوب نوازا ہے اور ان کا فیض عوام و خواص میں ہمیشہ جاری رہے، انہوں نے اس کی تحقیق کر کے عوام کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہماری اور ان کی مدد فرمائے اور حسن خاتمہ فرمائے آمین!

(ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء)

www.alahazratnetwork.org

۳۲

محمد القاسمی

(دمشق)

عالم و عامل، فاضل و کامل حضرت شیخ احمد رضا خاں کی "تالیف الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" مطالعہ کی۔ یہ اپنے موضوع پر فیصلہ کن بات ہے اور حکمت سے معمور ہے، مؤلف قابل مبارک باد ہیں کہ ان مباحث میں غور و فکر کے بعد گروہ باطل کے جمع کردہ دلائل کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہ عین حق ہے کیونکہ مؤلف کتاب فضائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے۔ وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں۔ ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ ان کا علمی مقام بہت بلند ہے، ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے۔ اللہ تعالٰی ان کی حیات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور ہم کو اور ان کو ان کی برکات سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

(۲ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

www.alahazratnetwork.org

۲۳

محمد یحییٰ القلعی النقشبندی

(دمشق)

اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے اور تمام پوشیدہ رازوں سے آگاہ فرمایا ، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ساری مخلوقات تک اللہ تعالیٰ کا علم پہنچانے کے لیے آپ واسطۂ عظمیٰ ہیں اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو معرفت حاصل ہو جاہل کو کیا پتا! ــــــ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ساتھ قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جمع فرمائے ، آمین!

(۲۱ صفر ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

۳۴

محمد یحییٰ المکتبی الحسینی

(دمشق)

مجاور مدینۃ النبی استاد محترم مولوی شیخ کریم اللہ کی وساطت سے علامہ محقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ میں نے اس رسالے کو عقیدۂ سلف کے مطابق پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیوب کے متعلق خبر دینا آپ کی دوسری تمام نشانیوں اور معجزات کی طرح ہے۔ ان میں سے بعض کا احادیث صحیحہ میں ذکر کیا گیا ہے کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں میں سے کسی کو غیب پر مطلع نہیں کیا کیونکہ قرآن کریم ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ و حضرت خضر کا واقعہ، اور اسی طرح حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے واقعات اور ہمارے زمانے میں ہمارے استاد شیخ محمد بدر الدین محدث سے بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جو اخبار غیبیہ سے متعلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور مسلمانوں کے قلوب کو منور فرمائے اور ہم مسلم لوگوں کو ان باتوں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کی اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو۔ آمین!

(۶ صفر ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)

۳۵

مصطفےٰ بن محمد آفندی الشطی

(دمشق)

بعض ایسے احباب نے رسالہ الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھنے کی فرمائش کی جن کی فرمائش کو ٹالا نہیں جا سکتا، تعمیلِ ارشاد میں چند کلمات لکھے ہیں:-

www.alahazratnetwork.org

حضرت مؤلف علامہ نے جو کچھ لکھا ہے حق و صحیح ہے اس سے جناب مؤلف کی وسعتِ علمی اور فضل و کمال کا ثبوت ملتا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اس امت میں علامہ جیسے فرد کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس پر ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔